www.KitaboSunnat.com

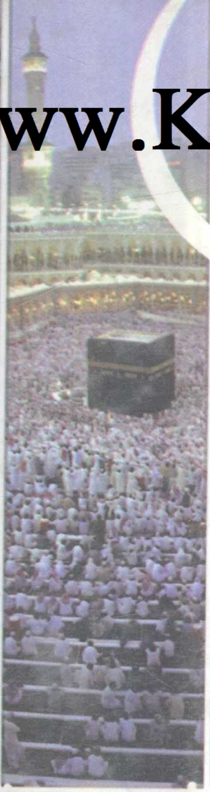

رمضان ماہِ غفران

تالیف

عائض عبداللہ القرنی

اردو قالب

محمود احمد غضنفر

حدیبیہ پبلیکیشنز

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رحمان پبلک لائبریری
کتاب نمبر 4098

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کے تمام حقوق حُدیبیہ پبلیکیشنز کے نام محفوظ ہیں اور اس کتاب کا کوئی بھی حصہ ناشر کی اجازت کے بغیر (کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت)، کاپی کرنا یا اس کے مندرجات کو شائع کرنا سنگین جرم ہے

نام کتاب .... رَمضان ماہِ غفران

مولف .... عائض عبداللہ القرنی

ترجمہ .... محمود احمد غضنفر

تخریج .... شمس الرحمان البسام

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... -/160روپے

ناشر .... محمد سمیع اللہ جنجوعہ

مطبع .... قدوسیہ اسلامک پریس

حُدیبیہ پبلیکیشنز کی جملہ مطبوعات پاکستان بھر میں تمام بڑے شہروں کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ **لاھور:** مکتبہ قدوسیہ 7230585 دارالسلام 7232400، نعمانی کتب خانہ 7321885، اسلامی اکیڈمی 7357587، مکتبہ رحمانیہ 7224228، مکتبہ اسلامیہ 7244973 مکتبہ سلفیہ 7237184 دارالھدیٰ 7639557، کتاب سرائے 7320318، شرکۃ الامتیاز 7311178 **گوجرانوالہ** مدینہ کتاب گھر، مکتبہ نعمانیہ، والی کتاب گھر 233089 **فیصل آباد:** مکتبہ اسلامیہ 631204، مکتبہ اہلحدیث، دارارقم **کراچی:** مکتبہ نور حرم 4965724، مکتبہ اہلحدیث (ٹرسٹ) دارالسلام 4393936 **راولپنڈی:** تسجیلات طیبہ کشمیری بازار 5535168، **اسلام آباد:** المسعود اسلامک بکس 2261356 سے طلب فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے مسائل، مقاصد اور اسرار و رموز
پر مشتمل ایک مستند، مدلل اور جامع کتاب

اُردو قالب
محمود احمد غضنفر

تخریج
شمس الرحمان البسام

حُدیبیہ پبلیکیشنز
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلہائے چمن

باب : ا

روزہ کی لغوی و اصلاحی تعریف

روزوں کی فرضیت و فضیلت اور حکمت

- روزوں کی فرضیت' دلائل' حکمتیں اور مقاصد ۳۲
- روزوں کی عظیم حکمتیں اور فوائد عامہ ۳۵
- روزوں کی فضیلت۔ ۳۹
- روزوں کے وجوب کی شرائط ۴۵
- آمد ماہ رمضان کی پہچان ۴۸
- ماہ رمضان میں مریض کے احکام ۵۱

باب : ۲

ماہ رمضان اور شرعی عذر

- ماہ رمضان میں مسافر ۵۵
- ماہ رمضان میں حیض اور نفاس والی عورت کا حکم ۵۸
- حاملہ اور دودھ پلانے والی ۵۹
- بڑھاپے یا دائمی بیماری میں مبتلا کے لیے حکم ۶۱
- جس کی عقل جاتی رہے ۶۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

مفطرات صوم وغیرہ کا بیان

- کھانا پینا روزے کو توڑ دیتا ہے ۶۴
- جماع ۶۴
- قئی ۶۵
- سرمہ لگانا ۶۷
- سنگی لگانا ۶۹
- بھول کر کھانا پینا ۷۰
- روزے دار کا غیبت اور لغویات سے اجتناب ۷۱

باب : ۴

روزہ رکھنے کا طریقہ کار

- رات کو روزے کی نیت کرنا ۷۴
- نفلی روزوں کی نیت ۷۵
- روزہ افطار کرنے کا مسنون طریقہ ۷۶
- سحری کا حکم ۷۸
- روزے دار کس چیز سے روزہ افطار کرے ۷۹
- وصال کا حکم ۸۱
- روزے دار کا اپنی اہلیہ سے معاملہ ۸۲
- سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا ۸۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

تراویح' تلاوت' عمرہ اور چند دیگر احکام

- نماز تراویح ۸۷
- روزے دار کیلئے مسواک کا حکم ۸۹
- رمضان میں قرآن کی قرأت ۹۱
- رمضان میں عمرے کی فضیلت ۹۲
- روزے دار کا جنبی ہونا ۹۴
- روزے دار کا غسل کرنا ۹۶
- جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزہ ہو ۹۷
- لیلۃ القدر ۹۸
- مختلف مطالع ۱۰۰
- بچے کا روزہ ۱۰۱
- طلوع فجر میں شک ۱۰۲
- افطاری کے وقت اور روزے کے دوران دعا ۱۰۳

باب : ٦

بعض وعید شدید اور ممانعت کا تذکرہ

- جو ماہ رمضان میں دن کے وقت جماع کر بیٹھے اس پر کیا جرمانہ ہوگا ۱۰۵
- رمضان کی قضاء ۱۰۸
- روزے دار کو جس سے بچنا ممکن نہ ہو ۱۱۰
- روزوں کے باب میں بعض ضعیف احادیث ۱۱۱
- روزے کے فوائد ۱۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رمضان کا روزہ بغیر عذر کے چھوڑنے پر وعید ۱۱۴
- ایسے مسائل جن کی روزے دار کو ضرورت ہے ۱۱۸
- روزے رکھنے میں انبیاء علیہم السلام کے مختلف طریقے ۱۱۹
- ماہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے استقبالی روزہ رکھنے کی ممانعت ۱۲۱
- روزوں اور اعتکاف کے باب میں اہل علم کا اجماع ۱۲۳
- جو لوگ رمضان میں افضل اَولی اور سنت کے خلاف کرتے ہیں ۱۲۴
- نفلی روزے کو توڑنے کا حکم ۱۲۶

باب : ۷

زکوٰۃ و جہاد اور اعتکاف و استقبال کے مسائل

- زیور کی زکوٰۃ ۱۳۰
- غزوہ بدر ۱۳۳
- فتح مکہ ماہ رمضان میں ۱۳۶
- رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت ۱۳۹
- اعتکاف اور اس کے احکام ۱۴۱
- ہم رمضان کا استقبال کیسے کریں؟ ۱۵۹
- روزوں کے اسرار و رموز ۱۶۸
- رمضان میں ظاہری اعمال ۱۷۰
- روزوں میں ہمارا فرض ۱۷۳

باب : ۸

قرآنی پیغام اسوہ پیغمبر اور الوداعی گھڑیاں

- ایسے امور جن کا قرآنی پیغام مطالبہ کرتا ہے ۱۷۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رمضان میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل ۱۹۳
- رمضان کے آخری دن ۲۱۹
- عید کا دن ۲۲۸
- رمضانی اثرات ۲۳۴
- معزز مہمان خوش آمدید ۲۵۱
- روزے میں رسول اکرم ﷺ کا طرزِ عمل ۲۵۲
- روزے کیوں فرض ہوئے ۲۵۸

باب : ۹

تلاوت وعبادت اور جود وسخا

- قرآن کریم اور ماہ رمضان ۲۶۳
- روزے داروں کا نغمہ ۲۶۸
- رمضان جود وسخا کا موسم ۲۷۲
- رمضان قیام کا مہینہ ۲۷۶

باب : ۱۰

ماہ رمضان اور اصلاح مومن

- رمضان میں اسلامی گھر ۲۸۰
- دل کیسے روزہ رکھتا ہے؟ ۲۸۴
- زبان کیسے روزہ رکھتی ہے؟ ۲۸۹
- آنکھ روزہ کیسے رکھتی ہے؟ ۲۹۳
- کان کیسے روزہ رکھتا ہے؟ ۲۹۶
- پیٹ کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ ۳۰۰
- جن خطاؤں کا روزے دار ارتکاب کرتے ہیں ۳۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ١١

رمضان نعمتوں کی برسات

- رمضان میں ہماری یادیں ٣٠٩
- رمضان توبہ کا راستہ ٣١٢
- رمضان میں ایمان بڑھتا ہے ٣١٦
- رمضان میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ ٣٢١
- ہم اپنے بچوں کو رمضان اور غیر رمضان میں کس طرح تربیت دیں ٣٢٦
- رمضان میں فضول خرچی کا مظاہرہ ٣٣٠
- رمضان نیکی اور صلہ رحمی کا مہینہ ٣٣٣
- رمضان مسلمانوں کیلئے رحمت کا مہینہ ٣٣٧

باب : ١٢

رمضان کا پیغام اہل اسلام کے نام

- ہم رمضان میں سنت کو کیسے زندہ کریں؟ ٣٤٢
- رمضان کی مناسبت سے مسلمان عورت کے نام پیغام ٣٤٩
- ماہ رمضان میں عالم اسلامی کے غم ٣٥٣
- رمضان وقت کی حفاظت کرنے کی دعوت دیتا ہے ٣٥٧
- رمضان میں باہمی اخوت کا مظاہرہ ٣٦١
- رمضان کا مہینہ دعوت اسلامیہ کیلئے ایک مبارک موسم ہے ٣٦٦
- روزے دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا ٣٧١
- روزے داروں کے لئے تحائف ٣٧٧
- کل عید ہے ٣٨٣
- آخری گزارش ٣٨٨

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و بعد

قارئین کی خدمت میں رمضان المبارک کے مسائل اور اسرار و رموز پر مشتمل ایک عمدہ، مستند اور مدلل کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ کتاب عربی زبان میں ''دروس المسجد فی رمضان'' کے عنوان سے فضیلۃ الشیخ عائض عبداللہ القرنی حفظہ اللہ نے تالیف کی اور اسے اردو قالب میں منتقل کرنے کا فریضہ جناب ابوضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ نے سرانجام دیا اور اس کا نام ''رمضان ماہِ غفران'' رکھا۔ اور اس کی تخریج ابوالحسن مبشر احمد ربانی کے شاگرد رشید شمس الرحمان نے کی ہے۔ جبکہ نظر ثانی، تصحیح اور اضافہ جات کا فریضہ برادرم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ نے سرانجام دیا ہے۔ امید ہے یہ کتاب روحانی تربیت کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اور معاشرے میں بگڑے ہوئے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہوگی۔ کتاب کو مزید مدلل بنانے کے لیے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ ﷺ کے حوالہ جات بھی دے دیئے گئے ہیں جو عربی نسخے میں نہ تھے تاکہ استفادہ کرنے والوں کے لیے مزید آسانی پیدا ہو سکے۔

قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ میرے مترجم جملہ معاونین کے حق میں بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں کہ وہ ہماری دنیا اور آخرت کو بہتر بنا دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

طالب دعا

ابوجریر محمد سمیع اللہ عاصم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبعد:

عرصہ دراز سے دلی خواہش تھی کہ رمضان کے مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں ایک نئے اور دلچسپ اسلوب میں پیش کیا جائے اور اس کے لئے میں اس تلاش میں تھا کہ کوئی ایسی کتاب نظر آئے جو مدلل' مستند اور دل آویز اسلوب میں لکھی گئی ہوتا کہ اس سے استفادہ کر کے قارئین کرام کی خدمت میں ایک علمی' ادبی اور تربیتی کتاب پیش کر دی جائے۔ لیکن دو ماہ پہلے مجھے الھدی انٹرنیشل کی وساطت سے الاستاذ عائض بن عبداللہ القرنی حفظہ اللہ کی تالیف "دروس المسجد فی رمضان" ملی ورق گردانی سے میری طبیعت باغ باغ ہوگئی' میں جو چاہتا تھا اس سے کہیں بڑھ کر اسے عمدہ اور مفید پایا چونکہ یہ کتاب عربی میں تھی میں نے اسی وقت عزم کرلیا کہ اسے اردو قالب میں ڈھال دیا جائے تا کہ اردو دان طبقہ اس سے بآسانی مستفید ہو سکے تو میں نے اپنی ناسازی صحت کے باوجود اس کار خیر کا آغاز کر دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے تھوڑے ہی عرصے میں مکمل کرنے کی توفیق ارزانی عطا کر دی۔ یہ محض اس کا فضل وکرم ہے۔ اور اسی کا احسان عظیم ہے۔ "وگرنہ من ھما خاکم کہ ہستم"

ہم کیا ہیں اور ہماری اوقات ہی کیا ہے!

جو بھی اچھا کام سرانجام پاتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل وکرم سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

قارئین کرام اس کتاب کے مطالعہ سے یہ محسوس کریں گے کہ یہ کتاب قرآن و حدیث پر مشتمل ہے اور اس میں ایسا اسلوب نگارش اختیار کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کے دل ودماغ میں ... یہ کتاب ... واقع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قابل ہے کہ اسے طلبہ اور طالبات کے دینی مدارس میں داخل نصاب کیا جائے۔ یہ بلا شبہ روحانی انقلاب بپا کرنے والی کتاب ہے۔

قارئین کرام کو مضامین کی فہرست سے ہی اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتاب تربیتی نقطہ نگاہ سے کس قدر مفید ہے۔

میں نے مقدور بھر یہ کوشش کی ہے کہ عربی زبان کی چاشنی اردو زبان میں برقرار رہے۔ اس میں کس قدر کامیابی ہوئی ہے یہ فیصلہ تو محترم قارئین ہی کریں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے یہ التجاء ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے امت مسلمہ میں روحانی انقلاب بپا کرنے کا باعث بنائے۔

قارئین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں مجھے میرے والدین! اہل خانہ اور اساتذہ کرام کو یاد رکھیں۔

و صلی اللہ علیہ النبی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

۱۹ مارچ بروز جمعۃ المبارک

۲۰۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

رمضان المبارک عظیم کیوں؟

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبعد:

رمضان کا مبارک مہینہ ان عظیم نعمتوں میں سے ایک انتہائی عظیم نعمت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو عنایت فرمائی ہیں۔ اس ماہ میں ہمیں سیدنا محمد ﷺ کی نعمت رسالت عطا کی گئی۔ اس ماہ میں قرآن مجید ہمیں عطا کیا گیا جو ہدایت ہے‘ فرقان ہے‘ رحمت ہے‘ اور شفا ہے۔ اس ماہ میں بدر کا وہ یوم الفرقان امت کو نصیب ہوا‘ جس دن اس کے لیے اور انسانیت کے لیے زندگی مقدر کر دی گئی۔ جن کو ہلاک ہونا تھا وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہوئے اور جن کو زندہ رہنا تھا وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے۔ اس ماہ میں وہ یوم الفتح بھی واقع ہوا‘ جس دن ایک قطرہ خون بہائے بغیر اس شہر کی کنجیاں امت کے حوالے کر دی گئیں‘ جو ام القریٰ یعنی دنیا کی زندگی کا مرکز ہے‘ جو بیت اللہ کا امین‘ سلسلہ توحید کے امام عالی مقام‘ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بندگی و وفاداری کی بے نظیر روایات کا امین‘ اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا امین ہے۔

امت کی زندگی اور سربلندی کا راز جہاد میں پوشیدہ ہے۔ پہلے انسانوں کے دل جیتنے کے لیے جہاد‘ پھر تہذیبی غلبے کے لیے جہاد اور اس جہاد کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لیے اپنے نفس سے جہاد تاکہ تقویٰ حاصل ہو۔ انفرادی تقویٰ بھی اور اجتماعی تقویٰ بھی‘ خلوتوں میں نالہ نیم شب‘ آہ سحر گاہی اور اشکوں سے وضو بھی‘ اور جلوتوں میں معاشرتی زندگی میں‘ صداقت‘ دیانت‘ امانت‘ عدالت‘ شجاعت‘ اخوت اور حقوق انسانی کا احترام بھی۔ رمضان علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعمل کا راستہ ہے۔ جس کے ذریعے یہ سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ رمضان سے پہلے اپنے ساتھیوں کو اس ماہ کے خزانوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار کرتے تھے۔ اس ماہ کے دامن میں وہ بیش بہارات ہے کہ اس ایک رات میں ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر خیر و برکت کے خزانے لٹائے گئے اور لٹائے جاتے ہیں وہ مبارک رات جس میں ہمارے رب نے اپنی سب سے بڑی رحمت ہمارے اوپر نازل فرمائی'

﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:۴۴-۳]

''ہم نے اسے 'کتاب مبین کو' برکت والی رات میں اتارا''

یہ کتاب مبین کیا ہے؟ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہی رحمت۔ لیکن سچ پوچھیے تو اس ماہ کا ہر روز' روز سعید ہے' اور اس ماہ کی ہر شب' شب مبارک۔ دن روشن ہوتا ہے تو ان گنت بندوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے کہ وہ اپنے مالک کی اطاعت اور رضا جوئی کی خاطر' اپنے جسم کی جائز خواہشات اور اس کے ضروری مطالبات تک ترک کر کے گواہی دیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب اور مطلوب ومقصود ہے۔ اس کی اطاعت و بندگی کی طلب ہی زندگی کی اصل بھوک پیاس ہے اور اس کی خوشنودی ہی میں دلوں کے لیے سیری اور لوگوں کے لیے تری کا سامان ہے۔ رات کا اندھیرا چھاتا ہے تو بے شمار بندے اللہ تعالیٰ کے حضور قیام' اس سے کلام' اور اس کے ذکر کی لذت و برکت سے مالا مال ہوتے ہیں' اور ان کے دل شیشے کے چراغوں کی طرح منور ہو کر ایسے جگمگاتے ہیں جیسے آسمانوں پر رات کے ستارے۔

اس ماہ کی ہر گھڑی میں فیض و برکت کا اتنا خزانہ پوشیدہ ہے کہ نفل اعمال صالحہ' فرض اعمال صالحہ کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور فرائض ستر گنا زیادہ وزنی اور بلند ہو جاتے ہیں۔ رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رحمتوں کی بارش ہوتی ہے' جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور نیکی کے راستوں پر چلنے کی سہولت اور توفیق عام ہو جاتی ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور روزہ بدی کے راستوں کی رکاوٹ بن جاتا ہے' شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور برائی پھیلانے کے مواقع کم سے کم ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشارت دی ہے نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو جو رمضان المبارک میں روزے رکھے کہ اس کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اور اس شخص کو جو راتوں میں نماز کے لیے کھڑا رہے کہ اس کے بھی گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ جو شب قدر میں قیام کرے۔[1] اس کے لیے بھی بس شرط یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی باتوں اور وعدوں کو سچا جانے اپنے عہد بندگی کو وفاداری بشرط استواری کے ساتھ نباہے اور خود آگہی وخود احتسابی سے غافل نہ ہو۔

اس مہینے کی عظمت اور برکت بلاشبہ عظیم ہے' لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر اس شخص کے حصے میں آجائیں جو اس مہینے کو پالے جب بارش ہوتی ہے تو مختلف ندی نالے اور تالاب اپنی اپنی وسعت و گہرائی کے مطابق ہی اس کے پانی سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑے بھی اپنی استعداد کے مطابق ہی فصل دیتے ہیں۔ بارش سب پر یکساں برستی ہے مگر ایک چھوٹے سے گڑھے کے حصے میں اتنا وافر پانی نہیں آتا جتنا ایک لمبے چوڑے تالاب میں بھر جاتا ہے۔ اسی طرح جب پانی کسی چٹان یا بنجر زمین پر گرتا ہے تو اس کے اوپر ہی سے بہہ جاتا ہے اور اس کو کوئی نفع نہیں پہنچتا' لیکن اگر زمین زرخیز ہو تو وہ لہلہا اٹھتی ہے یہی حال انسانوں کی فطرت اور ان کے نصیب کا ہے۔

رمضان المبارک کے ان خزانوں میں سے آپ کو کیا کچھ ملے گا؟ زمین کی طرح آپ کے دل نرم اور آنکھیں نم ہوں گی۔ آپ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں گے اور اپنی صلاحیت واستعداد کی حفاظت کریں گے۔ تو بیج پودا بنے گا اور پودا درخت' درخت اعمال صالحہ کے پھل پھول اور پتیوں سے لہلہا اٹھیں گے اور آپ ابدی بادشاہت کی فصل کاٹیں گے۔ کسان کی طرح آپ محنت اور عمل کریں گے تو جنت کے انعامات کی فصل تیار ہو گی اور جتنی محنت کریں گے اتنی ہی اچھی فصل ہو گی۔ دل پتھر کی طرح سخت ہوں گے اور آپ غافل کسان کی طرح سوتے پڑے رہ جائیں گے' تو روزوں اور تراویح اور رحمت و برکت کا سارا پانی بہہ جائے گا اور آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانًا احتسابا ونیة رقم حدیث ۱۹۰۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توفیق الٰہی کے بغیر یقیناً کچھ نہیں ملتا۔ لیکن یہ توفیق بھی اسی کو ملتی ہے جو کوشش اور محنت کرتا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے؟ آپ اس کی طرف ایک بالشت چلیں گے تو وہ آپ کی طرف دو بالشت بڑھے گا' آپ اس کی طرف چلنا شروع کریں گے تو وہ آپ کی طرف دوڑتا ہوا آئے گا۔ لیکن آپ کھڑے رہیں' پیٹھ پھیر کر' غافل اور لاپروا' تو بتایئے کہ توفیق الٰہی آپ کے پاس کیسے آئے گی؟

تو ایسا نہ کیجئے کہ رمضان کا پورا مہینہ گزر جائے' رحمتوں اور برکتوں کے ڈول کے ڈول انڈیلے جاتے رہیں اور آپ اتنے بدنصیب ہوں کہ آپ کی جھولی خالی رہ جائے کچھ کرنے کے لیے اور اپنے حصے کی رحمتیں لوٹنے کے لیے کمر کس لیجئے اور نبی اکرم ﷺ کی اس تنبیہ کو اچھی طرح یاد رکھیے۔

کتنے روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزوں سے بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور کتنے راتوں کو نماز پڑھنے والے ہیں جن کی نمازوں سے رت جگے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔[۲]

سارا انحصار آپ پر ہے۔ نبی کریم ﷺ رمضان سے پہلے اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے اس مہینے کی عظمت و برکت بھی بیان کرتے اور اس کی برکتوں کے خزانوں سے اپنا بھرپور حصہ لینے کے لیے پوری محنت اور کوشش کی تاکید بھی فرماتے۔ رمضان کے مہینے میں جو عظمت اور برکت ہے اس کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے' یہ جاننا سب سے پہلے ضروری ہے۔ اس لیے کہ یہ جانے بغیر اس کے خزانوں سے اپنا دامن بھرنا ممکن نہیں۔ اس یکسوئی' عزم اور محنت کا اہتمام ممکن ہے جو اس مقصد کے لیے ناگزیر ہے اس عظمت و برکت کا سارا راز صرف ایک چیز میں پوشیدہ ہے۔ وہ یہ کہ اس مہینے میں قرآن مجید نازل کیا گیا یعنی نزول شروع ہوا' پورے کا پورا لوح محفوظ سے اتار کر جبریل علیہ السلام کے سپرد کیا گیا' یا نزول کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔

گویا کہ اس ماہ میں رب رحمٰن ورحیم کی بے پایاں رحمت نے ہم جیسے انسانوں کی

۱؎ صحیح البخاری کتاب التوحید باب نمبر ۱۵ (۷۴۰۵) صحیح المسلم (۲/ ۲۶۷۵)

۲؎ سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب نمبر (۲۱) (۱۶۹۰) مسند احمد ۲/ ۴۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنمائی کا سامنا فرمایا اس کی حکمت لامتناہی نے ہماری سوچ اور عمل کی راہیں روشن کیں، صحیح اور غلط کو پرکھنے کے لیے وہ کسوٹی عطا کی جو غلطی، کجی اور تغیر وتبدل سے پاک ہے۔ یہ اس وقت ہوا جب رمضان کی ایک صبح، سحر کے وقت کلام الٰہی کی پہلی کرن نے قلب محمدی ﷺ کو منور کر دیا۔ یعنی بات یہ نہیں ہے کہ رمضان کا مہینہ اس لیے مبارک ہوا کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں اور تلاوت قرآن کا اہتمام ہوتا ہے نہیں بلکہ بات یوں ہے کہ روزوں اور تلاوت قرآن کے عظیم الشان اور منفرد و بے مثال واقعے کی وجہ سے یہ مہینہ پہلے ہی عظیم اور جلیل القدر ہو چکا تھا۔ یہ عظیم الشان واقعہ اس بات کا متقاضی ہوا کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لیے اور راتوں کو قیام وتلاوت کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو یوں آشکار فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة ۲: ۱۸۵]

''رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سارے انسانوں کے لیے سرتاپا ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں لہٰذا جو شخص اس مہینے کو پائے لازم ہے کہ وہ اس میں روزے رکھے۔''

نعمت قرآن:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے اعلیٰ اور بے مثل نعمت ہے اور اس کی رحمتوں میں سب سے بڑی رحمت۔ اس کا نزول تاریخ انسانی کا سب سے عظیم واقعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کے جوش وخروش کا اس دنیا میں سب سے بڑا ظہور۔ اسی لیے تو اس نے فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ [الرحمن: ۵۵/ ۱،۲]

''وہ بے انتہا رحم والا ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی'' اور

﴿تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝﴾ [حم السجدة:۴۱/ ۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اتارا گیا ہے بے انتہائی مہربان اور بے انتہا رحم کرنے والے کی طرف سے۔“

انسان کے لیے عدل وقسط کی کوئی میزان ہے تو یہی قرآن ہے، روشنی ہے تو یہی ہے، نسخہ شفا ہے تو یہی ہے۔

ویسے تو ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حد وحساب ہیں۔ ہم ہر لمحہ دونوں ہاتھوں سے ان نعمتوں کے خزانے لوٹ رہے ہیں۔ لیکن دنیا اور دنیا کی ہر نعمت، بس اسی وقت تک ہماری ہے جس وقت تک سانس آ رہی ہے۔ آخری سانس نکلی تو زندگی کے سارے لمحات بھی ختم اور دنیا کی ساری نعمتیں بھی ہمارے لیے ختم۔ جو چیز زندگی کے ان فانی لمحات کو لازوال زندگی میں، ان ختم ہو جانے والی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں میں بدل سکتی ہے وہ صرف اور صرف قرآن کی نعمت ہے۔ اسی لیے یہ دنیا کے سارے خزانوں سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ اسی لیے جس رات یہ نازل کیا گیا اس کو لیلہ مبارکہ اور لیلۃ القدر فرمایا اور جہاں اس کے اتارے جانے کا ذکر فرمایا اکثر اس کا رشتہ اپنی رحمت بار بار کی جانے والی رحمت، اپنی بے پایاں حکمت اور اپنی بے پناہ قوت کے ساتھ جوڑا۔

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ [یونس ۱۰: ۵۷، ۵۸]

”لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی ﷺ، کہو کہ ”یہ اللہ کا فضل ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہئے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔“

سب دن اور سب مہینے ایک جیسے ہوتے ہیں یہ سب اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور انکے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔ لیکن بعض لمحات ایسے آتے ہیں جن کے ساتھ ساری انسانیت اور ساری کائنات کا مقدر وابستہ ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی لمحہ وہ تھا جب غار حرا میں ہدایت الٰہی کی پہلی کرن داخل ہوئی، اور نبی کریم ﷺ اس کے امین و حامل بنے۔ اسی عظیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحے کا امین ہے رمضان المبارک کا مہینہ اور یہی ہے رمضان المبارک کی عظمت و برکت کا راز۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ بڑی بلند مرتبہ اور بیش بہا نعمت ہے اور ساری مطلوبہ صفات کی جامع بھی۔ جو تقویٰ کی صفت رکھتے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیوں کی ضمانت دی ہے۔ تقویٰ وہ چیز ہے جس سے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ ملتا ہے۔ تقویٰ وہ ہے جس سے رزق کے دروازے اس طرح کھلتے ہیں کہ گمان بھی نہیں ہوتا۔ تقویٰ کی وجہ سے دین اور دنیا کے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برائیاں مٹا دیتا ہے اور اجر عظیم سے نوازتا ہے۔ متقین ہی وہ ہیں جن کو اس جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ جس کی وسعت میں زمین و آسمان سما جائیں' انھی سے اس مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ جنت تو ان کی وراثت ہے ہی' دنیا میں بھی آسمان و زمین سے برکتوں کے دہانے کھول دینے کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے جو ایمان اور تقویٰ کی صفت سے آراستہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ [الاعراف:۷-۹۶]

''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرنے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

تقویٰ کیا ہے؟ بات سمیٹ کر کہی جائے تو کہنا چاہیے کہ تقویٰ' قلب و روح' شعور و آگہی' عزم و ارادہ' ضبط و نظم' اور عمل و کردار کی اس قوت اور استعداد کا نام ہے کہ جس کے بل پر ہم اس چیز سے رک جائیں جس کو ہم غلط جانتے اور مانتے ہوں۔ تقویٰ کے لغوی معنی بچنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ تقویٰ کا بالکل بنیادی اور ابتدائی مفہوم ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قوت ہماری فطرت میں ودیعت ہے کہ ہم نقصان و تکلیف سے بچیں، نفع کا لالچ کریں اور اس کے حصول کی کوشش کریں۔ ہمارے اندر اس کی طلب اور قوت نہ ہو تو انسان کی زندگی کی بقا بالکل ناممکن ہے نہ وہ ترقی کرسکتا ہے۔ ہم جلتی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے' بلکہ ہمارا ہاتھ خود بخود آگ کے پاس سے واپس لوٹ آتا ہے۔ ہمارا بچہ غلطی سے آگ کے قریب بھی چلا جائے تو ہم بے چین ہو کر لپکتے ہیں کہ کسی طرح اس کو بچالیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہمیں اس بات پر یقین ہے کہ آگ میں ہمارا ہاتھ جل جائے گا' آگ بچے کو جلا دے گی' وہ مر سکتا ہے یہ دنیا کی آگ کا تقویٰ ہے۔ اس آگ کا نقصان ہمارے تجربے میں ہے' یہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کی استعداد اتنی طاقتور ہے۔

ایک آگ اور ہے۔ یہ آگ ایمان و عمل اور فکر و اخلاق کی خرابیوں سے بھڑکتی ہے کن راہوں پر چلنے سے اس دنیا اور آنے والی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اس آگ میں گرنا اور جلنا ممکن ہے' یہی بات قرآن مجید بتاتا ہے۔ وہ خبردار کرتا ہے کہ ان راہوں کے قریب نہ جاؤ' اس آگ سے بچو' حق کا انکار' نافرمانی' ظلم' جھوٹ' حرام مال' دوسروں کا حق مارنا' ان کو ایذا پہنچانا' یہ سب آگ ہیں۔

یہ آگ ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں' اس کا ہمیں کوئی تجربہ نہیں' اس آگ میں ہاتھ ڈال کر ہم جلنے کا مزہ ابھی نہیں چکھتے۔ دنیا کی آگ سے ہم اس لیے لازماً بچتے ہیں کہ اسے ہم دیکھتے ہیں' اس کے نقصان پر ہمیں پورا پورا یقین ہے اگر ایسا ہی یقین ہمیں اس بات پر ہو جائے کہ جھوٹ بولنے سے زبان آگ میں جل رہی ہے' حرام کھانے سے پیٹ آگ کے انگاروں سے بھر رہا ہے یا حرام پر چلنے سے آگ اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا بن رہی ہے تو پھر یقیناً ہمارے دلوں اور جسم و جان میں وہ قوت اور استعداد پیدا ہو گی جو ہمیں ان کاموں سے روکنے میں کامیاب ہو۔

یہ اللہ کا اور اس کی آگ کا تقویٰ ہے اس تقویٰ کا پہلا سرچشمہ ایمان بالغیب ہے متقین جو قرآن سے ہدایت پاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ [البقرۃ ۲:۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

آج کی ایمان کی خرابی اور بدعملی ہی کل کی آگ ہے' اگرچہ اسے ہم آج دیکھ نہیں سکتے۔ اس بات پر یقین ہی سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اسی یقین سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو راہ قرآن پر چلنے کے لیے سب سے بڑھ کر درکار ہے وہ زادِ راہ حاصل ہوتا ہے جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔

تقویٰ کی یہ حقیقت سامنے رکھ کر غور کیجئے آپ فوراً یہ سمجھ لیں گے کہ تقویٰ کے لیے سب سے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ ہم اقدار اور اخلاق و اعمال میں صحیح اور غلط' حق اور باطل کا ایک مستقل ضابطہ اور معیار تسلیم کر لیں اور اس کی پابندی کریں جو لوگ کہیں کہ عقائد و اخلاق میں صحیح اور غلط کا کوئی مستقل وجود اور ضابطہ و معیار نہیں یہ اضافی چیزیں ہیں جو زمانے اور حالات کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہیں' جو کل صحیح تھا' آج غلط ہو سکتا ہے اور جو آج غلط ہے وہ کل صحیح ہو سکتا ہے یا آدمی ایمان دار ہو یا بے ایمان کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے لیے تقویٰ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا ہے اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ حق اور صحیح صرف وہ ہے جو اس کا حکم ہو جس سے اس کی رضا حاصل ہوتی ہو' جس کا علم اس نے دیا ہو۔ ہر وہ چیز جو اس کو ناراض کرنے والی ہو' جس سے اس کا غضب بھڑکتا ہو' جس سے اس کی نافرمانی ہوتی ہو' وہ غلط اور باطل ہے' وہ ضرر رساں اور نقصان دہ ہے' اس سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کے معنی یہ بھی ہیں کہ کچھ حقیقتیں ایسی ہیں جو ہم دیکھ نہیں سکتے چکھ نہیں سکتے' جو ہمارے حواس کی گرفت سے باہر ہیں' جو جسم و جان سے ماورا ہیں' جو بھوک پیاس سے بالاتر ہیں' جو خواہشات کی فوری تکمیل سے زیادہ مزے دار اور قیمتی ہیں۔

اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ صحیح اور غلط کا علم صرف وہی دے سکتا ہے اور ان حقیقتوں کا علم بھی صرف اسی سے حاصل ہو سکتا ہے جس کے پاس غیب اور شہادت دونوں کا علم ہے اور جس کی مرضی ہی صحیح اور غلط کی کسوٹی ہے۔

متقی وہ بن سکتے ہیں جو ان غیبی امور پر ایمان لائیں جو ان باتوں کو مان لے اس کے لیے ایک دلیل راستہ ہے وہ یہ کہ اپنے آپ کو پورا اپنے رب کے حوالے کر دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' سوچنا بولنا' سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو' اس کی بندگی کے لیے وقف ہو جائے جو کچھ اس نے دیا ہے۔ خواہ مال ہو یا وقت' مادی نعمت ہو یا معنوی۔ اس کی راہ میں لگا دے اور اسی کے لیے خرچ کرے۔ پوری زندگی اس فکر میں گزارے کہ کل اس سے ملاقات کرنا ہے' اور اس وقت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔

یہی ہے وہ تقویٰ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز ہی میں بیان فرما دیا ہے۔ غیب پر ایمان' جسم و جان سے بندگی نماز کی شکل میں' اس کا دیا ہوا اسی کی راہ میں خرچ کرنا' حق و باطل کی کسوٹی کے لیے وحی پر ایمان اور آخرت پر یقین۔''

جو اللہ کو اپنا رب کہے اور اس کے بعد بھی اپنے جسم و جان کی قوتوں کو اپنے وقت اور مال کو ان راہوں میں لگائے جو اس کو ناپسند ہیں اور ان چیزوں سے نہ بچے جو اس کے غضب کی آگ بھڑکانے والی ہیں' وہ تقویٰ سے محروم ہے۔ تقویٰ صرف ظاہری رسوم کی پابندی کا نام نہیں۔ یہ اپنے اندر کی قوت اور یقین کا نام ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا' تقویٰ تو یہاں ہے۔[1]

تقویٰ اور روزہ کا تعلق:

تقویٰ کے یہ معنی آپ ذہن میں رکھیں تو یہ بات سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ یہ تقویٰ پیدا کرنے کے لیے روزہ' قیام لیل' اور تلاوت قرآن سے زیادہ موثر کوئی اور نسخہ مشکل ہی سے ہو سکتا تھا' اور اس نسخہ کے استعمال کے لیے رمضان المبارک ہی سب سے زیادہ موزوں مہینہ تھا۔ روزہ اور قیام لیل میں تلاوت قرآن دونوں کو رمضان کے مہینہ میں جمع کر کے اللہ تعالیٰ نے دراصل اس تقویٰ کے حصول کا راستہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔

ہم روزہ رکھتے ہیں تو صبح سے شام تک اپنے جسم کے جائز مطالبات تک کو بھوک پیاس جیسے مطالبات تک کو پورا کرنے سے اللہ کی رضا کی خاطر رک جاتے ہیں اور اسکے اجر و انعام کی خاطر اپنی جائز خواہشات بھی قربان کر دیتے ہیں۔ رات آتی ہے تو کھڑے ہو کر اس کا کلام سنتے ہیں۔ اور مہینہ بھر میں کم سے کم ایک دفعہ پوری کتاب سن لیتے ہیں۔ یہ

---

[1] صحیح المسلم کتاب البر والصلة باب تحریم ظلم المسلم ...... (۳۲/ ۲۵۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بدقسمتی ہے کہ زبان نہ جاننے اور محنت نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے پلے کچھ نہیں پڑتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کیا کہا اور ہم نے کیا سنا۔ لیکن منشائے خداوندی بالکل واضح ہے کہ اس مہینے میں ہم ایک مرتبہ اس پوری ہدایت سے روشناس ہو جائیں جو اس نے قرآن مجید کی صورت میں ہمیں عطا فرمائی ہے اور جس پر خود عمل کرنا اور جس کی طرف دوسروں کو بلانا ہمارا اولین فرض ہے۔ تلاوت قرآن سے علم و ایمان کا حصول ہوتا ہے اور روزے سے قوت عمل کا۔

روزے میں جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے ہم کھاتے ہیں اور جب اس کا حکم ہوتا ہے ہم رک جاتے ہیں نہ کھانا حرام ہے نہ پینا' لیکن روزے میں ہم ان بالکل بنیادی ضروریات کو بھی اطاعت رب کی خاطر اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں جن کو پورا کرنا دوسرے اوقات میں نہ صرف جائز بلکہ فرض ہوتا ہے۔ اس طرح ہم یہ قوت پیدا کرتے ہیں کہ ہر اس چیز سے رک جائیں جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ خواہ اس کے لیے ہماری ضرورت اور خواہش کتنی ہی شدید ہو اور وہ ہمیں کتنی ہی صحیح اور جائز نظر آئے۔ روزے سے ہمارا یہ یقین بھی راسخ ہوتا ہے کہ جن حقیقتوں کی خبر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے دی ہے۔ جو مادی و حسی نہیں ہیں' وہ بھوک' پیاس اور جنسی جیسی مادی حقیقتوں سے کہیں زیادہ بالا' بیش بہا اور لذیذ ہیں۔ ہم صرف روٹی سے نہیں جیتے' اعلیٰ اخلاقی مقاصد زندگی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس طرح سے ہمارے اندر یہ قوت پیدا ہوتی ہے کہ بلندتر روحانی اور اخلاقی مقاصد کے لیے جو بعد میں حاصل ہونے والے ہوں' ان دنیوی خواہشات کو قربان کر دیں جن کا مزہ آج ہی اور ابھی فوراً لوٹا جا سکتا ہو۔

روزہ یہ بات بھی راسخ کر دیتا ہے کہ اصل چیز اطاعت الٰہی ہے۔ صرف حکم الٰہی ہی کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کے لیے آخری سند ہے۔ نیکی اور ثواب کھانے میں نہیں ہے' نہ بھوکے رہنے میں' نہ جاگنے میں نہ سونے میں نیکی اور ثواب صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہے۔ قیام لیل سے بھی اسی نوعیت کی قوتیں حاصل ہوتی ہیں۔

جب یہ قوتیں اور کیفیات پیدا ہو جائیں اور جتنی ہو جائیں' اسی وقت اور اتنے ہی ہم انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر بحیثیت قوم' قرآن کی امانت کا بار اٹھانے کے قابل ہو سکتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کیونکہ تب ہی ہمارے اندر اپنے مقاصد اور قرآن کے مشن کی تکمیل کو مادی اور محسوس اشیاء کی خواہشات اور فوری اور بظاہر یقینی لذتوں کی طلب پر ترجیح دینے کی استعداد پیدا ہوسکتی ہے۔ اسی استعداد کا نام تقویٰ ہے۔

ایک اور پہلو سے دیکھئے روزے کی کوئی ظاہری شکل وصورت نہیں ہے۔ نفس اور پیٹ کی گہرائی میں اٹھنے والی بھوک' پیاس اور جنسی خواہش کو کوئی دوسرا دیکھ نہیں سکتا' نہ محسوس کرتا ہے نہ کوئی کسی کے احساس میں شریک ہوسکتا ہے۔ ان خواہشات کو قربان کر دینے کی بھی کوئی ظاہری شکل نہیں۔ لہٰذا اس ترک خواہشات کو مادی پیمانوں سے نہیں ناپا تو لا جاسکتا۔ روزہ تو خالص حضوری رب کے یقین ہی پر قائم ہوتا ہے۔ جہاں بھی ہوں وہ موجود ہے۔ دو ہوں تو تیسرا وہ ہوتا ہے اور اکیلے ہوں تو دوسرا وہ ہے۔ وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ یہ ہے وہ ایمان' ہر وقت اپنے رب کے سامنے ہونے پر ایمان' جو روزہ کا اصل ثمر ہے۔ اسی لیے حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ صرف میرے لیے ہیں صرف میں ہی اس کا بدلہ دے سکتا ہوں۔[1]

تقویٰ اسی ایمان کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے' اسی ایمان سے غذا حاصل کرتا ہے' اسی پر استوار ہوتا ہے اور اسی سے پھلتا پھولتا ہے۔

اب آخر میں آپ کو ایک اہم بات اور بتاؤں! جب شیطان اس بات سے مایوس ہو جاتا ہے کہ ہم اس نسخے کو ترک کرنے پر راضی ہو جائیں جو اتنے بے پایاں منافع کا حامل ہے۔ تو پھر وہ اس کی کوشش کرتا ہے کہ اس کے نفع کو محدود کر دے اور ہم سمندر سے چند قطرے حاصل کرنے ہی پر قانع رہ جائیں۔ روزوں اور قیام لیل سے وہ تقویٰ بھی حاصل ہوسکتا ہے جو آپ نے دیکھا اور اس سے ایسا تقویٰ بھی پیدا ہوسکتا ہے جو صرف اس بات پر ہمیں قانع کر دے کہ چھوٹی نیکیاں کر لیں' مستحبات کی فکر نوافل سے بڑھ کر کریں نوافل کی سنتوں سے بڑھ کر اور ان سب کی فرائض سے بڑھ کر اسی طرح ہم صرف چھوٹی برائیوں سے رک جائیں۔

---

[1] صحیح البخاری۔ الصوم: باب هل یقول: انی صائم اذا شتم رقم حدیث (۱۹۰۴) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام: باب فضل الصیام (رقم حدیث ۱۶۱/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں روزے فرض کر کے جو تقویٰ پیدا کرنے کی تعلیم دی ہے وہ اس سے بہت عظیم سے ہے۔ یہ وہ تقویٰ ہے جس سے ہم بحیثیت فرد کے اور بحیثیت جماعت کے رمضان میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے مشن کو پورا کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کے اہل بن سکتے ہیں۔ یہ بات اس لیے جاننا ضروری ہے کہ ایسا ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے کہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو جاگنے والے روزے رکھتے رہتے ہیں اور راتوں کو جاگتے رہتے ہیں مگر ایک قدم بھی اس راہ پر نہیں اٹھاتے جس راہ پر رمضان کے روزے اور تلاوت قرآن انہیں چلانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اعمال صالحہ میں سب سے اہم عمل، فرائض میں سب سے بڑا فرض اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ خیر کثیر کا حامل تو یہی ہے کہ ہم قرآن کا حق ادا کرنے کے لیے اور اللہ کے دوسرے بندوں کو قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر لگانے کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں اور عملاً کچھ نہ کچھ ضرور کریں۔

اس فرض کو ادا کرنے کی فکر ہم اسی وقت کر سکتے ہیں جب ہم قرآن مجید صوم رمضان اور تقویٰ کے باہمی تعلق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ میری اب تک کی گفتگو کا مقصد یہی تھا۔ ہم کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان کا مہینہ روزوں کے لیے صرف اس وجہ سے فرض کیا گیا کہ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا اس مہینہ کی ساری برکت اور عظمت اس لیے ہے کہ اس ماہ میں اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کا ارادہ فرمایا' اور اپنے فضل عظیم سے اپنی ہدایت کا آخری پیغام اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعے دنیا والوں کے حوالے کیا۔ اس ماہ میں روزے فرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ تقویٰ پیدا کریں جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہدایت کا حق ادا کرنے کی قوت اور استعداد حاصل ہو۔ تقویٰ ایک ایسی خوبی ہے جو تمام نیکیوں کی سردار ہے۔

یہ خوبی روزے سے حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ شرعی اداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے روزہ رکھنے کا فریضہ سرانجام دیا جائے۔ اہل ایمان پر روزے فرض ہی اس لئے کئے گئے ہیں تاکہ یہ تقویٰ کی خوبی سے سرشار ہو جائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

خرم مراد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغوی تعریف

عربی لغت میں روزہ کو ''الصوم'' کہا جاتا ہے۔ جو باب ''صام یصوم' صیاما'' سے مصدر ہے۔ صوم کا لغوی معنی کسی چیز سے رک جانا ہے۔

شرعی تعریف

اصطلاح شرع میں صوم کی تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ:

((اَلْاِمْسَاكُ عَنِ الْمُفْطِرَاتِ مَعَ اقْتِرَانِهِ النِّيَّةَ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ)) (تفسیر قرطبی: ۱/ ۶۰۰' فتح البیان: ۱/ ۳۶۲)

''یعنی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک تمام مفطرات سے اس طرح رک جانا کہ (مکمل روزے میں) نیت شامل حال رہے۔''

لغوی تعریف کی شرعی تعریف سے مناسبت

لغوی معنی ''کسی چیز سے رک جانا'' کی شرعی تعریف سے مناسبت یہ ہے کہ صائم یعنی روزہ دار ایک مخصوص وقت کے لیے کھانے' پینے اور جماع وغیرہ سے رک جاتا ہے۔

شرعی تعریف کی مزید وضاحت

شرعی تعریف میں ''طلوع فجر'' کا لفظ گزرا ہے' اس سے مراد فجر ثانی ہے' جسے صبح صادق کہتے ہیں' اسی وقت افق سماوی پر صبح کا نور پھوٹتا اور نمودار ہوتا ہے۔

''مفطرات'' سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو کہ روزہ توڑنے کا باعث اور سبب بنتی ہیں: مثلاً کھانا' پینا' یا بیوی سے مباشرت کرنا وغیرہ' چنانچہ حالت روزہ میں ان تمام امور سے اجتناب انتہائی ضروری ہے' اس کے علاوہ معصیات اور گناہوں کے ارتکاب سے بھی بچنا ضروری ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))[1]

''جو شخص حالت روزہ میں قول زور یا عمل زور سے باز نہیں آتا تو اللہ رب العزت کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔''

قول زور کا معنی و مفہوم

''قول زور'' سے مراد ہر وہ بات ہے جو شریعت اسلامیہ کے مخالف ہو' مثلاً جھوٹ' غیبت اور چغلی وغیرہ۔

''عمل زور'' سے مراد

''عمل زور'' سے مراد ہر وہ فعل ہے جو مخالف شرع ہو' یاد رہے کہ اس میں تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ شامل ہیں۔

روزے کی نیت کرنا

نیت' فعل قلب ہے' اور روزے کی حالت میں نیت کے شامل ہونے سے مراد درج ذیل امور ہیں:

1. روزہ دار شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ روزہ سے ہے۔
2. یہ عقیدہ بھی اسے معلوم ہو کہ روزہ اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ہے۔

یعنی کھانے' پینے کا ترک وغیرہ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کی بنیاد پر ہو' محض ڈائٹنگ وغیرہ کی نیت نہ ہو' نہ ہی یہ نیت ہو کہ علاقے یا محلے یا گھر میں سب روزہ رکھتے ہیں' لہٰذا میں بھی رکھ ہی لوں' اگر نہ رکھا تو لوگ کیا کہیں گے؟

3. یہ نیت بھی ہو کہ روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔
4. اور یہ نیت بھی ہو کہ اس کا اجر صرف اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے۔

آخر الذکر دونوں نیتوں کا شامل حال ہونے کا اس حدیث قدسی سے ثبوت ملتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری: ۳/ ۳۳' مسند احمد: ۲/ ۴۰۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلصِّیَامُ لِی وَاَنَا اَجْزِی بِہٖ))[1]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''روزہ میرے لیے ہے' اور اس کی جزا بھی میں ہی دوں گا۔''

روزہ کا حکم

روزہ فرض ہے' اور اس کی فرضیت کتاب اللہ' سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ سے دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کر دیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تا کہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔''

علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ' محاسن التاویل (۴۱۴/۳) اور ابو حفص الدمشقی' اللباب فی علوم الکتاب (۲۰۰/۳) میں لکھتے ہیں کہ آیت میں وارد لفظ ''کُتِبَ'' کا معنی ''فرض'' ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان روزہ کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث رسول ﷺ سے دلیل

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَاَنَّ مُحَمَّدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ' وَاِقَامِ الصَّلَاةِ' وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ ' حَجِّ الْبَیْتِ))[2]

---

[1] صحیح بخاری' کتاب الصوم' باب فضل الصوم' صحیح الجامع الصغیر' رقم: ۳۸۷۷)

[2] صحیح مسلم' کتاب الا ایمان رقم : ۱۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں' اور یقیناً محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔''

مزید برآں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((انَّ اللّٰهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَّتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ))[1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے ہیں' اور میں اس کا قیام مسنون قرار دیتا ہوں۔''

ان نصوص سے ثابت ہوا کہ رمضان کا روزہ فرض ہے' ارکان اسلام میں سے ایک بنیادی رکن ہے۔

اجماع امت

روزہ کی فرضیت کا منکر کافر اور مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے' اور جو شخص روزہ کی فرضیت کو مانتا ہے' لیکن عملی طور پر نہیں رکھتا' اس کے بارہ میں سلفِ صالحین نے بڑا شدید کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وعند المومنين فقرر ان من ترك صوم رمضان بلا مرض انه شرمن الزانى و مدمن الخمر بل يشكون فى اسلامه ويظنون به الزندقة والا نحلال))

''یعنی سلفِ صالحین میں یہ بات طے شدہ تھی کہ جو شخص بلا عذر ایک روزہ چھوڑ دے وہ زانی اور شرابی سے بدتر ہے' بلکہ سلفِ صالحین تو اس کے مسلمان ہونے میں شک کیا کرتے تھے۔ اور سے زندیق اور راہِ حق سے کھسکا ہوا قرار دیتے تھے۔''

امت محمدیہ ﷺ پر روزہ کب فرض ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ اور ان کی امت پر پیر کے دن ۲ شعبان ۳ھ

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۱۹۱' سنن نسائی: ۴/ ۱۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں روزہ فرض کیا، گویا نبی رحمت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے پندرہویں سال روزے کی فرضیت نازل ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ومبارکہ میں نو مرتبہ رمضان کا مہینہ آیا۔

روزے کے فرضیت میں اس قدر تارخیر کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "محاسن التاویل" (۴۱۶/۳) میں رقمطراز ہیں۔ "چونکہ کھانا، پینا اور دیگر شہوات کا ترک لوگوں کے لیے انتہائی مشکل امر ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے (از راہِ شفقت ومحبت) روزے کی فرضیت کو ہجرت کے بعد تقریباً وسط اسلام تک موخر رکھا، چنانچہ لوگوں کے نفوس اور طبائع توحید اور اقامت صلاۃ پر پختہ ہو گئے، اور وہ اوامر قرآن سے مانوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے روزہ کی فرضیت نازل فرما دی، اور اس میں بھی تدریج کا پہلو پسند فرمایا۔

واضح ہو کہ روزہ کی فرضیت میں تدریج کا مطلب یہ ہے کہ اس کی موجودہ شکل میں حتمی فرضیت تین مراحل میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ "زاد المعاد" میں رقمطراز ہیں: پہلا مرحلہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو روزہ اور فدیہ میں اختیار دے دیا تھا کہ خواہ روزہ رکھو، خواہ روزے کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دو اور روزہ چھوڑ دو۔

دوسرا مرحلہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صحت مند افراد پر حتمیت وقطعیت کے ساتھ روزہ فرض فرما دیا اور روزہ اور فدیہ کی تخییر کا معاملہ صرف بوڑھے مرد یا عورت کے ساتھ مختص فرما دیا۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ ابتداء فرضیت میں روزے کی توقیت نماز عشاء سے لے کر اگلے روز غروب آفتاب تک تھی، پھر اسے طلوع فجر تا غروب آفتاب تک کر دیا گیا، اب روزے کا معاملہ اس صورت پر مستقلاً استقرار پا چکا ہے۔ انتہی۔

فائدہ: روزے میں تدریج کا پہلو اس لیے پسند فرمایا تھا کہ اس عظیم عبادت کی ادائیگی میں لوگوں سے کسی سستی اور کوتاہی کا مظاہرہ نہ ہونے پائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

روزوں کی فرضیت‘ دلائل‘ حکمتیں اور مقاصد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرۃ:۱۸۳]

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تا کہ متقی بن جاؤ۔‘‘

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ امت مسلمہ کے افراد کو روزے رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کھانے‘ پینے اور جماع سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔ اس سے دلوں میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور دل برے خیالات اور رذیل احساسات سے پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں یہ تذکرہ بھی کیا گیا کہ اہل ایمان پر جو روزے فرض کئے ہیں یہ پہلی اقوام پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ پہلے لوگ ان اہل ایمان کے لئے نمونہ ہیں۔ انہیں تو چاہیے کہ اس فرض کی ادائیگی میں سر توڑ کوششیں کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کامل صورت میں پیش کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بھی یہ حکم ہے۔

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾

’’کہ نیکی کے کام سرانجام دینے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔‘‘

اسی لئے یہاں پر فرمایا گیا!

﴿كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [بقرہ: ۱۸۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔''

روزہ رکھنے سے جسم میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور انسان پر حملہ آور ہونے کے لئے شیطان کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں۔

اسی لئے بخاری اور مسلم میں یہ حدیث منقول ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَا مَعْشر الشباب مَنِ استطاعَ منکم الباء ة فَلْیَتزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ یَستطِع فعلیه بِالصَّوم فَاِنّه لَهٗ وِجَاءٌ))[1]

''اے نوجوانوں جو تم میں سے شادی کے مصارف کی استطاعت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ شادی کرے اور جو استطاعت نہیں رکھتا تو اس کے لئے لازم ہے کہ روزہ رکھے یہ اس کے لئے ڈھال ہوگا۔''

پھر روزوں کی مقدار بیان کی گئی روزے مسلسل ہر روز رکھنے کا حکم نہیں تا کہ لوگوں کے لئے دشوار نہ ہو اور اس کی ادائیگی جسمانی کمزوری کا باعث بن جائے گی بلکہ روزوں کے لئے چند گنتی کے دن رکھے گئے ہیں۔

ابتدائے اسلام میں مہینے میں تین دن روزے رکھنے کا حکم تھا پھر یہ حکم ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے منسوخ ہو گیا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے پہلی امتوں پر تین دن کے روزے فرض کیے گئے تھے یہ حکم سیدنا نوح علیہ السلام سے لے کر شریعت محمدیہ میں ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت تک برقرار رہا پھر رمضان کے روزوں کی فرضیت سے یہ حکم منسوخ ہوا۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَقَدْ کُتِبَ الصیامُ علی کَل آمَّةٍ کما کُتِبَ عَلَیْنا شَهْرًا کَامِلًا وَایاما معدو داتٍ عَدَدًا مَعلومًا))

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب النکاح باب قول النبی ﷺ (من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اعض للبصر واحصن للفرج) وهل یتزوج من لا ارب له فی النکاح؟ (رقم حدیث ۵۰۶۵، ۵۰۶۶) مسلم۔ کتاب النکاح: باب استحباب النکاح من طاقت نفسه الیه ووجد مؤنه واستغال من عجز عن المون بالصوم (رقم الحدیث ۱/ ۱۴۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روزے ہر امت پر اس طرح فرض کیے گئے جس طرح ہم پر پورے مہینے کے فرض کیے گئے۔ گنتی کے دنوں کا اطلاق معلوم دنوں پر ہوتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صِیَامُ رَمَضَانَ کَتَبَہُ اللّٰہَ عَلَی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ))[1]

''رمضان کے روزے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے۔''

سیدنا عطاء' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

((کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ))[2]

''رمضان کے روزے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے۔''

اس آیت کریمہ میں پہلے لوگوں سے مراد اہل کتاب ہیں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بیان کیا کہ ابتدائے اسلام میں روزوں کے بارے میں کیا حکم تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بُنِیِ الاسلامُ عَلَی خَمْسٍ: شَہَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ' وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ' وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ))[3]

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

- نماز قائم کرنا
- زکوٰۃ ادا کرنا
- رمضان کے روزے
- حج بیت اللہ

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ ۱/ ۳۰۴ رقم ۱۶۲۵)

[2] .... ۱/ ۳۰۵ رقم (۱۶۲)

[3] صحیح البخاری کتاب الایمان' باب دعاؤکم ایمانکم لقولہ تعالی قل ما یعبؤا بکم ربی لو لا دعاؤکم (رقم الحدیث۸) صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ارکان الاسلام ودعائمہ العظام (رقم حدیث ۱۹/ ۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں روزوں کی فرضیت بیان کی ہے۔ جیسا کہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ ایک پراگندہ بالوں والا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے اسے ارشاد فرمایا:

''کہ اس پر سال بھر میں ایک ماہ کے روزے فرض ہیں۔''[1]

اسی طرح حمام بن ثعلبہ سے مروی اور دیگر بہت سی احادیث کی روشنی میں تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔

روزوں کی عظیم حکمتیں اور فوائد عامہ

روزہ سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

''تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روزے فرض کرنے کی غرض و غایت اور مقصد حقیقی یہ ہے کہ روزے دار تقویٰ کی خوبی سے آراستہ ہو جائیں۔ بلاشبہ روزہ نگاہ کو نیچا رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کا باعث بنتا ہے اور یہ شیطانی خیالات غصیلے احساسات اور شہوانی جذبات کو کچلتا ہے۔

روزہ انسانی خواہشات' خیالات واحساسات کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے۔ روزے دار اپنے روزے کے ذریعے شیطان کو مغلوب کرتا ہے اور اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ روزہ مشکلات کو برداشت کا عادی بناتا ہے اور وہ برائی کا حکم دینے والے

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: باب بیان الصلوات التی ھی احد ارکان الاسلام (رقم حدیث۱۱) صحیح البخاری کتاب الایمان : باب الزکاۃ من الاسلام (رقم حدیث ۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس پر غلبہ پانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ جب کوئی بندہ روزہ رکھتا ہے تو وہ اپنی نفسانی خواہشات کی مخالفت کرتا ہے اور آخر کار وہ ان خواہشات پر غلبہ پالیتا ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان کی طبیعت بڑی بڑی مشکلات اور مصائب کو صبر و تحمل اور ٹھنڈے دل سے برداشت کرنے کی عادی ہو جاتی ہے اور اس طرح ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت بڑے سے بڑے امتحان میں سرخرو ہو کر اپنے اللہ کے سامنے خوش و خرم پیش ہونے کے قابل بن سکتا ہے پھر وہ ایسے کام سرانجام دینے لگتا ہے جو اللہ کو محبوب ہوتے ہیں اور اس کی رضا کا سبب بن جاتے ہیں۔

روزہ رکھنے سے تنگ دست فقراء اور مساکین کی حالت زار کا پتہ چلتا ہے جو بیچارے اکثر و بیشتر بھوکے رہتے ہیں اور انہیں پیٹ بھرنے کو کچھ میسر نہیں آتا۔ جس نے کبھی بھوک محسوس نہ کی ہو وہ بھوک کی تنگی ترشی بھلا کیا جانے؟

روزہ رکھنے میں اللہ کی حکمت یہ ہے کہ لوگ کچھ وقت کے لئے بھوک پیاس کے درد کا مزہ چکھے تا کہ ایک دوسرے کی تکلیف اور دکھ درد کا احساس پیدا ہو۔

روزوں کے فرض کرنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ پوری امت کو ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک ایک مہینے کے روزوں پر اکٹھا کیا تا کہ ایک وقت میں سب روزہ کھولیں۔ ایک وقت میں وہ سب روزہ رکھیں اس سے پوری امت اجتماعیت کا شعور پیدا ہوگا اور افراد امت میں باہمی محبت یکسوئی اور یگانگت پیدا ہوگی۔

روزہ رکھنا جسمانی صحت کا باعث بنتا ہے۔ روزے کے ذریعے جسم کے تمام اندرونی فاسد مادے ختم ہو جاتے ہیں۔ خون صاف ہو جاتا ہے۔ معدے کو آرام ملتا ہے۔

اکثر طبی ماہرین کی یہی رائے ہے۔ دینی علماء بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ روزے جسمانی صحت اور طاقت کا باعث بنتے ہیں۔

اللہ کی حکمتیں تو بے پناہ ہیں یہ چند ایک حکمتیں ہمیں معلوم ہوئیں تو بتا دیں۔ اسرار شریعت الٰہی کی اکثریت تو ہمارے احاطہ ادراک سے بالا ہے۔

اللہ کے راز اللہ ہی جانے

روزے کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ تقویٰ اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں حاصل ہو سکے گا کہ روزے اس طرح رکھے جائیں جس طرح ان کے رکھنے کا حق ہے۔ اگر ایک روزے دار دن بھر سویا رہے اس میں اور روزہ چھوڑنے والے میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے۔

روزے کے فوائد:

① تقویٰ: آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' یہاں ''لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ'' یا لعلکم تذکرون نہیں کہا روزے تقویٰ حاصل کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ روزے دلوں سے گناہوں کے خیالات کو ختم کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ روزے نفس انسانی کی لگام کو پکڑ کر خطاؤں اور معصیت سے رخ موڑتے ہیں اور روح کو گناہوں کی آلودگی سے پاک صاف کرتے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو شادی کا حکم دیا: بخاری مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))[1]

''اے نوجوانو جو تم میں سے شادی کے اخراجات کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ شادی کرے کیونکہ یہ شادی نگاہ کو نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا باعث بنتی ہے اور جو طاقت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ وہ روزہ رکھے یہ روزہ اس کے لئے ڈھال بن جائے گا۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے روزے کو شادی کے قائم مقام قرار دیا ہے اس لئے کہ روزہ خواہشات نفسانی کو توپامال کرنے کا باعث بنتا ہے۔

② روزہ رکھنے سے وقت عبادت کے لئے فارغ مل جاتا ہے ہم کھانے پینے میں اپنا

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب النکاح' باب نمبر ۲ (۵۰۶۵)
صحیح مسلم۔ کتاب النکاح باب استحباب النکاح عن تاقت نفسه اليه...... الخ (۱/ ۱۴۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ہم چائے نوشی اور دیگر مشروبات و ماکولات کے لئے گھنٹوں' قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں بیٹھے رہتے ہیں ہمیں اپنے قیمتی وقت کے ضائع ہونے کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔

امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ وقت کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے اپنے وقت کو اسلام کی خدمت اور دین کے جھنڈے کی سر بلندی کے لئے صرف کیا کرتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے کتاب عقیدہ واسطیہ نماز ظہر اور نماز عصر کے درمیانی وقفے میں تحریر کر دی تھی۔ اور یہ کتاب اس وقت دینی مدارس اور عربی ممالک کے کالجز کے نصاب میں داخل ہے۔ بہت سے طالب علم اس کو بڑی مشکل سے سمجھ پاتے ہیں۔

اپنے وقت کو اللہ کی رضا کے لئے صرف کیا جائے۔قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار میں زندگی کی گھڑیاں گزاری جائیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں اس کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے اور دیگر علماء نے بھی اس کی بھرپور تائید کی ہے۔

③ روزے کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دل کو زندگی نصیب ہوتی ہے بسا اوقات زیادہ کھانے پینے اچھی رہائش اختیار کرنے اور اچھے فاخر اور لباس پہننے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے دل کو زندگی ملتی ہے یہ خیال درست نہیں ہے دل اور روح دراصل جسم کے لطیف اجزاء ہیں۔زمین اور مٹی سے ان کا تعلق جتنا کم ہوگا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ اتنا ہی زیادہ لگاؤ ہوگا۔

④ روزے کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ بھوکا پیاسا رہنے سے روزے دار کو مساکین اور غریبوں کی حالت زار کا احساس ہوتا ہے کہ بھوک اور پیاس کے عالم میں ان غریبوں پر کیا گزرتی ہوگی۔اس طرح روزہ ان کے دکھ درد اور تنگی حالات کا احساس دلاتا ہے اور پھر معاشرے میں بسنے والے گھسے پٹے افراد کی مدد کرنے کے لئے روزے دار کو آمادہ کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزوں کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصّیامُ جُنّۃٌ، فَإِذَا صَامَ اَحدُکُم فَلَا یَرفُثُ ولا یَجھَلُ، وَانُ امرَءٌ قَاتَلَہٗ اَوشَاتَمَہٗ فَلیَقُل انّی صَائِمٌ (مَرَّتَیْنِ) وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہ لَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطیَبُ عِندَ اللّٰہِ مِن رِیحِ المِسكِ، یَترُكُ طَعامَہٗ وَشَرَابَہٗ لِاَجلِی، والصومُ لِی وأنا اَجزَی بِہِ والحسنۃ بعشر امثالھا))[1]

''روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کوئی ایک روزہ رکھتا ہے تو وہ کوئی بیہودہ گوئی اور جہالت کی بات نہ کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑتا ہے یا وہ اسے گالی دیتا ہے تو وہ اسے دو مرتبہ یہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ وہ اپنا کھانا' پینا اور خواہشات نفسانی میری وجہ سے چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ اور نیکی کو دس گناہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

اہل علم کے نزدیک روزوں کی فضیلت کے کئی ایک اسباب ہیں جو ترتیب وار پیش خدمت ہیں۔

① اہل علم کہتے ہیں کہ دوسرے اعمال کی طرح روزے میں ریا کاری نہیں پائی جاتی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَیسَ فِی الصِّیَامِ رِیَاء))[2]

''روزوں میں ریاء نہیں پائی جاتی''

علامہ زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ تمام اعمال حرکات کے بل بوتے پر منظر عام پر آتے

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب صوم' باب فضل الصوم (۱۸۹۴)
صحیح مسلم کتاب صیام۔ باب فضل الصیام (۱۱۵۱)

[2] شعب الایمان للبیھقی' باب فی الصیام فصل فضائل الصوم ۳/ ۲۹۵ (۳۵۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں سوائے روزے کے اس کا تعلق نیت سے ہوتا ہے اور نیت لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔

سابقہ حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں بواسطہ عقیل اور اس نے زہری سے اور اس نے ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

((الصِّیَامُ لَا رِیَآءَ فِیهِ' قَالَ اللّٰهُ: هُوَلِیْ وَاَنَا آجْزِیْ بِهٖ))[1]

''روزوں میں ریاء نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔''

اگر اس کی سند صحیح ہو تو یہ بڑی قطعی دلیل ہے سب جھگڑا ختم۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اعمال میں ریا کے داخل ہونے کا خدشہ رہتا ہے جبکہ روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی اطلاع صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے یا اس عمل کا اسے پتہ ہوتا ہے جس نے روزہ رکھا ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی نسبت اپنی طرف کی اور یہ ارشاد فرمایا:

((یَدَعُ شَهْوَتَهٗ مِنْ أَجْلِیْ))[2]

''وہ اپنی خواہش میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔''

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تمام عبادات' اس کے سرانجام دینے سے ظاہر ہوتی ہیں اور ظاہر ہونے والا کم ہی کوئی ایسا عمل ہوتا ہے جو آلائش سے پاک ہو۔ لیکن روزہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ امام قرطبی کی بھی یہی رائے ہے۔

② ((أَنَا اَجْزِیْ بِهٖ))

''میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

---

[1] شعب الایمان باب فی الصیام فصل فضائل شهر رمضان ۳/ ۳۶

[2] صحیح البخاری' کتاب التوحید باب نمبر ۳۵ (۷۴۹۳) شعب الایمان للبیهقی' باب فی الصیام فصل فضائل الصوم ۳/ ۲۹۳ (۳۵۷۹) (مسند احمد ۲/ ۴۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے روزے دار بندے کے ثواب کو جانتا ہوں۔ یہ صرف میرے علم میں ہے کہ اس کی نیکیوں کو کس قدر بڑھانا ہے۔ روزے کے علاوہ دیگر عبادات پر بعض لوگ مطلع ہو جاتے ہیں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اعمال کے ثواب کا اندازہ لوگوں پر منکشف ہو جاتا ہے۔ وہ اعمال ثواب کے لحاظ سے دس گنا سے لے کر سات سو گنا یا پھر جتنا زیادہ اللہ چاہے بڑھا دیئے جاتے ہیں مگر روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ روزے دار کو بے حساب دے گا۔ اس موقف پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔

((كُلُّ عَمَلِ بنِ آدَمَ يُضَاعَفُ لَهٗ ' اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِه أمثَالِها آلَى سَبعمائة ضِعْفٍ اِلَى مَاشَاءَ اللّٰه' قَالَ اللّٰه: اِلَّا الصَّوْمُ فَإِنَّهٗ لِي وَآنَا اَجزِي بِهٖ))[1]

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے بڑھایا جاتا ہے نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک اللہ کی مشیت سے بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ نے فرمایا مگر روزہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

چونکہ روزہ صبر میں سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر:۳۹:۱۰]

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائے گا۔''

③ ﴿الصَّوْمُ لِي﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ تمام عبادات میں سے مجھے زیادہ پسند ہے اور میرے نزدیک یہ زیادہ مقدم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿الصَّوْمُ لِيْ﴾ کہ روزہ میرے لئے ہے تمام عبادات پر روزے کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

---

[1] مسند احمد (۲/ ۴۴۳) سنن ابن ماجه كتاب الصيام باب ما جاء في فضل الصيام (۱۶۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

((عَلَيكَ بِالصَّوم فَاِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهٗ))[1]

''تم روزے کو لازم پکڑو اس کی کوئی مثال نہیں۔''

④ ﴿الصَّوْمُ لِی﴾ میں روزے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے جو اپنی ذات کی طرف کی ہے اس نسبت سے روزے کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، جس طرح خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے یوں تو سبھی گھر اللہ کے ہیں جس گھر کو خاص طور پر بیت اللہ کہا گیا اس سے اس گھر کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

علامہ ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ ''اس سیاق وسباق میں تعلیم کی جگہ تخصیص تعظیم کو ظاہر کرتی ہے۔''

⑤ کھانے پینے اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنے سے مستغنی ہونا رب تعالیٰ کی صفت ہے وہ کھلاتا ہے، خود نہیں کھاتا جب روزے دار نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت کے موافق اس کا قرب حاصل کیا تو اس نے اس صفت یعنی روزے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ ''اَلصَّوْمُ لِیْ'' روزہ میرے لئے ہے۔

بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ اعمال کی مناسبت ان کے حالات سے ہوتی ہے مگر روزے دیگر اعمال سے مختلف ہیں یہ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت سے مناسبت رکھتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں

کہ روزے دار نے میری صفات میں سے ایک صفت کے تعلق سے میرا قرب حاصل کیا۔

⑥ ﴿الصَّوْمُ لِی﴾ کا معنی ومطلب یہی ہے جو گزشتہ سطور میں بیان کیا گیا ہے، لیکن کھانے پینے اور شھوات سے اجتناب کرنے کا وصف فرشتوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس سے پتہ یہ چلا کہ فرشتہ سیرت ہونے سے اللہ کا قرب حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

---

[1] سنن نسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی أمامة فی فضل الصائم (۲۲۲۲، ۲۲۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "روزہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔ بندہ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔"

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ روزے دار کا روزے کے عمل میں کوئی عمل دخل یا حصہ نہیں ہوتا درست نہیں۔ اس کا باقاعدہ عمل دخل یا حصہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات لوگ اس کے اس عمل کی تعریف بھی کرتے ہیں جب ان کے سامنے اس عمل کا اظہار کیا جائے جب کوئی بندہ لوگوں کے سامنے روزے کے عمل کا اظہار کرتا ہے تو اس میں بسا اوقات ریاء کاری کے پیدا ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد اپنی تعریف سننا ہوتا ہے البتہ روزوں میں دیگر اعمال کی نسبت ریاء کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں۔

⑧ ﴿الصَّوْمُ لِی﴾ میں روزے کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف نسبت اس لئے ہے کہ روزہ رکھنا ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ نماز، صدقہ اور طواف ایسی عبادتیں ہیں جو دنیا میں غیر اللہ کے نام پر بھی کی جاتی ہیں۔ اس موقف پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ستاروں کے پجاری اور ہیکلوں کے ارباب حل وعقد ستاروں اور ہیکلوں کے نام پر عبادت کی غرض سے روزے رکھتے ہیں تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اعتقادی طور پر ستاروں یا ہیکلوں کو ایسا الٰہ نہیں مانتے، ان کے اعتقاد میں صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ کچھ کر سکتے ہیں، حالانکہ ان کی یہ بات بھی درست نہیں۔

⑨ تمام عبادات بندوں کے مظالم کے بدلے میں ختم ہو سکتی ہیں مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دیگر عبادات کی نسبت امتیازی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

((اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحَاسِبُ اللّٰهُ عَبْدَهُ وَيُؤَدِّى مَا عَلَيْهِ مِنَ الْمَظَالِمِ مِنْ عَمَلِهِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى لَهُ اِلَّا الصَّوْمُ فَيَتَحَمَّلُ اللّٰهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَظَالِمِ وَيُدْخِلُهُ بِالصَّوْمِ الْجَنَّةَ))

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حساب لیں گے جو اس کے خلاف مظالم کے دعوے ہوں گے اس کے عمل سے ان کا مداوی کیا جائے گا، یہاں تک کہ روزے کے سوا کچھ بھی اس کے پاس باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جو بھی اس بندے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف مظالم باقی ہوں گے اپنے ذمے لے لیں گے اور اسے روزے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیں گے۔

⑩ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو ظاہر نہیں ہوتا کہ محافظ فرشتے دوسرے اعمال کی طرح اس کو ورطۂ تحریر میں لاسکیں' روزے کے عمل کو تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اکثر لوگ روزے دار کے روزوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس کے برعکس نماز' حج اور زکوٰۃ وغیرہ ایسے اعمال ہیں کہ اکثر لوگوں پر یہ واضح ہو جاتے ہیں۔

⑪ روزے کفارہ بن جاتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے جس کا نام ((بَابُ الصَّوم كَفَّارَةُ)) ہے اور اس باب کے ضمن میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ))[1]

انسان کا اپنے اہل' مال اور پڑوسی کے حوالے سے فتنے میں مبتلا ہونے کا کفارہ اس کی نماز' روزے اور صدقہ بنتا ہے۔

⑫ جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کا نام (بابُ الریّان) رکھا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ فِي الْجَنّةِ بَابًا يقالُ له : الرَّيَانُ' يَدْخُلُ مِنهُ الصَّائِمُوْنَ يوم القيامَةَ لَايدخل منه احدُ غيرهم' يقالُ : اين الصائمونَ؟ فيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنهُ اَحَدُ غَيرَهُمْ' فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ عليهم' فلم يدخل منه احدٌ))[2]

''یقیناً جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن

---

[1] صحیح البخاری' کتاب مواقیت الصلاۃ' باب الصوم کفارۃ (۵۲۵)

[2] صحیح بخاری' کتاب الصوم' باب الریان للصائمین (۱۸۹۶) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب فضل الصیام (۱۶۶/ ۱۱۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف روزے دار اس میں سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ اس میں کوئی اور داخل نہیں ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پس اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔''

اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاحتسابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))[1]

''جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔''

اِيمَانًا کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ روزے دار اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتا ہو کافر کا روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتا۔

''اِحتِسَابًا'' کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ روزے دار کے پیش نظر اپنے روزوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو اور اس کی نیت میں یہ ہو کہ ان روزوں کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا۔

روزوں کے وجوب کی شرائط

وجوب صیام کی چار شرطیں ہیں

① اسلام ② عقل ③ بلوغت ④ استطاعت

① اسلام:

مسلمان پر روزہ فرض ہے کافر اور مرتد پر روزہ فرض نہیں ہوتا کیونکہ یہ عبادت ہے یہ نماز کی مانند کافر پر واجب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کے بارے میں اہل ایمان کو مخاطب کیا ہے۔

---

[1] صحيح البخاری كتاب الايمان' باب تطوع قيام رمضان من الايمان رقم حديث (۷، ۳۷، ۲۰۱۴)
صحيح مسلم' صلاة المسافرين' باب الترغيب فی قيام رمضان وهو التراويح (۱۷۳/ ۷۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرۃ:۲:۱۸۳]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔''

چونکہ کافر اور مرتد اسلام کے قائل نہیں ہوتے لہٰذا ان کا یہ عمل قابل قبول نہ ہوگا بلکہ اس جیسے ہر عمل کو ان کے منہ پر دے مارا جائے گا۔

وہ نہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کو مانتے ہیں اور نہ ہی سیدنا محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں۔

پھر کافر اگر مسلمان ہو جائے تو اس سے یہ مطالبہ نہیں کیا جاتا کہ وہ سابقہ زندگی میں فوت ہونے والی نمازوں اور روزوں کی قضائی دے اور نہ ہی مرتد سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ جو نمازیں اور روزے اس سے چھوٹے ہیں پہلے اس کی قضائی دے۔ پھر اسلام قبول کرے ان سے چھوٹی ہوئی نمازوں اور روزوں کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ خالص توبہ اور دین اسلام کے دائرے میں داخل ہونا ہی ان کے لئے کافی سمجھا جائے گا۔

② عقل:

روزہ عقل والے اور سمجھ بوجھ رکھنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ دیوانے پر روزہ فرض نہیں ہوتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عقل مندوں کو مخاطب کیا ہے اور انہیں شرعی احکام کا مکلف قرار دیا ہے۔ دیوانے شریعت کے مکلّف قرار نہیں دیئے گئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

''بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو عقل رکھتی ہو۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران : ۱۹۰/۳]

''بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور لیل و نہار کی گردش میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عقل و دانش کو دلیل کے طور پر ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾[الملك : ۱۰/۲۹]

''اور انہوں نے کہا اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔''

اس سے ثابت ہوا کہ جو عقل و شعور نہیں رکھتے جن میں حق بات سننے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ وہ شرعی احکام کے مکلّف قرار نہیں دیئے جاتے اور نہ ہی ان سے شرعی احکام پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

③ بلوغت:

روزہ بالغ پر فرض ہوتا ہے بچے پر فرض نہیں ہوتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ: عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِى حَتّٰى يَبْلُغَ الْحُلُم))[1]

تین اشخاص مرفوع القلم ہوتے ہیں:

''دیوانہ یہاں تک کہ وہ ہوش میں آ جائے۔ سونے والا یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچہ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔''

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ روزہ اس پر واجب ہے جو اس کے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے وہ بچوں کو روزہ رکھایا کرتے تھے لیکن وہ ان پر واجب نہیں سمجھتے تھے۔ صرف ان کے پیش نظر بچوں کی تعلیم و تربیت ہوتی، بچوں کو مشق کرانا مقصود ہوتا کہ وہ اس فریضہ کو ادا کرنے کے عادی بن جائیں۔

---

[1] سنن نسائی، کتاب الطلاق، باب من لا یقع طلاقه من الازواج (۳۴۶۲) مسند احمد (۱/ ۱۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کو روزہ رکھنے کا حکم اس صورت میں دیا جائے گا جبکہ وہ اسے نبھانے کی طاقت رکھتا ہو' بچے کو مارا اس صورت میں جائے گا کہ وہ روزے کا فریضہ سرانجام دینے کا عادی بن جائے۔ بچے پر روزہ فرض نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے اس کے بارے میں بتا دیا گیا' بلکہ اس کا حکم نماز کی طرح ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کا ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور جب اس کی عمر دس سال ہو جائے تو نماز نہ ادا کرنے کے جرم میں اس کی پٹائی کی جائے گی۔

④ استطاعت:

روزے کی فرضیت کے وجوب کی چوتھی شرط استطاعت ہے جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس سے روزہ یا تو کلی طور پر ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ بہت زیادہ بوڑھا مرد اور عورت ہو اور وہ روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کی طرف سے کسی مستحق کو روزہ رکھنے کے لئے کھانا مہیا کیا جائے گا یا پھر عارضی طور پر روزہ ساقط ہو گا جیسے مسافر اور مریض کے لئے حکم ہے۔ یہ حالت سفر اور حالت مرض میں اس شرط پر روزہ چھوڑ سکتے ہیں کہ جب یہ حالت ختم ہو جائے تو اس کی قضا دے دیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾

''جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا حالت سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پورے کرے۔''

آمد ماہ رمضان کی پہچان

تین چیزوں میں سے ایک کے وقوع پذیر ہونے پر ماہ رمضان کا روزہ واجب ہو جاتا ہے۔

① ماہ شعبان تیس دن کا پورا ہو جائے تو بالاتفاق ماہ رمضان کا آغاز ہو جائے گا اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ہی ماہ رمضان کا روزہ بھی فرض ہو جائے گا۔

② ماہ رمضان کا چاند نظر آ جائے تو روزہ رکھنا فرض ہو جائے گا۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

((صُومُو لِرُؤيَتِهٖ وَاَفطِرُوا لِرُؤيَتِهٖ))[1]

''اس (چاند) کے دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر روزہ افطار کرو۔''

③ ماہ شعبان کی تیس تاریخ کو اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو پیش نظر رکھا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صُومُو لِرُؤيَتِهٖ وَاَفطِرُوا لِرُؤيَتِهٖ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيكُم فَاقدِرُوا لَهٗ))[2]

''اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزہ افطار کرو اگر مطلع ابر آلود ہو تو اس کا اندازہ لگالو۔''

اسے تنگ کر دو یعنی اسی پر اکتفا کرو۔

((فَاقدِرُوا لَهٗ)) کا ترجمہ ((مَن قُدِرَ عَلَيهِ رِزقُهٗ)) کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا جائے۔ تعداد کی تنگی کا مفہوم یہ ہے کہ مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں ماہ شعبان کا حساب ۲۹ دن کی صورت میں لگایا جائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول یہ تھا کہ جب ۲۹ شعبان کو مطلع ابر آلود ہوتا تو آپ اگلی صبح کو روزہ رکھ لیتے۔ (بحوالہ ابوداؤد)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس عمل کی تفسیر ہے انہی سے مروی ہے کہ وہ

---

[1] صحيح البخاری۔ صوم' باب قول النبی ﷺ اذا رايتم الهلال...... (۱۹۰۹)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام' باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال...... (۱۰۸۱)

[2] صحيح البخاری' كتاب الصوم' باب هل يقال رمضان او شهر رمضان...... (۱۹۰۰)
صحيح مسلم' كتاب الصيام باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال...... (۳/ ۱۰۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صورت میں روزہ نہیں رکھتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا))[1]

''اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔''

یہ حدیث صحیح ہے۔

پھر یہ وارد ہوا کہ اس سلسلے میں لوگ امام کے تابع ہوں گے اگر وہ روزہ رکھے تو لوگ بھی روزہ رکھیں گے جب وہ افطار کرے تو لوگ بھی افطار کریں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَوْمُكُمْ يَوْمَ تَصُوْمُوْنَ، وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّوْنَ))[2]

''تمہارا روزہ ہوگا جس دن تم روزہ رکھتے ہو اور تمہاری قربانی ہوگی جس دن تم قربانی کرتے ہو۔''

اگر کوئی اکیلا آدمی چاند دیکھ لے تو وہ روزہ رکھے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَافْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ))[3]

''اس کے دیکھنے پر روزہ رکھو اور اس کے دیکھنے پر روزہ افطار کرو۔''

اگر چاند دیکھنے والا عادل اور معتبر شخص ہو تو اس کی گواہی دینے پر دوسرے لوگ بھی روزہ رکھیں۔

جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں:

((تَرَاءَى النَّاسُ الْهِلَالَ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ رَاَيْتُهُ، فَصَامَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِالصِّيَامِهِ))[4]

---

1. صحیح البخاری، کتاب صوم، باب قول النبی ﷺ اذا رایتم الھلا فصوموا...... (۱۹۰۹)
2. سنن ابی داؤد، کتاب الصیام باب نمبر ۵ رقم حدیث ۲۳۲۴، بیقھقی ۴/ ۲۵۱
3. تقدم تخریجه (ص ۴۳)
4. سنن ابی داؤد۔ کتاب الصیام باب شھادة الواحد علی رؤیة ھلال رمضان (۲۳۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگوں نے چاند دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں نے اسے دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔''

چاند کے مشاہدے کا اہتمام کرنا بھی فرائض میں شامل ہے۔ایک شخص کی گواہی بھی قبول کر لی جائے گی جس طرح کہ نماز کے وقت سے متعلق ایک شخص کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔

چاند کے دیکھنے کے سلسلے میں بصری روایت کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''ہم ان پڑھ امت ہیں نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب کرتے ہیں۔''

اس فرمان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حساب پر اعتماد و انحصار نہیں کیا جائے گا البتہ ماہرین فلکیات جو رصد گاہ بناتے ہیں۔ اگر اس میں چاند دیکھنے کے لئے دوربین نصب کی جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ طریقہ بھی آنکھوں سے دیکھنے پر ہی محمول ہوگا۔ اگر چاند کا حساب فلکیات کے حساب پر مبنی ہو تو اس کا اعتبار نہ ہوگا نہ ہی ایسا طریقہ شریعت میں وارد ہوا ہے اور نہ یہ جائز ہے

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑنے کا عمل ثابت ہے۔

ماہ رمضان میں مریض کے احکام

اگر روزہ رکھنے سے بیماری کے اضافے کا اندیشہ ہو تو بیمار آدمی کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مریض کے لئے حالت مرض میں روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (التوبة۱۸۴)

''جو تم میں سے بیمار ہو یا وہ حالت سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کرے۔''

وہ بیماری جس سے روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہوتی ہے اس سے مراد وہ شدید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیماری ہے جو روزہ رکھنے کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے یا جس سے روزے کی بنا پر شفا میں تاخیر کا اندیشہ ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے انہوں نے فرمایا جب وہ روزہ نبھانے کی استطاعت نہ رکھے۔

پوچھا گیا مثلاً بخار وغیرہ کی حالت میں؟

فرمایا: بھلا بخار سے زیادہ سخت اور کون سی بیماری ہوسکتی ہے۔

بعض علماء ہر قسم کی بیماری میں روزہ چھوڑنے کے قائل ہیں ان کا موقف آیت میں عموم پایا جاتا ہے اور اس میں ہر قسم کی بیماری شامل ہے خواہ اس کی انگلی یا داڑھ میں درد کیوں نہ ہو جس طرح کہ ہر قسم کے مسافر کے لئے حالت سفر میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

لیکن درست بات یہی ہے اگر بیماری تکلیف دہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی دشواری کا باعث ہے تو اس کے لئے روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ اس نے ماہ رمضان کو پالیا ہے اور قرآن حکیم میں یہ حکم ہے:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرہ:۱۸۵]

''جو تم میں سے ماہ رمضان کو پالے اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے۔''

اس بیماری میں روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہے جو نقصان کا باعث ہو۔ جس نے نقصان دہ بیماری کو برداشت کرتے ہوئے روزہ رکھا اس نے مکروہ کا ارتکاب کیا کیونکہ اس نے اپنی ذات کو نقصان پہنچایا اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تخفیف کو ترک کیا اور اس کی رخصت کو قبول نہ کیا۔ البتہ اس کا روزہ ہو جائے گا۔

بس اتنا ہے کہ اس نے رخصت سے فائدہ نہیں اٹھایا ہاں اگر بیماری قابل برداشت ہو اور اس سے کوئی نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھ لینا چاہئے اس کی مثال اس مریض کی سی ہے جس کے لئے جمعہ چھوڑ دینا جائز ہے لیکن وہ بیمار ہونے کے باوجود جمعہ پڑھنے مسجد میں حاضر ہو جاتا ہے اب اس کا جمعہ تو ہو جائے گا اور اس کی مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ جس کے لئے نماز میں قیام کو چھوڑنا جائز ہے لیکن وہ قیام کرتا ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ اگر روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ چھوڑنا جائز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

خطرہ یہ ہوتا ہے کہ روزے رکھنے سے بیماری ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے جان کا خطرہ ہے تو اس صورت روزہ رکھنے کی بجائے اسے چھوڑنا افضل ہے۔

داڑھ درد' انگلی میں زخم' پھوڑے پھنسی' معمولی زخم' خارش' آنکھ کا درد وغیرہ جیسی بیماریوں میں روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ یہ روزے دار کے لئے کسی دشواری کا باعث نہیں بنتی۔

بخاری' مسلم میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ))[1]

''سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔''

نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سفر پر روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے روزہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ کو یہ پتہ چلا کہ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا:

((أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ' أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ))[2]

''یہ لوگ نافرمان ہیں' یہ لوگ نافرمان ہیں۔''

اگر بیماری سے شفایاب ہونے کی امید ہو تو دوسرے دنوں میں قضا دینے کی نیت سے بیماری کے دنوں میں روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہے لیکن اگر بیماری دائمی ہو اور اطباء اس کا فیصلہ دے دیں کہ یہ بیماری ٹھیک ہونے والی نہیں تو اس صورت میں ہر روز کسی مسکین کو کھانا مہیا کرے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ [البقرۃ:۱۸۴]

''اور ان لوگوں پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں مزید ایک مسکین کا کھانا۔''

---

[1] صحيح البخاری' كتاب الصوم' باب قول النبی ﷺ لمن ظلل عليه واشد الحر (۱۹۴۷)

[2] صحيح مسلم' كتاب الصيام باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر فی غير معصية (۸۸/ ۱۱۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لئے بھی یہی صورت ہے کہ روزہ نبھا نہ سکتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا فراہم کریں۔ وہ دونوں روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی یہ اجازت ہے۔ اس صورت میں وہ دونوں روزہ چھوڑ سکتی ہیں کہ روزہ رکھنے سے بچے کو بیماری لاحق ہونے کا اندیشہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

ماہ رمضان اور شرعی عذر

ماہ رمضان میں مسافر

جس کسی نے ایسا سفر اختیار کیا جس میں نماز قصر پڑھی جاتی ہو وہ اللہ کے درج ذیل فرمان کی روشنی میں روزہ بھی قضائی کی نیت سے چھوڑ سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرۃ:۱۸۴]

''جو تم میں سے بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پورے کرے۔''

اس آیت کریمہ سے متعلق چند ایک مسائل ہیں۔

① سلف میں سے ایک طبقے کا یہ خیال ہے کہ جو ماہ رمضان کے آغاز میں مقیم ہو پھر اس نے دوران رمضان سفر اختیار کیا بایں حالت وہ سفر کو عذر بنا کر روزہ چھوڑ نہیں سکتا بلکہ وہ اللہ کے اس فرمان کی روشنی میں روزہ رکھے۔

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

''جو تم میں سے ماہ رمضان کو پالے اسے چاہئے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے۔''

روزہ چھوڑنا تو اس مسافر کے لئے جائز ہے جس کے سفر کے دوران ماہ رمضان شروع ہوا ہو۔ ابن حزم نے اپنی کتاب المحلّٰی میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اور صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ایسی جماعت کا حوالہ دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات جو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی یہ قابل نظر ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ ثابت ہے۔

((انَّہٗ خَرَجَ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ غَزْوَۃِ الفتح فصام حَتّٰی بَلَغ [الکدید] ثم اَفطر و اَمَرَ النَّاسَ بِالفطر))[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں غزوہ فتح کے موقع پر روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ کدید مقام پر پہنچے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ کھول دیں۔''

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت دوران سفر روزہ چھوڑنے کے وجوب کی قائل ہے۔ وہ ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ سے دلیل لیتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں جمہور کا موقف درست ہے کہ مسافر کو روزے رکھنے یا چھوڑنے کا اختیار ہے۔ چھوڑنے کا حکم حتمی نہیں۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان میں سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں کچھ روزے دار ہوتے اور کچھ بے روزگار ہوتے۔ روزے دار روزہ چھوڑنے والے کو اور روزہ چھوڑنے والا روزے دار کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا تھا۔ اگر حالت سفر میں روزہ چھوڑنا واجب ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ دوران سفر کبھی روزہ نہ رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حالت میں روزہ رکھنا ثابت ہے۔ بخاری، مسلم میں حدیث موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ حَرٍّ شَدِیْدٍ حَتّٰی إِن کَانَ أَحَدُنَا لَیَضَعُ یَدہ عَلٰی رَأسِہٖ مِن شِدَّۃ الحرّ وَمَافِیْنَا صَائِمٌ الَّا رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَبْدُاللّٰہ بِن رَوَاحَۃَ))[2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا مسافر ایاما من رمضان ثم صار (۱۹۴۴) صحیح مسلم کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شھر رمضان للمسافر فی غیر معصیۃ اذا کان سفرہ مرحلتین فاکثر ...... (۸۸/ ۱۱۱۳)

[2] صحیح البخاری، کتاب الصوم، (۱۹۴۵) صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب التخیر فی الصوم والفطر فی السفر (۱۰۳/ ۱۱۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شدید گرمی میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے یہاں تک ہم میں سے ایک گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا ہم میں سے کوئی روزے دار نہ تھا۔ سوائے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔''

③ ایک طبقے کا خیال ہے جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں کہ دوران سفر روزہ رکھنا چھوڑنے کی نسبت افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل پہلے بیان ہوا ہے۔

ایک طبقہ کہتا ہے کہ دوران سفر رخصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزہ چھوڑنا روزہ رکھنے کی نسبت افضل ہے۔

ایک طبقہ کہتا ہے کہ دونوں صورتیں برابر ہیں اس سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میں بہت زیادہ روزے رکھتا ہوں کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ' وَاِنْ شِئتَ فَأَفْطِرْ))[1]

''اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر تو چاہے تو چھوڑ دے۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر دوران سفر روزہ رکھنا دشوار ہو تو افطار افضل ہے۔ اس سلسلے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس پر سایہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ روزے دار ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوم فی السَّفَرِ))[2]

''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔''

---

[1] بخاری' صوم' باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۳)
صحیح مسلم' کتاب الصیام' باب التخیر فی الصوم والفطر فی السفر (۱۱۲۱)

[2] صحیح البخاری کتاب الصوم' باب قول النبی ﷺ لمن ظلل علیه واشتد الحر (۱۹۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ کیا روزوں کی قضا کی مسلسل ہوگی یا وقفے وقفے سے ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ قضائی میں تسلسل قائم رکھنا واجب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قضائی میں تسلسل واجب نہیں۔ حسب منشا وقفوں سے بھی قضائی دی جا سکتی ہے۔

جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ دلائل بھی اسی کے حق میں ہیں۔ تسلسل تو ماہ رمضان کے دوران ادائیگی کے لئے ضروری ہے۔

ماہ رمضان کے ختم ہونے کے بعد تو مقصد چھوڑے ہوئے روزوں کی گنتی پورا کرنا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

''گنتی کو پورا کرنا ہے دوسرے دنوں میں اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے اور وہ تم سے تنگی کا ارادہ نہیں رکھتا۔''

ماہ رمضان میں حیض اور نفاس والی عورت کا حکم

جب عورت کو حیض شروع ہو جائے یا وہ نفاس والی ہو جاتی ہے تو وہ روزہ چھوڑ دے اور اس کی قضائی دے لے۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ یہ دونوں عورتیں رمضان کے روزے چھوڑ دیں اور بعد میں ان کی قضائی دے لیں۔ اگر وہ اس حالت میں روزہ رکھیں گی تو ان کا روزہ کافی نہ ہوگا اور نہ اس کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا۔ جس طرح کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فنؤمَرُ بِقضاء الصَّوْمِ ولَا نُؤمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ))[1]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض میں مبتلا ہوتیں تو ہمیں روزے کی

---

[1] صحیح البخاری کتاب الحیض' باب لا تقضی الحائض الصلاۃ رقم حدیث (۳۲۱)
صحیح مسلم' کتاب الحیض باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلاۃ (۳۳۵۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قضائی کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضائی کا حکم نہ دیا جاتا۔"

اور یہ حکم نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہوتا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلَيسَ اِحدَاكُنَّ اذَا حَاضَت لَم تُصَلِّ وَلَم تَصُم فَذَالِكَ مِن نُقصَانِ دِينِهَا))[1]

"کیا تم میں سے کسی ایک کو جب حیض آتا ہے وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ ہی وہ روزہ رکھتی ہے۔ یہ اس کا دینی نقصان ہے۔"

حیض اور نفاس والی دونوں عورتیں حکم کے اعتبار سے برابر ہیں۔ اس لئے کہ نفاس اور حیض کا خون دونوں کا حکم ایک ہے۔

جب دن کے کسی حصے میں حیض آ جائے تو اس دن کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

حیض خواہ دن کے شروع میں آئے یا آخر میں اگر کوئی عورت مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود کہ حیض و نفاس کی صورت میں روزہ ممنوع ہے پھر بھی وہ روزے کی نیت کرتی ہے تو وہ گنہگار ہوگی۔ ایسی حالت میں رکھا گیا روزہ کافی نہ ہوگا۔ اگر وہ رات کو کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہے تو غسل کرنے سے پہلے روزہ رکھ سکتی ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰه عزَّوَجَّل وَضَعَ عَنِ المسافر الصَّومَ وَشَطرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الحُبلٰى وَالمُرضِعِ الصَّومَ))[2]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔ حاملہ اور

---

[1] صحيح البخاري الحيض باب ترك الحائض الصوم (۳۰۴)

[2] مسند احمد ۵/ ۲۹ (۲۰۳۲۶) سنن نسائی كتاب الصيام' ذكر اختلاف معاوية بن سلام وعلى بن المبارك فى هذا الحديث (۲۲۷۶) سنن ابن ماجه كتاب الصيام' باب ما جاء فى الافطار الحامل والمرضع (۱۶۶۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ پلانے والی عورت کو روزہ معاف ہے۔''

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قرار دیا ہے۔

یہ اس بات پر دلالت ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ چھوڑنا جائز ہے۔ فقہاء نے یہ رائے قائم کی ہے کہ دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے اور حاملہ پیٹ میں پلنے والے بچے کے بارے میں اگر خطرہ محسوس کرے تو روزہ لازمی طور پر چھوڑ دے۔ سیدنا علی بن ابوطالب کہتے ہیں کہ جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

بعض اہل علم جن میں سفیان، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ شامل ہیں کہتے ہیں۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت یہ دونوں روزہ چھوڑ سکتی ہیں اس شرط پر کہ وہ قضائی بھی دیں اور مسکین کو کھانا بھی کھلائیں۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی دونوں مسکین کو کھانا کھلائیں ان پر قضائی لازم نہیں اگر چاہیں تو قضائی دے لیں۔ دونوں پر کھانا کھلانا لازم نہیں یہ موقف اسحاق کا ہے۔

امام اوزاعی، زہری اور امام شافعی قضائی رحمہم اللہ کے ساتھ کفارہ کے عدم وجوب کے قائل ہیں۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ وہ کفارہ دودھ پلانے والی پر لازم ہوگا جبکہ حاملہ پر لازم نہیں ہوگا اس مسئلے میں راجح بات یہ ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان کا خطرہ ہو تو وہ اس صورت میں دونوں روزہ چھوڑ سکتی ہیں۔ دونوں قضائی دیں گی۔ ان پر مسکین کو کھانا کھلانا لازم نہیں۔ اگر دونوں کو اپنے بچوں کی جان کا خطرہ ہو تو دونوں روزہ چھوڑ سکتی ہیں بایں صورت وہ قضائی بھی دیں گی اور مسکین کو کھانا بھی کھلائیں گی۔ جہاں تک قضائی کا تعلق ہے یہ حکم تو واضح معلوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرۃ:١٨٥]

''گنتی کو پورا کرنا۔ دوسرے دنوں میں''

جہاں تک کھانا کھلانے کا تعلق ہے تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما درج ذیل آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ضمن میں فرماتے ہیں:

﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرہ:۱۸۴]

فرماتے ہیں کہ پہلے یہ بڑے بوڑھے مرد اور عورت کے لئے رخصت تھی جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ وہ روزہ اس شرط پر چھوڑیں کہ ہر روزہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے یہی حکم ہے جبکہ انہیں اپنے بچوں کے بارے میں اندیشہ ہو۔ دونوں روزہ چھوڑ دیں اور مسکین کو کھانا کھلائیں۔[1]

صحابی رضی اللہ عنہ کی بات دیگر اہل علم کی نسبت مقدم ہو گی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا انہیں فہم و فراست' معرفت اور عمدہ استنباط کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا کر رکھا تھا۔

بڑھاپے یا دائمی بیماری میں مبتلا کے لیے حکم

ایسا شخص جو بہت بوڑھا ہو جائے یا کوئی ایسا مریض ہو جس کے مرض کے ٹھیک ہونے کے امکانات نہ ہوں تو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے اس شرط پر کہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ بہت بوڑھے مرد یا عورت کے لئے رخصت ہے کیونکہ روزے کی ادائیگی واجب ہے۔ قضائی کے کفارے سے ادائیگی کی واجبیت ساقط ہو جاتی ہے کیونکہ کہ فرضیت کے لئے استطاعت شرط ہے۔ بہت بوڑھا یا مریض استطاعت نہیں رکھتے۔[2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التفسیر' باب قوله تعالى (ایام معدودات فمن کان منکم مریضا...... (بقرہ ۱۸۴)

[2] تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما (۲۰ تاج کتب خانہ مردان) یہ تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں کیونکہ اس تفسیر کی سند میں۔ محمد بن مروان' محمد بن سائب کلبی کذاب اور ابو صالح باذام ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کسی کو اس کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''

ایسا مریض جس کا مرض دائمی ہو اور اس کے ختم ہونے کا امکان نہ ہو تو ایسا مریض روزہ چھوڑ دے اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ اس پر بوڑھے مرد کا حکم لگے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ روزانہ مسکین کو کھانا دینا بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے ماہ رمضان کے شروع پورے مہینے کا راشن دے دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ مہینے کے آخر میں پورا راشن اس کے حوالے کر دیا جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ انہوں نے مہینے کے شروع میں تیس مسکینوں کو اکٹھا کیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ وہ ان دنوں روزے رکھنے سے عاجز آ چکے تھے۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا مہیا کیا جائے اس کی قیمت نہ دی جائے کیونکہ شرعی نص کھانے کے بارے میں ہے۔

جس کی عقل جاتی رہے

جو ماؤوف العقل اور دیوانہ ہو جائے وہ شرعی احکام کا پابند نہیں رہتا۔ نہ ہی اس پر روزے رکھنا لازم ہے اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانا اور نہ ہی ایسا شخص شرعی احکام کا مکلّف ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرۃ: ۲۸۶]

''اللہ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))[1]

''جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اس پر حسب استطاعت عمل کرو۔''

معلوم ہوا کہ ماؤوف العقل انسان کسی عمل کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ وہ شرعاً مکلّف نہیں رہتا مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ

[1] صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۷۲۸۸) مسند احمد (۲/ ۴۶۷) (۱۰۰۲۸) ۲/ ۲۵۸ (۷۵۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حَتَّى يَفِيقَ وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ)) [1]

تین اشخاص مرفوع القلم ہیں سویا ہوا یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ دیوانہ یہاں تک اسے ہوش آ جائے اور چھوٹا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔

ماؤوف العقل انسان ان مذکورہ تینوں کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے کہ مذکورہ تینوں میں عقل کا فقدان ہوتا ہے جس کی وجہ سے انہیں مرفوع القلم قرار دے دیا جاتا ہے۔ جو بڑھاپے یا نہ شفا پانے والے مرض کی وجہ سے عاجز آ جاتا ہے ایسا شخص مسکین کو کھانا کھلائے گا۔ اس لئے کہ یہ دونوں عقل کے باوجود روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

❀❀❀❀❀

---

[1] سنن ابن ماجه النكاح' باب طلاق المعتوه والصغير والنائم (۲۰۴۱) ابوداؤد كتاب الحدود' بباب في المجنون يسرق او يصيب حداً (۴۳۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب: ۳

مضرات صوم وغیرہ کا بیان

کھانا پینا روزے کو توڑ دیتا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [البقرۃ:۱۸۷]

''کھاؤ پیو یہاں تک کہ واضح ہو جائے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے فجر سے۔''

سفید دھاگے سے مراد صبح صادق ہے اور سیاہ دھاگے سے مراد صبح کاذب ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر صبح صادق صبح کاذب سے واضح ہو جائے تو تمام مسلمانوں پر ماہ رمضان کے دنوں میں کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ طلوع فجر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا اور دیگر نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیا جائے گا۔

جماع

کتاب وسنت اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت جماع حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ [سورۃ البقرۃ: ۱۸۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’حلال ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں جماع کرنا اپنی بیویوں سے۔‘‘

اس آیت کریمہ کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت تمام مسلمانوں پر جماع کرنا حرام ہے۔ ماہ رمضان کو دن کے وقت جماع کا حرام ہونا سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا کرنے والے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

((اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلی النبی ﷺ فقال : هلكتُ يارسول الله فقال له : ((ما اَهلَكَكَ؟)) قَالَ : وَقَعتُ عَلى امرأتِی فی نهارِ رمضان)) [۱]

’’ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں تباہ ہوگیا آپؐ نے اس سے کہا کس چیز نے تجھے تباہ کر دیا؟ اس نے کہا: کہ میں ماہ رمضان کے اندر دن میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔‘‘

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہلاکت کا اقرار کیا اور اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

قے آنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ذَرَعَهُ القَيْئُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَآءٌ، وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمداً فَعَلَيْهِ الْقَضَآءُ)) [۲]

’’جس کو از خود قے آ جائے اس پر قضائی نہیں اور جو عمداً قے کرے اس پر قضائی لازم ہے۔‘‘

سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا زید بن ارقم، زید بن علی رضی اللہ عنہم اور

---

[۱] سنن الترمذی کتاب الصوم باب جاء فی کفارۃ الفطر فی رمضان (۷۲۴) سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارۃ من اتی اھلہ فی رمضان (۲۳۹۰)

[۲] مسند احمد (۲/ ۴۸۹) سنن ابن ماجہ کتاب الصیام، باب ما جاء فی الصائم یقئی (۱۶۷۶) سنن ابوداؤد، کتاب صیام باب الصائم یستقیء عامدا (۲۳۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے عمداً قے کی اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سیدنا عکرمہ اور سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ قے خواہ از خود آئی یا عمداً کی جائے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ انہوں نے ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

((ثلاثٌ لا يُفطِرنَ: القئُ، والحجامَةُ، والاحتلَامُ))[1]

''تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں قئی، سنگی لگانا اور احتلام۔''

اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسے بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قے مطلق طور پر روزے کو فاسد نہیں کرتی جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی خاص قسم روزے کو فاسد کر دیتی ہے۔ عام کو خاص پر محمول کیا جائے گا۔ اور وہ حدیث جس کو احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جارود، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، طبرانی، ابن مندہ اور حاکم نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ ((قَاءَ فَافْطَرَ)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئی کی اور روزہ چھوڑ دیا۔

سیدنا ابن معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ابودرداء سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں ثوبان سے ملا۔ میں نے کہا کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا اور پھر یہ حدیث بیان کر دی۔ اس نے کہا سچ فرمایا: میں آپ کو وضو کراتا تھا۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کی اسناد صحیح اور متصل ہے۔ لیکن یہ حدیث اس قے پر محمول ہے جو عمداً کی جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔

---

[1] سنن الترمذی ابواب الصوم، باب ما جاء فی الصائم یذرعه القئی (۷۱۹) بیهقی، کتاب الصیام، باب من ذرعه القئی لم یفطرو من استقاء افطر (۴/ ۲۲۰) مجمع الزوائد (۳/ ۱۷۰) ضعیف ترمذی للالبانی (رقم حدیث۷۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمہ لگانا

عبدالرحمان بن نعمان بن معبد بن ھوذہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوتے وقت خوشبو اور آرام دہ سرمہ لگانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا:

((لَيتقه الصَّائم)) [1]

''چاہیے کہ روزے دار اس سے بچے''

ابوداؤد رحمہ اللہ نے اسے روایت کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں اس کو نقل کیا۔ اس کی سند میں فعال ہے۔

ابن معین عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ بعض کا یہ موقف ہے کہ سرمہ لگانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ انہوں نے بیہقی، دارقطنی اور ابن ابی شیبہ سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

((الفطرُ مِمَّا دَخلَ وَالْوُضُوْءُ مِمَّا خرَجَ)) [2]

''جسم میں جو چیز داخل ہو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو جسم سے خارج ہو اس سے وضوء لازم آتا ہے۔''

لیکن جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ سرمہ لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو ابن ماجہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

((انَّ النَّبِیَّ ﷺ اكتَحلَ فِی رَمَضَانَ وَهُوَ صَائمٌ)) [3]

---

[1] ابو داؤد کتاب الصیام، باب فی الکحل عند النوم للصائم (٢٣٧٧)

[2] امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے صحیح میں تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ دیکھیں رقم الحدیث (١٩٣٨) سے پہلے امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے موصول بیان کیا ہے (١/ ١١٦ سنن الکبری للبیهقی) تفصیل الضعیفه للالبانی (٩٥٩) میں دیکھیں۔

[3] سنن ابن ماجه الصيام، باب ما جاء فی السواك والكحل للصائم (١٦٧٨) ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں سرمہ لگایا اور آپ ﷺ روزے دار تھے۔''

اس حدیث کی سند میں زبیدی عن ہشام عن عروۃ مذکور ہے۔ اور زبیدی مجہول ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ))[1]

''رسول اللہ ﷺ سرمہ لگایا کرتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار ہوتے''

لیکن اس کی سند ثابت نہیں۔

ابن ابی عاصم نے کتاب الصیام میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَيْنَاهُ مَمْلُوَّتَانِ مِنَ الإِثْمد وَذَالِكَ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ)) [2]

''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرمے سے بھری ہوئی تھیں اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار تھے۔''

ترمذی[3] نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کہ سرمہ لگانے کی اجازت اس کے لئے ہے جس کی آنکھ میں درد وغیرہ ہو اور ساتھ ہی ترمذی نے یہ بھی کہا کہ اس کی

← مسند ابی یعلی ۸/ ۲۲۵ حدیث (۴۷۹۲) سنن الکبری للبیھقی ۴/ ۲۶۲ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ''سعید بن عبدالجبار الزبیری ابوعثمان' ضعیف ہے بلکہ ''تقریب التہذیب (رقم ترجمہ ۲۵۸۵) میں لکھا ہے۔ ''كان جرير يكذبه''

[1] سنن الکبری للبیھقی ۴/ ۲۶۲ نحوہ اس کی سند میں محمد بن عبداللہ بن ابی رافع ضعیف راوی ہے۔ دیکھیں (میزان والاعتدال (۳/۲۳۴)

[2] نیل الاوطار۔ کتاب الصیام' باب ما جاء فی القئی والاکتحال حدیث (۱۶۵۰)

[3] سنن الترمذی' ابواب الصوم' باب ما جاء فی الکحل للصائم (۷۲۶) اس حدیث کی سند میں ابو عاتکہ ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند قوی نہیں اور نہ ہی اس باب میں کوئی چیز نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔
لیکن جمہور کا موقف درست ہے کہ سرمہ لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

سنگی لگانا

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اِحتَجَمَ وَھُوَ مُحرِمٌ وَاحتَجَمَ وَھُوَ صَائِمٌ))[۱]

''کہ نبی کریم ﷺ نے سنگی لگائی اس حال میں کہ آپ ﷺ نے احرام باندھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے سنگی لگائی اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار تھے۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت نہیں کہ روزے کی حالت میں آپ ﷺ نے سنگی لگائی تھی۔

مھنا کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے سنگی لگائی اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار اور احرام کی حالت میں تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس حدیث میں صائم کا لفظ نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ محرم تھے۔

اور مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت نہیں روزے دار ہونے کی صورت میں سنگی لگانا۔

سیدنا مشداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس بقیع الغرقد میں تشریف لائے یہ دیکھا کہ وہ رمضان میں سنگی لگا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَفطَرَ الحَاجِمُ وَالمَحجُومُ))[۲]

www.KitaboSunnat.com

''سنگی لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔''

امام احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

---

[۱] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الجهاهة والقئى للصائم (۱۹۳۸)
سنن ابن ماجه، کتاب الصيام، باب ماجاء فى الحجامة للصيام (۱۶۷۹)

[۲] صحیح البخاری، کتاب الصوم، بلب الحجامة والقئى للصائم
سنن ابن ماجه، کتاب الصيام، باب ما جاء فى لحجامة للصائم (۱۶۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع الصغیر میں اس کو متواتر کہا ہے۔[1]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ کھانا، پینا، سنگی لگانا اور قئی سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قرآن حکیم سے یہ ثابت ہے کہ جماع سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔[2]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ پہلے روزے دار کے لئے سنگی لگانے کو مکروہ قرار دیا گیا کہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سنگی لگائی اور وہ روزے دار تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے روزہ توڑ دیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگی لگانے کی اجازت دے دی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں سنگی لگایا کرتے تھے۔[3]

اس مسئلے میں صحیح بات یہ ہے کہ سنگی لگانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ روزے دار کو ماہ رمضان میں دن کے وقت اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بھول کر کھانا پینا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ)) [4]

''جو بھول گیا اس حال میں کہ وہ روزے دار ہے اس نے کھالیا یا پی لیا تو وہ اپنا روزہ پورا کرے یہ اللہ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔''

اس حدیث کی موافقت میں کتاب و سنت کے دلائل ثابت ہیں۔

---

1. الجامع الصغیر ۱/ ۸۲ حدیث (۱۳۰۹)
2. زاد المعاد لابن القیم ۲/ ۵۹
3. دارقطنی کتاب الصیام، باب القبلة للصائم ۳/ ۱۸۳
4. صحیح البخاری، کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیاً (۱۹۳۳) مسلم کتاب الصیام، باب اکل الناسی و شربه و جماعه لا یفطر (۱۱۵۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ [البقرۃ:۲۸۶]

''اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ))[1]

''میری امت کے لئے خطاء اور بھول چوک کو معاف کر دیا گیا اور ایسے ہی وہ عمل جس پر مجبور کر دیئے گئے ہوں۔''

جو کوئی کسی کو دیکھے کہ وہ ماہ رمضان میں دن کے وقت بھول کر کھا پی رہا ہے کیا وہ بھولنے والے کو متنبہ کرے یا خاموش رہے۔

ظاہر ہے کہ وہ اسے آگاہ کرے گا کیونکہ اس کا تعلق امر بالمعروف اور نصیحت سے ہے اور یہ نیکی اور تقوی پر تعاون کرنے کے ضمن میں آتا ہے۔

روزے دار کا غیبت اور لغویات سے اجتناب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا كَانَ صَوْمُ يَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يصخب فَاِنْ شَاتَمَهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: اِنِّیْ امْرَؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَاِذَا لقی ربه فَرِحَ بِصَومِه))[2]

---

[1] ابوداؤد' کتاب الصیام' باب من اکل ناسیا (۲۳۹۸)
ابن ماجہ۔ کتاب الطلاق' باب طلاق المکروہ والناسی (۲۰۴۵) موارد الظمان والحا...
باب الخطاب والنسیان والاستکراہ ۵۵۱/ ۴۴ (۱۴۹۸) نحوہ' تلخیص الحبیر ۱/ ۲۸۱

[2] صحیح البخاری کتاب الصوم' باب یقول: انی صائم اذا شتم (۱۹۰۴) صحیح مسلم' کتاب الصیام' باب فضل الصیام (۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ کا دن ہو نہ وہ بیہودگی کرے اور نہ ہی چیخے چلائے اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو وہ یہ کہے۔ میں روزے دار شخص ہوں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی اچھی ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو افطار کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))[1]

''جس نے جھوٹی بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں اس بارے میں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔''

غیبت' بیہودہ گوئی اور گالی گلوچ روزے دار کے روزے کو مجروح کر دیتی ہیں۔ اس کے اجر و ثواب کو گھٹا دیتی ہیں اور روزے دار کے لئے سزا کا موجب بنتی ہیں۔ لیکن میری معلومات کے مطابق اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ روزے دار اس دن کی قضاء دے اور نہ مجھے کوئی ایسی صحیح حدیث معلوم ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ جرم کرنے کی صورت میں اس دن کی قضاء واجب ہو جاتی ہے۔

روزوں کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ زبان اور دیگر اعضاء کو ایسے اعمال سے محفوظ رکھا جائے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتے ہوں۔

جہاں تک حدیث کے آخری حصے کا تعلق ہے:

((فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ))[2]

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الصوم' باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم (۱۹۰۴) سنن ابن ماجه۔ کتاب الصیام (۱۶۸۹) سنن ابی داؤد۔ رقم (۲۳۶۲)

[2] تقدم تخریجه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔"

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ روزہ چھوڑ دے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

فتح الباری میں مذکورہ ہے کہ ((فلیس لِلّٰہ حاجۃ)) کا معنی و مفہوم احتیاج نہیں کیونکہ اللہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے اللہ کو اس کے روزے کی چاہت یا ارادہ نہیں۔ یہاں ارادے کی جگہ پر لفظ حاجۃ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ بخاری کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں عدم قبول کے لئے جیسا کہ کسی ناراض شخص کو کوئی چیز دی جائے تو وہ غصے کی حالت میں یہ کہہ دیتا ہے مجھے اس چیز کی حاجت نہیں۔ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا مقتضا یہ ہے کہ اسے روزے کا ثواب نہیں ملے گا۔[1]

مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے روزے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال لیا جاتا ہے کہ اس قسم کے افعال روزے کے ثواب کو ناقص کر دیتے ہیں اور ان کا ارتکاب عذاب کا باعث بنتا ہے۔ کبائر کے اجتناب سے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

❀❀❀❀❀

---

[1] فتح الباری ۴/ ۱۱۷ (۱۹۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

روزہ رکھنے کا طریقہ کار

رات کو روزے کی نیت کرنا

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ)) (رواہ الخمسة)

''جس نے فجر سے پہلے رات کو نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔''[۱]

ترمذی اور نسائی نے اس حدیث موقوف قرار دینے کو ترجیح دی ہے۔

ابن خزیمہ' ابن حبان اور دارقطنی نے مرفوع حدیث بیان کی ہے۔

((لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يَفْرِضْهُ مِنَ اللَّيْلِ))[۲]

''جو شخص رات کو نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔''

نیت کا تعلق دل سے ہوتا ہے رات کے آخری وقت میں یا دن کے شروع میں نیت کر لی جائے تو کافی ہوگی۔

نیت سے مراد اللہ کے لئے اخلاص عمل ہے اور عمل کے ذریعے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اس کا ہونا تو روزے اور نماز کے ہر جز کے ساتھ ضروری ہے بلکہ تمام اعمال صالحہ میں نیت کا عمل دخل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۔ سنن النسائی۔ کتاب الصیام۔ باب ذکر اختلاف الناقلین بخبر حفصة فی ذلك (۲۳۳۳ تا ۲۳۴۵) واللفظ له۔ سنن الترمذی کتاب الصوم۔ باب ما جاء لا صیام لمن لم یفرح من اللیل (۷۳۰) سنن ابی داؤد (۲۴۵۴)

۲۔ صحیح ابن خزیمه (۱۹۳۳) دارقطنی ۲/ ۱۷۲ مسند احمد ۲/ ۲۸۷ مزید تفصیل مسند احمد (محقق) ۴۴/ ۵۳ تا ۵۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض روزہ کے درست ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ رات کو روزے کی نیت کر لی جائے جو طلوع فجر تک نیت نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس نے یہ جان لیا کہ کل رمضان ہے تو گویا یہ اس مسلمان کی نیت ہوگی اور یہ اس کے لئے کافی ہے یہ حکم فرضی روزوں کے لئے ہے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مقصود ہے۔

رات کو نیت کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ فجر سے پہلے کی جائے اگر کسی نے سونے سے پہلے نیت کر لی پھر اس کی آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی تو سونے سے پہلے کی ہوئی نیت کافی ہوگی۔ اور جس کو رمضان شروع ہونے کا علم طلوع فجر کے بعد ہوا وہ اس دن کا روزہ رکھے لیکن اس کی جگہ قضاء دے اس لئے کہ اس نے رات کو روزہ رکھنے کی نیت نہیں کی تھی۔

نفلی روزوں کی نیت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔'' ہم نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو میرا روزہ ہے۔'' پھر ایک دوسرے دن ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی کہ ہمیں حریسہ کسی نے تحفہ میں دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مجھے بھی دکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح روزہ رکھا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھالیا۔[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نفلی روزہ رکھنے کے لیے دن کے دوران بھی روزے کی نیت کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ رات کے وقت نیت کرے یہ صرف فرضی روزہ رکھنے والے کے لئے حکم ہے۔ اگر کوئی دن کے دوران نفلی روزے کی نیت کر لیتا ہے تو وہ اس کو پورا کرے خواہ اس نے نیت زوال آفتاب کے بعد کی ہو۔ کثیر اہل علم

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز صوم النافلۃ بنیۃ من النھار قبل الزوال..... الخ حدیث (۱۷۰/ ۱۱۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یہی رائے ہے۔

جب کسی نے نفلی روزہ رکھا ہو پھر وہ کسی سبب سے اسے افطار کرے تو اس پر قضاء نہیں ہوگی اور اہل علم کے نزدیک یہی بات درست ہے کیونکہ بخوشی کوئی نفلی کام کرنے والا اپنی ذات کا امیر ہوتا ہے۔ لیکن احناف اس کے خلاف ہیں۔

روزہ افطار کرنے کا مسنون طریقہ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَلُّو الفِطْرَ))[1]

''لوگ جب تک روزہ جلدی افطار کریں گے بہتر رہیں گے۔''

بخاری اور مسلم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

((اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلَ مِنْ هَاهُنَا، وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدأُفطَرَ الصَّائِمُ))[2]

''جب رات یہاں سے آنے لگے اور دن وہاں سے جانے لگے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار روزہ افطار کرے۔''

افطار کا وقت شروع ہونے سے روزے دار روزے چھوڑنے والے کے حکم میں آ جائے گا خواہ کوئی چیز تناول نہ بھی کی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی سنن میں مذکورہ ہے۔

((لَا یَزَالُ الدِّینُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الفِطْرَ، انُ الیَهُوْدَ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار، (۱۹۵۷) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل السحور وتاکید استحبابه، واستحباب تاخیره وتعجیل الفطر (۴۸/ ۱۰۹۸)

[2] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۱۔ ۱۹۵۵،۱۹۵۶۔۱۹۵۸) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام باب بیان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار (۵۱/ ۱۱۰۰۔۵۲/ ۱۱۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَالنَّصَارَى يُؤَخِرُوْنَ))[1]

''اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کریں گے اس لئے کہ یہودی تاخیر سے روزہ کھولتے ہیں۔''

بعض لوگ تسلی کی غرض سے روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے ہیں اور اسی طرح سحری کرنے میں جلدی کرتے ہیں یہ صریحاً غلطی ہے۔

افطاری کا وقت ہونے کے بعد جان بوجھ کر تاخیر کرنا خواہ مخواہ کا ایک تکلف اور غلو ہے اور دین میں غلو کرنے والے تباہ ہو جاتے ہیں۔

سنن ترمذی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا﴾

''میرے بندوں میں سب سے زیادہ مجھے پسند وہ ہے جو ان میں جلدی روزہ افطار کرے۔''[2]

روزہ جلدی افطار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان مرد یا مسلمان عورت سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر دے۔ دن کا چلے جانا اور رات کا آنا یہ روزہ افطار کرنے کا شرعی وقت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ﴾ [البقرۃ: ۱۸۷]

''پھر روزے رات تک پورے کرو۔''

رات کے پہلے حصے کی آمد روزہ افطار کرنے کا جواز فراہم کرتی ہے اگرچہ کوئی بندہ افطار نہ کرے لیکن وقت افطاری کا ہوتا ہے۔ سنت کی اتباع اسی میں ہے کہ ابتدائی وقت

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب الصیام۔ باب ما یستحب من تعجیل الفطر (۲۳۵۳)

[2] سنن الترمذی۔ کتاب الصوم۔ باب ما جاء فی تعجیل الافطار (۷۰۰) مسند احمد ۲/ ۳۲۹ اس کی سند میں قرۃ بن عبدالرحمٰن ضعیف راوی ہے نیز اس میں الولید بن مسلم اور امام زہری کا عنعنہ بھی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں روزہ افطار کیا جائے۔ اور افطاری کو اچھی طرح رات پڑنے تک مؤخر کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ کیا روزہ افطار کرنے کے لئے ضابطہ وقانون اذان ہے یا رات کی آمد اور غروب آفتاب صحیح بات یہی کہ افطاری کے لئے غروب آفتاب شرط ہے نہ کہ اذان۔ ہاں اگر مؤذن قابل اعتماد اور دیانتدار ہو وقت کو جاننے والا ہو تو اس کی اذان کو معتبر جانتے ہوئے اس پر روزہ افطار کیا جائے گا۔ اس کو گواہ' راوی یا خبر کو نقل کرنے والے کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ اگر مؤذن قابل اعتماد' وقت کا پابند اور دیانت دار نہ ہو تو رات کی آمد اور غروب آفتاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے روزہ افطار کیا جائے گا۔

سحری کا حکم

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةٌ))[1]

"سحری کا کھانا کھاؤ بلاشبہ سحری میں برکت ہے۔"

سنن میں یہ روایت وارد ہوئی ہے۔

((فَصْلُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَهْلِ الْکِتَابِ اکلةُ السَّحُرِ))[2]

"ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان فرق سحری کھانا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری کا کھانا پسند کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سحری کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ کیونکہ سحری میں برکت ہے اور وہ دن بھر روزے کو نبھانے میں معاون ہوتی ہے۔

نیز سحری کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

❀ "کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو دوں؟

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الصوم' باب برکة السحور من غیر ایجاب (۱۹۲۳)
صحیح مسلم' کتاب الصیام' باب فضل السحور وتاکید استحبابه...... الخ (۴۵/ ۱۰۹۵)

[2] صحیح مسلم' کتاب الصیام (۴۶/ ۱۰۹۶) سنن الترمذی (۷۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ''کیا ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اسے بخش دوں!''
- ''کیا ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟''[1]

اس میں سنت کی اتباع ہے اور اہل کتاب کی مخالفت ہے۔ کیونکہ اہل کتاب جب روزہ رکھتے ہیں تو وہ سحری نہیں کھاتے۔ ہم مسلمانوں کو یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ صحیح حدیث میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کا کھانا کھایا' سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا سحری اور فجر کی اذان کے مابین کتنا فاصلہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جتنی دیر میں ایک قاری پچاس آیات تلاوت کرتا ہے۔[2]

سنت یہی ہے کہ اذان اور سحری کے کھانے کے درمیان اتنا وقفہ ہی رکھا جائے جتنا مذکورہ ہوا ہے۔ یہی زیادہ اقرب' عمدہ اور مناسب طریقہ ہے۔ بعض لوگ اتنی جلدی سحری کا کھانا کھا لیتے ہیں کہ وہ نمازِ عشاء کے قریب ہی کا وقت ہوتا ہے یا پھر سحری چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سنت کی مخالفت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی جائے۔

روزے دار کس چیز سے روزہ افطار کرے

سیدنا سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ))[3]

''جب تم میں سے کوئی ایک روزہ افطار کرے تو اسے چاہئے کہ پانی سے روزہ افطار کرے اس لئے کہ وہ پاک ہوتا ہے۔''

---

1. صحیح البخاری کتاب التهجد باب الدعاء و الصلاة من آخر اللیل ۱۱۴۵' ۶۳۲۱' ۷۴۹۴۔ صحیح مسلم۔ کتاب الصلاة باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل والإجابة فیه (۱۶۸۔ ۱۶۹/ ۷۵۸)
2. صحیح البخاری' کتاب مواقیت الصلاة۔ باب وقت الفجر (۵۷۵)
3. سنن الترمذی۔ ابواب الصوم' باب ما جاء فی ما یستحب علیه الافطار (۶۹۵'۶۹۶' سنن ابی داؤد کتاب الصیام (۲۳۵۵) ابن ماجه (۱۶۹۹) مسند احمد ۴/ ۱۷۔۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ بعض روایات میں یہ وارد ہوا ہے۔

((عَلٰی رُطَبٍ' فَاِنْ لَمْ یَجِدْ فعَلٰی تَمر' فَإِنْ لَمْ یَجِدْ حَسَا حسوات من مآء))[1]

''تر کھجوروں پر اگر وہ تر کھجور نہ پائے تو خشک کھجور پر اگر اسے خشک کھجوریں میسر نہ آئیں تو پانی کے چند چلو لے لے۔''

اس دوسری حدیث کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے عمل کے ساتھ ہے۔

سنت یہ ہے کہ روزہ خشک کھجور سے افطار کیا جائے کیونکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ خشک کھجور کا خاص طور پر نام اس لئے لیا گیا ہے کہ اس میں مٹھاس کا مادہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور یہ بھوکے پیٹ کے لئے مفید ہوتی ہے اور معدے کے لئے بڑی مناسب ہوتی ہے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی حکمت بالغہ اور شریعت کاملہ کا ایک سربستہ راز ہے۔ غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب ادا کرنے سے پہلے تک کھجوروں سے روزہ کھولنا سنت ہے اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز سے روزہ کھولا جائے تو یہ بھی جائز ہے لیکن افضل عمل یہی ہے جو سنت سے ثابت ہے۔

بعض احادیث میں وہ دعائیں مذکور ہیں جو افطاری کے وقت روزے دار کو پڑھنی چاہیں جیسا کہ یہ حدیث ہے:

((ذَهَبَ الظَّمَاءُ' وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ' وَثَبَتَ الأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))[2]

''پیاس ختم ہوگئی' انتڑیاں تر ہوگئیں اور اجر و ثواب اگر اللہ نے چاہا تو ثابت ہوگیا۔''

اور بعض کی سند میں ضعف ہے جیسا کہ یہ حدیث ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ

---

1. انظر ما قبله

2. سنن ابی داؤد' الصیام' باب القول عند الافطار (۲۳۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ))[1]

''الٰہی تیرے لئے میں نے روزہ رکھا' تیرے رزق سے افطار کیا تو مجھ سے قبول کرے بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

ان دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ ان کی سند ضعیف ہے یہ فضائل اعمال میں سے ہیں۔[2]

صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ روزے دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔[3] بہتر ہے کہ روزہ کھولنے سے پہلے وہ دعا کرے۔

وصال کا حکم

روزوں کی اصطلاح میں وصال کا مطلب یہ ہے کہ روزے دار دن کو رات کے ساتھ ملاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَأَيُّكُمْ مَثَلِي؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي))[4]

''تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور

---

1. سنن ابی داؤد' باب مذکور (۲۳۵۸) کتاب الاذکار للنووی (۵۷۷'۵۷۸) اس کی سند ضعیف ہے۔
2. یہ مؤقف درست نہیں ہے۔ بلکہ فضائل اعمال میں بھی ضعیف روایات پیش درست نہیں ہے۔ جیسا کہ کبار محدثین وائمہ علیہم الرحمۃ کا مؤقف ہے۔ دیکھیں (قواعد التحدیث از جمال الدین قاسمی ص ۱۱۳ الباعث الحثیث ص ۸۶'۸۷)
3. سنن ابن ماجه۔ کتاب الصیام۔ باب فی الصائم لا تردد دعوته (۱۷۵۳) مستدرك حاکم ۱/ ۴۲۲۔ طیالسی (۲۹۹)
4. صحیح مسلم۔ الصیام' باب النهی عن الوصال (۵۷/ ۱۱۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی مجھے پلاتا ہے۔''

روزے میں وصال کرنے کی طاقت کوئی نہیں رکھتا سوائے نبی کریم ﷺ کے جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو معارف کی غذا مہیا کرتا ہے اور آپ ﷺ کے دل پر مناجات اور شوق کا فیضان وارد کرتا ہے جو دلوں کی غذا ہے۔ روحوں کے لئے نعمت ہے اور یہ چیز جسم کو کافی عرصے کے لئے غذا سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

((اَبِیتُ یُطْعِمُنِی رَبی))

''یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ منہ کے ذریعے کھلاتا پلاتا ہے۔''

اگر یہ معنی مراد لے لیا جائے تو نبی کریم علیہ السلام روزے دار نہ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو وصال سے منع کیا یہ نہی تحریمی ہے۔ کیونکہ اس میں دشواری پائی جاتی ہے۔

بعض سلف صالحین سے وصال کے حق میں عمل ثابت ہے۔ ممکن ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کو سنا ہی نہ ہو۔ اگر کوئی مجتہد اجتہاد کی بنا پر وصال پر عمل پیرا ہو تو اسے ایک اجر کا مستحق جانا جائے۔ لیکن جس کے پاس دلیل پہنچ جائے اس کے لئے اس کی مخالفت جائز نہیں۔

روزے دار کا اپنی اہلیہ سے معاملہ

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُقَبِّلُها وَهُوَ صائِمٌ))[1]

''کہ نبی کریم ﷺ میرا بوسہ لیتے اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار ہوتے۔

---

[1] صحیح البخاری' کتاب الصوم' باب القبلة الصائم (۱۹۲۹)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة علی من لم تحرك شهوته (۷۴/ ۱۱۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں۔

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقبَلُ وَھُوَ صَائِمٌ، وَیباشر وھو صائم وَلٰکنہ کَانَ اَملَکُکُم لِارُبَہ))[1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار ہوتے لیکن وہ تم تمام سے بڑھ کر اپنی خواہشات پر قابو پانے والے تھے۔''

مسند امام احمد اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

((یُقَبِلُ فِیْ رَمَضَانَ وَھُوَ صَائِمٌ))[2]

''رمضان میں بوسہ لیتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار ہوتے۔''

سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا روزے دار اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسی سے یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لو اس نے اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے۔ تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اگلے پچھلے سب گناہ اللہ نے معاف کر دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

((اَمَا وَاللّٰہُ اِنِّی لَا تقَاکُمُ للّٰہِ وَاخشَاکُم لَہٗ))[3]

''اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ کا دل میں تقویٰ رکھنے والا اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال امت کے لئے حجت ہیں۔

((عن ابی ھُرَیرۃ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَالَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمُبَاشَرَۃ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَہٗ وَاَتَاہُ آخَرُ فَنَھَاہُ عَنْھَا فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَہُ شیخ، واذا الذی نَھاہُ شَابٌّ))[4]

---

[1] صحیح البخاری ایضا (۱۹۰۷) صحیح مسلم ایضاً (۶۸/ ۱۱۰۶)

[2] صحیح مسلم۔ ایضاً (۷۱/ ۱۱۰۶) مسند احمد ۶/ ۱۳۰)

[3] صحیح مسلم۔ ایضاً (۷۴/ ۱۱۰۸)

[4] سنن ابی داؤد کتاب الصیام۔ باب کراھیتہ للشاب (۲۳۸۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے دار کی مباشرت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دے دی۔ ایک دوسرا شخص آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کر دیا جس کو اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع کیا وہ جوان تھا۔"

ابوداؤد' منذری اور حافظ نے تلخیص میں سکوت اس لئے اختیار کیا کہ اس سند میں ابوالعنبس حارث بن عبید کا نام آتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب التقریب میں اس کو مقبول قرار دیا ہے۔

ابن ماجہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس روایت کا تذکرہ کیا[1] لیکن انہوں نے اس کے مرفوع ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔[2] اور امام احمد نے بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس جیسی روایت بیان کی ہے۔[3]
اگر روزے دار کو اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے اپنے بارے میں تجاوز کا اندیشہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ اگر اسے اندیشہ نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔ اس حکم کا تعلق روزے دار کی شخصیت سے ہے۔ اگر وہ نوجوان ہے اس کے دل میں طمع ہے تو وہ بوسے سے اجتناب کرے اور اگر کوئی بہت بوڑھا روزے دار ایسا کر لیتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ (واللہ اعلم)

سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا

((عن ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَقَالَ لرجل ((اَنْزِل فَاجْدَحْ لِيْ)) قَال يارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الشَّمْسُ قال ((انزل فَاجدح لی)) قَال يَارسول اللّٰه الشَّمْسُ'

---

[1] سنن ابن ماجہ۔ کتاب الصیام' باب ما جاء فی المباشرة للصائم

[2] سنن الکبری للبیھقی ۴/ ۲۳۲

[3] مسند احمد ۲/ ۱۸۵ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: ((انزل فاجدح لی)) فَنَزَلَ فَجَدَحَ له وَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰی بِیَدِہ ھٰھُناثم قَالَ: اِذَا رَاَیتُمُ اللَّیلَ اَقبَلَ مِنْ ھٰھُنَا فَقَدْ اَفطَرَ الصَّائِمُ)) [1]

''سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا نیچے اترو اور میرے لئے ستو بناؤ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیچے اترو اور میرے لئے ستو بناؤ۔ اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ ہے پھر وہ اپنی سواری سے اترا اور اس نے ستو بھگوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ جھاڑا اور فرمایا: ''جب تم رات کو دیکھو کہ یہاں سے اس کی آمد ہوئی تو روزے دار اپنا روزہ افطار کرے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حالت سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اس سے پتہ چلتا ہے مسافر تھے۔

((عن عائشة رضی اللہ عنہا زوجَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ حمزة بن عمرو الاسلمی قَالَ للنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أاَصُومُ فِی السفر؟ وَکَانَ کَثیر الصِّیام قَالَ: إن شئتَ فَصُمْ وَاِنْ شئتُ فافطِرْ)) [2]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں۔ وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو روزے رکھ لو اور چاہو تو چھوڑ دو۔''

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ رمضان کا روزہ تھا جو دوران سفر روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں ان کے خلاف اس حدیث کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلم نے ابی رواح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا روزہ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۱)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الصوم فی السفر والافطار (۱۹۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنے سے مجھے گناہ ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ اَخَذَ هَا فَحَسَنٌ، وَ من اَحَبَّ اَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)) [1]

''یہ اللہ کی جانب سے رخصت ہے جو اس کو اختیار کرے تو اچھا ہے جو پسند کرتا ہے کہ روزہ رکھے تو اسے کوئی گناہ نہیں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے فرض روزوں کے بارے میں پوچھا ہے۔ رخصت کا مطالبہ واجب کے مدمقابل ہوتا ہے۔ جو حدیث ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں محمد بن حمزۃ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے باپ کے حوالے سے مذکور ہے۔ وہ اس مسئلے میں زیادہ واضح ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

((اَنَّهٗ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ آعَالِجُهٗ اُسَافِرُ عَلَيْهِ واكريه وانه ربما صادفني هذا الشهر)) یعنی رمضان

((وَاَنَا اَجِدُا لُقُوَةَ وَاَجِدُنِي اَصُوْمَ اهوَنُ عَلَيَّ من ان اُؤخِرَهُ فيكون دينا عَلَيَّ فقال: ((اَيُّ ذَالِكَ شِئْتَ يَا حمزة))

''اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری کمر میں درد ہے۔ میں اس کا علاج کراتا ہوں میں اس کے ہوتے ہوئے مجبوراً سفر کرتا ہوں۔ بسا اوقات دوران سفر رمضان کا مہینہ مجھے آلیتا ہے۔''

اور میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ روزہ رکھنا اسے مؤخر کرنے سے مجھے آسان لگتا ہے۔ روزہ مجھ پر فرض ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حمزہ جس طرح تیرا دل چاہئے تو کرسکتا ہے۔ [2]

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر مسافر کو دشواری محسوس نہ ہو تو اس کے لئے رمضان میں دوران سفر روزہ رکھنا جائز ہے، اگر وہ دشواری محسوس کرے تو روزہ چھوڑنا رکھنے کی نسبت زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کے لئے رخصت ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] صحيح مسلم۔ الصيام باب التخير في الصوم والفطر في السفر (۱۱۲۱)

[2] سنن ابی داؤد۔ الصیام، باب التاجر یفطر (۲۴۰۳)

سنن النسائي۔ الصيام، (۲۲۹۶) مستدرك حاكم ۱/ ۴۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

تراویح' تلاوت' عمرہ اور چند دیگر احکام

نماز تراویح

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى اِحْدَى عَشَرَةَ رَكْعَةً' يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ' ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنِيْ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ))[1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے' پہلے آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے ان کے حُسن اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھئے' پھر آپ ﷺ چار رکعت نماز پڑھتے ان کے حسن اور طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھئے وہ اتنی حسین اور اتنی طویل ہوتیں کہ کیا کہنے۔ پھر آپ تین رکعت پڑھتے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التہجد' باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ (۱۱۴۷) صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل (۱۲۵/ ۷۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سوتا!۔''

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کا قیام یعنی نماز تراویح گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ جو اس سے زیادہ پڑھنا چاہے تو یہ نفلی نماز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن احسن، افضل اور بہتر یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے نماز تراویح گیارہ رکعت ہی پڑھی جائے۔

بخاری اور مسلم میں ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت منقول ہے جس میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دس رکعت نماز پڑھتے اور ایک وتر اور پھر نماز فجر دو رکعتیں ادا کرتے تو یہ سب ملا کر تیرہ رکعتیں ہو جاتیں۔[1]

اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ ان میں دو رکعت نماز فجر کی ہوتیں۔ رات کا قیام یعنی نماز تہجد گیارہ رکعت ہی ہوتی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی وارد ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِن ذَالِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا فِيْ آخِرِهَا))[2]

''رسول اللہ ﷺ رات کی نماز تیرہ رکعت ادا کرتے اور ان میں پانچ وتر بھی ہوتے، آپ ﷺ وتر پڑھتے ہوئے آخر میں تشہد کرتے۔''

یہ روایت بھی پہلی روایت کی تائید اور تفسیر ہے۔

بعض لوگ جو مساجد میں شروع رات میں تراویح پڑھتے اور پھر رات کے آخر باجماعت تہجد ادا کرتے ہیں میری معلومات کے مطابق یہ عمل نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ عظام سے۔ بلکہ سلف صالحین کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ رات کی نماز عشاء کے بعد ایک ہی دفعہ ادا کیا کرتے تھے، بہتر یہی ہے کہ شروع رات

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الوتر، باب ما جاء فی الوتر (۹۹۴)
صحیح مسلم۔ ایضاً (۱۲۲/ ۷۳۶)

[2] صحیح مسلم۔ ایضاً (۱۲۳/ ۷۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نماز تراویح باجماعت ادائیگی پر اکتفا کیا جائے یا پھر رات کے آخر میں قیام کیا جائے۔ ایسا کرنا ہی سنت کے اقرب ہے۔ اور زیادہ بہتر ہے' آئمہ کرام کے لئے بہتر یہ ہے کہ گیارہ رکعت تراویح ہی پڑھانے پر اکتفا کیا کریں اور ان میں جتنا آسان محسوس کریں قرآن پڑھیں۔ قیام' سجدہ اور رکوع کی ادائیگی احسن اور عمدہ انداز میں ہوتا کہ نماز تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو یا ادائیگی رسول اللہ ﷺ قریب ترین ہونے کی سعادت حاصل کی جائے۔

روزے دار کے لئے مسواک کا حکم

رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ))

''اگر میں اپنی امت کے لیے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔''[1]

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔((عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ))

ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''[2]

یہ حدیث عام ہے اور اس کا اطلاق رمضان اور غیر رمضان پر ہوتا ہے اور یہ ان کے لیے دلیل ہے جو رمضان کو دن کے وقت روزے دار کے لیے مسواک کرنا مسنون سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ((عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ)) اور ((عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ)) یہ الفاظ تقاضا کرتے ہیں کہ روزے دار دن کے شروع میں بھی مسواک کرسکتا ہے اور دن کے آخر میں بھی۔ ترمذی میں سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث منقول ہے۔ فرماتے ہیں۔

((رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْتَاكُ مَالَا اُحْصِیْ وَلَا اَعُدُّ وَهُوَ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الجمعة' باب السواك یوم الجمعة (۸۸۷)
سنن النسائی' کتاب الطهارة۔ باب الرخصة فی السواك بالعشی للصائم (۷)

[2] مسند احمد ۲/ ۴۶۰ (۹۹۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَائِمٌ))[1]

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو بے شمار دفعہ دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کرتے ہیں اس حال میں کہ آپ ﷺ روزے دار ہیں۔“

یہ دلیل ہے اس شخص کے لیے ہے جو روزے دار کے لیے دن کے شروع یا آخر میں ہر نماز یا ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کو مستحب سمجھتا ہے اور ابن ماجہ کی وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے روزے دار کو دن کے شروع میں مسواک کرنے کی اجازت دی اور دن کے آخر میں منع کیا اور یہ فرمایا:

((یَجْتَنِبُهُ الصَّائِمُ فِیْ اٰخِرِ النَّهَار))[2]

”روزے دار دن کے آخر میں اس سے اجتناب کرے۔“

یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے۔ بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ روزے دار دن کے شروع میں مسواک کر سکتا ہے اور دن کے آخر میں وہ مسواک نہ کرے اور وہ اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ روزے دار کے منہ کی بو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے[3] وہ مسواک سے زائل ہو جاتی ہے۔ یہ سبب قابل غور ہے کیونکہ اس بو کا تعلق معدے سے ہوتا ہے نہ کہ منہ سے' بو کو زائل کرنے یا باقی رکھنے میں مسواک کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود بھی طیب ہے اور طیب چیز کو ہی قبول کرتا ہے[4] لہٰذا بہتر بات یہی ہے کہ روزے دار دن کے آغاز میں بھی مسواک کر سکتا ہے اور دن کے آخر میں بھی۔

---

[1] سنن الترمذی' الصوم' باب ما جاء فی السواك للصائم (۷۲۵) ابن خزیمه (۲۰۰۷) مسند احمد ۳/ ۴۴۵ اس کی سند میں عاصم بن عبید اللہ سخت ضعیف راوی ہے۔

[2] لم انجد هذا الحدیث فی سنن ابن ماجه وكتب الستة۔ ونعم! وجدنا بمعناه فی "الدارقطنی" ۲/ ۳۰۳ وفی سنده "عمر بن قیس" ضعیف كما فی كتب الجرح والتعدیل

[3] صحیح البخاری۔ كتاب الصوم۔ باب فضل الصوم (۱۸۹۴)

[4] صحیح مسلم۔ الزكاة' باب قبول الصدقة من الكسب الطیب وتربیتها (۶۵/ ۱۰۱۵) مسند احمد ۲/ ۳۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان میں قرآن کی تلاوت

بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

((اَنَّ جِبْرَئِيلَ علیہ السلام كَانَ يَلْقى رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْرَعُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ))[1]

''کہ جبرئیل علیہ السلام رمضان میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبول سے ملاقات کرتے اور قرآن حکیم کو دو ہراتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ خیرات و صدقات کرتے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں یہ بھی ثابت ہے۔

((أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ مَرَّةً وَّاحِدَةً، فَلَمَّا قُرِبَتْ وَفَاتُهُ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَ عَلَيْهِ فِي آخِرِ رَمَضَانَ الْقُرْآنَ مَرَّتَيْنِ، فَعُلِمَ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ اَجَلُهُ قَدْدَنَا))[2]

''کہ جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان میں ایک مرتبہ قرآن کریم کو پیش کرتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رمضان کے آخر میں دو مرتبہ قرآن پیش کیا۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان گئے کہ ان کا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔''

اور اس حدیث سے رمضان میں قرآن مجید کے ایک دوسرے کو سنانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اگر مسلمان قرآن کا دور دوسرے مسلمان کے ساتھ کرے تو یہ افضل طریقہ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (۶، ۱۹۰۲، ۳۲۲۰، ۳۵۵۴)

صحیح مسلم۔ الفضائل، باب جودہ صلی اللہ علیہ وسلم (۵۰/ ۲۳۰۸)

[2] صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۴۹۹۸) سنن ابن ماجہ (۱۷۶۹) مسند احمد ۲/ ۳۳۶، ۳۵۵ نحوہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور کسی دوسرے سے قرآن سننا یہ بھی احسن اور بہتر طریقہ ہے۔ مسلمان کے لیے بہتر یہ ہے کہ رمضان میں کثرت سے تلاوت کرے کیونکہ اس میں اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے بھی یہ ثابت ہے۔ اکثر آئمہ کرام سے یہ منقول ہے کہ وہ رمضان میں فتویٰ دینے کی مجالس، علمی دروس عام یا خاص مجلسوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیا کرتے تھے اور ماہ رمضان میں قرآن مجید پر غور و تدبر میں اپنے آپ کو مصروف رکھتے۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہی حقیقی مقصد ہے۔ اس طرح کی تلاوت عمل کے لیے انگیخت کرتی ہے۔ اس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگ اس سلسلے میں یا تو غلو سے کام لیتے ہیں یا کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ متوسط طریقے کو اختیار کرنا یہ زیادہ مناسب ہے۔ رمضان میں بعض لوگ بغیر تدبر اور غور و فکر کے کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی رائے میں زیادہ مرتبہ قرآن مجید کو ختم کرنا یہ اصل مقصود ہے۔ وہ ہر روزہ یا ہر دو دن میں قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں نہ تو وہ آیات پر وقف کرتے ہیں اور نہ ہی جو پڑھتے ہیں ان کا مفہوم و مقصود جانتے ہیں۔

ان قرآنی نصیحتوں پر غور و فکر کرتے ہیں جن میں سے وہ گزر رہے ہوتے ہیں۔ مسلمان کے لیے زیادہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ رمضان میں دو مرتبہ تین یا چار مرتبہ قرآن مجید کو ختم کرے لیکن وہ تدبر کے ساتھ قرأت کرے۔ اکثر آئمہ و صالحین اور نیک لوگوں سے یہی طریقہ ثابت ہے۔

رمضان میں عمرے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((عمرة في رمضان كحجة))[1]

---

[1] مسند حمیدی (۹۶۰) ابن ماجه، المناسك (۲۹۹۲) اس کی سند میں داؤد بن یزید الاودی الزعافری ضعیف راوی ہے لیکن اس معنی کی صحیح روایات صحیح البخاری (۱۷۸۲) مسلم (۱۲۵۶) احمد ۱/ ۲۳۹ میں موجود ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رمضان کا عمرہ حج کی مانند ہے۔

ایک اور جگہ ہے کہ ((کحجة معی))[1]

یا ''میرے ساتھ حج کرنے کی مانند ہے۔''

یاد رہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ دیگر مہینوں کی نسبت ماہ رمضان میں عمرہ کو فضیلت حاصل ہے۔ مسلمان کے لیے مستحب یہ ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھے تو رمضان میں عمرہ کرے یہ اس کے لیے افضل ہوگا۔ یہاں چند ایک امور ہیں جن کے بارے میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

① بہت سے لوگ افضل عمل کو مفضول عمل کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً وہ مسجد کی امامت کو چھوڑ کر عمرے کے لیے چلے جاتے ہیں یا وہ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔ اس میں بہت بڑا دینی حرج ہوتا ہے اور یہ افضل عمل سے مفضول عمل کی طرف پلٹنے کے مترادف ہے اگر کسی امام مسجد' خطیب' مبلغ اور استاد کا رمضان کے دوران اپنی مسجد یا اپنے حلقہ دعوت و تبلیغ میں رہنا ضروری ہے اور اسے چھوڑ کر جانے میں لوگوں کا دینی نقصان ہو تو پھر بہتر یہی ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ عمرے کی ادائیگی کے لئے روانہ ہو۔ یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی ہے جس کی طرف توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ بغیر اجازت کے اپنا کام چھوڑ کر عمرے کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں یہ ایک لحاظ سے گناہ ہے' بہتر یہ ہے کہ عمرے پر جانے کے لئے پہلے بقاعدہ متعلقہ ذمہ داران سے اجازت لی جائے۔ اگر اسے اجازت نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ نہ جائے۔

② بعض لوگ رخصت حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مریض ظاہر کر کے رخصت حاصل کرتے یا کوئی اور بہانہ بنا کر اضطراری رخصت لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح رخصت لے کر عمرے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ یہ واضح طور پر گناہ کا ارتکاب ہے۔ یہ جھوٹ اور دھوکہ دہی کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسا کرنے والے حضرات دراصل اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی ان کے دل تقویٰ

---

[1] صحیح المسلم۔ الحج' باب فضل العمرة فی رمضان (۱۲۵۶)

صحیح البخاری' العمرة" باب عمرة فی رمضان (۱۷۸۲'۱۸۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آشنا ہوتے ہیں۔

④ بعض لوگ رمضان میں بار بار عمرہ کرتے ہیں۔ خصوصاً مکہ کے باشندے ایسا کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ اور سلف صالحین کے طرزِ عمل کے بالکل خلاف ہے۔ بہتر یہ ہے کہ رمضان میں ایک مرتبہ عمرہ کیا جائے اور باقی اوقات میں قرآن حکیم کی تلاوت ذکر الٰہی اور طواف کعبہ اور نوافل ادا کئے جائیں۔

روزے دار کا جنبی ہو جانا

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُدْرِكُنِي الصَّلَاةُ، وَاَنَا جُنُبٌ فَاَصُوْمُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَصُوْمُ، فَقَالَ: لَسْتَ مِثْلَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ اَكُوْنَ اَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِمَا اَتَّقِي))[1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز کا وقت ہو جاتا ہے اس حال میں کہ میں جنبی ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھ لوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے نماز کا وقت پالیتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں اور میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم جیسے نہیں ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ تم تمام سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا بن جاؤں اور تم سب سے زیادہ جاننے والا بنوں جس سے بچا جاتا ہے۔

((وَعَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصیام' باب صحة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب (۱۱۱۰)
ابوداؤد' کتاب الصیام' باب من اصبح جنبا فی شهر رمضان (۲۳۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ فِي رَمَضَانَ))[1]

''سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی وجہ سے جنبی ہوتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں روزہ رکھتے۔

((وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا حُلُمٍ ثُمَّ يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِي))[2]

''ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی وجہ سے جنبی ہوتے پھر روزہ کھولتے اور قضائی نہ دیتے۔''

یہ احادیث دلیل ہیں اس شخص کے لئے جس کا موقف یہ ہے کہ جس نے حالت جنابت میں روزہ رکھا اس کا روزہ درست ہے اسے قضائی نہیں دینی پڑے گی خواہ وہ جنابت جماع کی وجہ سے ہو یا احتلام وغیرہ کی وجہ سے۔ جمہور علماء محدثین کا یہی مذہب ہے۔علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔بہر حال جس نے غسل جنابت میں تاخیر کی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی اس نے پہلے روزہ رکھا پھر غسل کیا تو اس کا روزہ درست ہوگا۔ جو روزے دار دن کے وقت سویا اور اسے نیند کیدوران احتلام آ گیا پھر وہ بیدار ہوا اور اس نے اپنے کپڑوں پر تری دیکھی اس کا روزہ صحیح ہے اس پر غسل کرنا لازم ہوگا۔

روزے دار پر یہ لازم نہیں کہ وہ فجر سے پہلے جنابت سے پاک ہو۔البتہ جو شخص روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ فجر سے پہلے غسل کرے تا کہ فجر کی پہلی دو رکعتوں کا اجر و ثواب حاصل کر سکے۔اسی طرح وہ پہلے وقت میں جماعت کے ساتھ ملنے کا ثواب حاصل کر سکے یہ اس کے لئے زیادہ افضل اور مناسب طریقہ ہے۔یہاں ایک

---

[1] مسلم۔ کتاب الصیام، باب صحة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب (۱۱۰۹)

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الرجل یصبح جنبا وهو یرید الصیام (۱۷۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صورت بھی ہے جس نے رمضان کی رات اپنی بیوی سے مجامعت کی پھر وہ سو گیا اور اس پر نیند ایسی غالب آ گئی اور وہ بیدار نہ ہو سکا یہاں تک کہ فجر کا وقت ختم ہو گیا اور سورج طلوع ہو گیا وہ غسل کرے نماز پڑھے اس کا روزہ درست ہو گا۔

روزے دار کا غسل کرنا

((عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بنِ عَبدِ الرَّحمان عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصحابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ، رَاَیتُ النَّبِیَّ ﷺ یَصُبُّ المُاَوَعَلٰی رَآسِہٖ مِنَ الْحَرِّ وَھُوَ صَائِمٌ))[1]

''ابوبکر بن عبدالرحمان نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص سے روایت کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے ہیں اس حال میں کہ آپ روزے دار ہیں۔''

یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ روزے دار اپنے جسم کے کچھ حصے پر یا سارے جسم پر پانی انڈیل کر گرمی کی شدت کو کم کر سکتا ہے۔ جمہور علماء کا یہی موقف ہے ان کے نزدیک واجب مسنون یا مباح غسل میں کوئی فرق نہیں۔ احناف کا یہ کہنا ہے کہ روزے دار کے لئے غسل کرنا مکروہ ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو عبدالرزاق نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جس میں روزے دار کو حمام میں داخل ہونے کی ممانعت[2] ہے۔ لیکن یہ بات محل نزاع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

---

[1] سنن ابوداؤد۔ کتاب الصیام، باب الصائم یصب علیہ الماء من العطش ویبالغ فی الاستنشاق (۲۳۶۶)
سنن الکبری۔ النسائی، کتاب الصیام، باب حب الصائم الماء علی راسہ (۳۰۱۷)
مسند احمد (۳/ ۴۷۵) (۴/ ۶۳) (۵/ ۳۷۶)

[2] نیل الاوطار، کتاب الصیام باب الصائم یتمضمض او یغتسل من الحر (۱۶۵۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں

جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں اور وہ اپنی موت سے پہلے ادا نہ کر سکا ہو تو اس کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء جن میں احناف' امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ شامل ہیں کا موقف یہ ہے کہ فوت ہونے والے کا وارث اس کی طرف سے روزے کی قضائی نہیں دے گا بلکہ اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا۔ البتہ شوافع کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ میت کے وارث کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اسکی طرف سے روزے رکھے۔ اس سے مرنے والے کی بریت ہوگی۔ اس کی طرف سے کھانا کھلانے کی ضرورت نہیں یہاں وارث سے مراد قریبی رشتہ دار ہے یہ برابر ہے کہ وہ عصبہ ہو وارث ہو اور ان دونوں کے علاوہ کوئی اور اگر اجنبی وارث کی اجازت سے میت کی طرف سے روزہ رکھ لیتا ہے تو درست ہے اگر اجنبی ولی کی اجازت کے بغیر ہی روزہ رکھ لیتا ہے تو یہ شرعاً درست نہیں۔ اس مسئلہ کا استدلال مسند امام احمد کی اس روایت سے لیا جاتا ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ' مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عنه وَلِيُّهُ[1]
وزادَالبزَّارُ لفظ : ان شاء))[2]

''کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف اس کا ولی روزے رکھے۔''

بزاز رحمہ اللہ نے اس لفظ کا اضافہ کیا۔ ((لو ن شاء)) (اگر وہ چاہے)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر اصحاب سنن نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے تھے کیا میں اس

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الصوم' باب من مات وعليه صوم (۱۹۵۲)
صحيح مسلم۔ كتاب صيام' باب قضاء الصوم عن الميت (۱۱۴۷)

[2] كشف الاستار ۱/ ۴۸۲ پر ''ان شاء'' کے الفاظ موجود ہیں لیکن یہ روایت ابن لھیہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے قضائی دے سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تیری والدہ مقروض ہوتی تو کیا تم اس کی ادائیگی کرتے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا قرضہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔[1]

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل درست اور پسندیدہ ہے۔ فقہ اور حدیث پر یکساں گہری نگاہ رکھنے والے علماء نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر سارے سال کی تمام راتوں سے افضل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ○ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○﴾ [سورۃ القدر: ۱:۳]

''ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا۔ آپ کیا جانیں کہ لیلۃ القدر کیا ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

یاد رہے کہ لیلۃ القدر میں نماز تلاوت یا ذکر الٰہی جیسے اعمال صالحہ کا ثواب اتنا بڑھا دیا جاتا ہے جیسا کہ یہ عبادات ایک رات میں نہیں بلکہ ہزار مہینوں سے بھی زیادہ عرصے میں سرانجام دی ہوں۔

مستحب طریقہ یہ ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی تاک راتوں میں تلاش کی جائے۔ خود نبی کریم ﷺ ماہ رمضان کے آخری عشرے کی تاک راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش میں بہت زیادہ محنت کیا کرتے تھے۔[2]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم، باب من مات وعلیه صوم (۱۹۵۳)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب قضاء الصوم عن المیت (۱۱۴۸)

[2] صحیح البخاری۔ فضل لیلة القدر، باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر (۲۰۱۸)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب فضلل لیلة القدر والحث علی طلبها وبیان محلها وارجی اوقات طلبها (۱۱۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رات کے تعین میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی اکیسویں رات ہوتی ہے۔ بعض نے تیسویں بعض پچیسویں اور بعض نے انتیسویں رات کو لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں رات ہوتی ہے۔

مسند امام احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ))[1]

''جو کوئی اس کو تلاش کرنا چاہے تو وہ اسے ستائیسویں رات میں تلاش کرے۔''

مسلم، مسند امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے بلاشبہ یقیناً یہ رات رمضان میں آتی ہے۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ یہ کون سی رات ہے۔ وہ رات جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس میں قیام کا حکم دیا۔ یہ ستائیسویں رات ہے اس کی علامت یہ ہیں کہ اس دن کی صبح سورج سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاع تیز نہیں ہوتی۔[2]

بخاری اور مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))[3]

''جس نے لیلۃ القدر کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے گئے۔''

مسند امام احمد، ابن ماجہ اور ترمذی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں

---

[1] مصنف عبدالرزاق کتاب الصیام، باب لیلۃ القدر ۴/ ۲۴۸ (۷۶۸۳)

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا وبیان محلہا وارجی اوقات طلبہا (۱۱۶۶، ۷۶۲)
سنن ترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء فی الیلۃ القدر (۷۹۳)

[3] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابه ونیه (۱۹۰۱)
صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح (۷۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر میں یہ جان لوں کہ لیلۃ القدر کون سی ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں؟

آپ نے فرمایا تم یہ دعا مانگو:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ))[1]

''الٰہی تو معاف کرنے والا ہے' معافی دینے کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کر دے۔''

مختلف مطالع

جمہور اس طرف گئے ہیں کہ مختلف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اگر ایک ملک کے باشندے رمضان کا چاند دیکھ لیں تو تمام ممالک کے باشندوں پر روزہ واجب ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((صُومُوا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ))[2]

''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر روزہ کھولو۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان پوری امت کے نام عام ہے۔

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ہر جگہ کی رؤیت اس علاقے کے تمام لوگوں کے لئے کافی ہوگی۔عکرمہ' قاسم بن محمد' سالم اور اسحاق کی یہی رائے ہے۔ احناف کے نزدیک بھی درست ہے۔شوافع کے نزدیک ہر ملک کے باشندے کی رویت ان کے لئے کفایت کرے گی۔ان پر دوسرے ممالک کی رویت سے روزہ رکھنا کھولنا لازم نہیں آئے گا۔ جیسا کہ کریب نے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں شام آیا میں شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند طلوع ہوا میں نے چاند جمعہ کی رات کو دیکھا۔ پھر میں مہینے کے آخر میں مدینے آیا۔سیدنا

---

[1] مسند احمد (۱۷۱/۶) ترمذی' کتاب الدعوات' باب فی الاسترجاع عند المصیبۃ (۳۵۱۱)

[2] صحیح البخاری کتاب (الصوم) قول النبی ﷺ اذا رایتم الھلال...... (۱۹۰۹)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب وجوب صوم رمضان لرؤیۃ الھلال...... (۱۰۸۱/۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا پھر چاند کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تم نے چاند کب دیکھا؟ میں نے کہا: میں نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا اس نے کہا: کیا تم نے خود اسے دیکھا؟ میں نے کہا! دیگر لوگوں نے بھی اسے دیکھا۔ انہوں نے روزہ رکھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے تو چاند ہفتے کی رات کو دیکھا: ہم تو روزہ رکھیں گے یہاں تک کہ تیس دن پورے کر لیں یا چاند دیکھ لیں، میں نے کہا کیا تم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رؤیت اور اس کے روزہ رکھنے کا اعتبار نہیں کرو گے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں! اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔[1]

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔ اسی حدیث پر تمام اہل علم کا عمل ہے۔

((اِنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ رُؤْیَتَہٗ))

کہ ہر ملک کی رؤیت اسی ملک کے باشندوں کے لیے ہوگی۔

فتح العلام شرح بلوغ المرام میں مذکور ہے کہ ہر ملک کی رؤیت اس کے باشندوں اور اس علاقے کے باشندوں کے لئے ہوگی جو اس مطلع کی سمت پر واقع ہے۔[2]

بچے کا روزہ

بچے پر اگرچہ شرعاً روزہ واجب نہیں ہے تاہم اس کا ولی اسے حکم دے تاکہ وہ بچپن سے ہی روزہ رکھنے کا عادی بن جائے بشرطیکہ وہ بچہ روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور اس کے نباہنے پر قادر ہو۔ سیدہ ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

((أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَبِيْحَةَ عَاشُوْرَآءَ إِلٰى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ كَانَ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ، وَمَنْ كَانَ أَصْبَحَ مفطرًا

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء فی لکل اھل بلد رویتھم (۶۹۳)
صحیح المسلم۔ کتاب الصیام، باب بیان ان لکل بلد دؤیتھم وانھم اذا رأوالھلال ببلد لا یثبت حکمہ لما بعد عنھم (۱۰۸۷)

[2] فتح الکلام لشرح بلوغ المرام (۱/ ۵۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلْيَصُمْ بَقِيَتَةَ يَوْمِهِ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدَ ذَالِكَ وَنُصَوِمُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارُ منهم و نذهب اِلٰی المسجد فنجعل لهم اللعبَةَ مِنَ العِهْنِ فاِذا بَكَی اَحُدهُمْ من الطعام اَعْطَيْنَاهُ اِيَّاهُ حَتّٰى يكون عند الأفطار))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کی صبح کو انصار کی بستیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جس نے صبح کو روزہ رکھا وہ اپنے روزے کو پورا کرے اور جس نے صبح کو کچھ کھا پی لیا وہ بقیہ دن روزہ رکھے۔ ہم اس حکم کے بعد روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ ہم مسجد جاتے اور ان بچوں کے لئے روٹی کے کھلونے بنا لیتے جب ان میں سے کوئی بچہ کھانے کی طلب میں روتا تو ہم اسے کھلونا دے دیتے۔ یہاں تک روزہ کھولنے کا وقت ہو جاتا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بے روز ہے آپ ﷺ نے اسے مارا اور فرمایا ہم اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے ہیں اور تو بے روزہ ہے۔[2]

طلوع فجر میں شک

اگر کسی کو طلوع فجر میں شک ہو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ کھائے پیئے یہاں تک کہ اسے طلوع فجر کا یقین ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سحری کھانے کا آخری وقت طلوع فجر قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

---

1. صحيح البخاریؒ۔ کتاب الصوم' باب صوم الصبيان (۱۹۶۰)
صحیح مسلم۔ کتاب الصيام' باب من اكل فی عاشوراء فليكف بقية يومه (۱۱۳۶)

2. نيل الاوطار۔ كتاب الصيام' باب الصبی يصوم اذا طاق وحكم من وجب عليه الصوم فی اثناء الشهر أ واليوم (۱۶۳۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْفَجْرِ﴾

''کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح صادق صبح کاذب سے واضح ہو جائے۔''

ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا! میں سحری کھاتا ہوں جب مجھے شک ہو جائے تو کھانے سے رک جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تم سحری کھاؤ یہاں تک کہ تجھے کوئی شک نہ رہے۔

ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

((اِذَا شَكَّ فِي الْفَجْرِ يَأْكُلُ حَتّٰى يَسْتَيْقِنُ طَلُوعَهُ))

''جب کوئی فجر میں شک کرتا ہے وہ سحری کھا سکتا ہے۔ یہاں تک طلوع فجر کا اسے یقین ہو جائے۔''

یہ عبداللہ بن عباس' عطاء بن ابی رباح' امام اوزاعی اور امام احمد بن حنبل کا مسلک ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصحاب شافعی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلوع فجر میں شک کرنے والے کا سحری کھانا جائز ہے۔

افطاری کے وقت اور روزے کے دوران دعا

ابن ماجہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ دعوة ماتُرَدُّ))

''افطاری کے وقت روزے دار کی دعا کو مسترد نہیں کیا جاتا۔''

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِىْ))[1]

''الٰہی میں تیری اس رحمت کے حوالے سے سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر پھیلی ہوئی

[1] سنن ابن ماجہ۔ کتاب الصیام' باب فی الصائم لا ترد دعوتہ (۱۷۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تو مجھے بخش دے۔"

رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔

((ذَهَبَ الظمأ، وابتلّت العروقُ وثبتَ الأجرَ ان شاء اللّٰہ))[1]

"پیاس ختم ہوگئی، انتڑیاں تر ہوگئیں اور ان شاء اللہ اجر و ثواب لکھ دیا گیا۔"

رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

((اللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ افطَرْتُ))[2]

"الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا۔"

ترمذی نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعوَتُهُم الصَّائِمُ حتّٰی یُفطِرَ، والِامام العادِلُ والمظلومُ))[3]

"تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی روزے دار یہاں تک کہ وہ روزہ افطار کر لے۔ عادل حکمران اور مظلوم۔"

❀❀❀❀

---

1. سنن ابی داؤد۔ الصیام، باب القول عند الافطار (۲۳۵۷)
2. سنن ابی داؤد۔ ایضاً (۲۳۵۸) یہ حدیث سنداً منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
3. سنن الترمذی۔ ابواب الدعوات، (۳۵۹۸) مسند احمد ج۲/ ۳۰۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باب : ٦

بعض وعید شدید اور ممانعت کا تذکرہ

روزے کی حالت میں جماع

جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت جماع کیا اس پر قضائی اور کفارہ دونوں چیزیں لازم آئیں گی۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال هَلَكْتُ یَارَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((وَمَا اَهْلَكَكَ؟)) قَالَ وَقَعْتُ عَلَى اِمْرَءَ تِیْ فِی رَمَضَانَ فَقَالَ : ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعتِقُ رَقَبَةً؟)) قَالَ : لَا ! قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَینِ مُتَتَابِعَینِ؟)) قَالَ لَا قَالَ: فهل تجد ماتُطْعِمُ سِتَین مِسكینًا؟ قَالَ لَا قَال ثم جَلَسَ فَاتِی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِعِرَقٍ فِیهِ تمرٌ فقَالَ تَصَدَّقَ بِهٰذَا قَالَ: فَهَلْ عَلَى اَفْقَرُ مِنَا؟ فَمَا بَیْنَ لَا بَیْنُهَا اَهْلُ بَیْتِ اَحْوَجُ اِلَیهِ مِنَّا ! فَضَحِكَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَقَالَ ((اِذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ اَهْلَكَ))[1]

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوگیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب اذا جامع فی رمضان (۱۹۳۵) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان علی الصائم (۱۱۱۱) ابوداؤد (۲۳۹۰) مسند احمد (۲/ ۲۰۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اتنا مال ہے کہ تو ایک غلام کو آزاد کر سکے؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم مسلسل دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، راوی کہتا ہے کہ پھر آپ بیٹھ گئے اتنے میں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھجوریں صدقے میں دے دو۔ اس نے کہا: کیا یہاں ہم سے بھی زیادہ کوئی فقیر ہوگا اس وادی میں کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا جو ہم سے زیادہ محتاج ہو آپ یہ سن کر ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں اور آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اسے لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔''

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت اور مرد اگر انہوں نے ماہ رمضان کو دن کے وقت عمداً اپنی مرضی و اختیار سے جماع کیا ہو تو دونوں پر برابر کفارہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونوں نے روزے کی نیت بھی کی ہو۔

اگر جماع بھول کر ہوا ہے یا وہ دونوں اس میں اختیار نہ رکھتے تھے ان کو اس پر مجبور کیا گیا یا ان دونوں نے روزے کی نیت ہی نہیں کی تو پھر ان دونوں پر کفارہ نہیں ہوگا۔ اگر عورت کو مرد کی طرف سے مجبور کیا گیا یا اس نے کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا تو اس صورت میں مرد پر کفارہ ہوگا عورت پر نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ مسلک ہے کہ عورت پر مطلق طور پر کفارہ ہوتا ہی نہیں نہ حالت اختیار میں اور نہ حالت مجبوری میں بس اس پر صرف قضائی لازم آتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے مرد پر کفارہ ہوگا اور عورت پر کوئی چیز نہیں ہوگی۔ کفارے کی ادائیگی مرد کی طرف سے ہوگی نہ کہ عورت کی طرف سے جس طرح کہ مہر کی ادائیگی مرد کو کرنا ہوتی ہے۔

ابوداؤد کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے کیا اس پر کفارہ لازم آئے گا؟ تو انہوں نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم نہیں سنا کہ عورت پر کفارہ لازم آتا ہو۔ مغنی میں اس کی وجہ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں جماع کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ گردن آزاد کرے۔ عورت کو کسی چیز کا حکم نہیں دیا حالانکہ آپ کے علم میں تھا کہ اس عمل کا وجود اس عورت کے ساتھ بھی متعلق ہے۔ حدیث میں کفارے کی ترتیب حدیث میں جس طرح مذکور ہے اس کو ہی ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ پہلے نمبر پر گردن آزاد کرنا' اگر اس سے عاجز آ جائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا اگر اس سے عاجز آ جائے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کھانا' اوسط درجے کا ہوگا۔

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا اس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ وہ اس کی ادائیگی سے عاجز آ جائے۔ مالکیہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ کفارہ ادا کرنے والے کو ان تین حالتوں میں اختیار ہوگا کہ ان تینوں مذکورہ صورتوں میں سے جو کفارہ بھی ادا کرے وہ اس کے لئے کافی ہوگا۔

جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ' ابن جریج رحمہ اللہ نے حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے اور اس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں

((اَنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَامَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ' اَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اَوْ اِطْعَامِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا))[1]

"کہ ایک شخص نے رمضان میں روزہ توڑ لیا رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک گردن کے آزاد کرنے کا کفارہ دے یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔"

یاد رہے کہ لفظ اَوْ اختیار کا فائدہ دیتا ہے۔

قسم کے کفارے کی مانند روزہ توڑنے کا کفارہ ادا کرنے میں تینوں صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا جائز ہے۔

جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت عمداً جماع کیا اور پھر کفارہ ادا نہ کیا پھر دوسرے دن اس نے اسی طرح جماع کا ارتکاب کیا احناف کے نزدیک اس پر ایک ہی کفارہ

---

[1] صحیح مسلم۔ ایضاً (۸۴/ ۱۱۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازم آئے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ البتہ امام مالک اور امام شافعی کا یہ موقف ہے کہ اس پر دو کفارے ادا کرنے لازم آئیں گے کیونکہ روزہ ہر دن کی ایک مستقل عبادت ہے۔ جب اس کے فاسد ہونے سے کفارہ واجب ہوگا۔ گناہ ایک دوسرے میں داخل متصور نہیں ہوں گے جس طرح کہ دو رمضان ایک دوسرے میں داخل متصور نہیں ہوں گے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت عمداً جماع کا ارتکاب کیا پھر کفارہ ادا کر دیا پھر دوسرے دن جماع کیا تو اس پر دو کفارے لازم آئیں گے۔

اسی طرح اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جس نے ایک دن میں دو دفعہ جماع کا ارتکاب کیا۔ پہلے جماع کا اس نے کفارہ ادا نہیں کیا تو اسے ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر پہلے جماع کا اس نے کفارہ ادا کر دیا اور دوسرے ادا نہ کیا۔ جمہور آئمہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف ہے کہ اسے دوسرے جماع کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

رمضان کی قضائی

رمضان کی قضائی ماہ رمضان کے فوری بعد واجب نہیں بلکہ اس کی قضائی سال کے دوران حسب منشا کی جا سکتی ہے اسی طرح کفارے کی ادائیگی میں توسیع رکھی گئی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح ثابت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا رمضان کی قضائی شعبان میں کیا کرتی تھیں وہ فوری قضائی نہیں دیا کرتی تھی حالانکہ قضائی دینے پر قادر ہوتی۔[1]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب متی یقضی قضاء رمضان (۱۹۵۰)

صحیح مسلم۔ الصیام' باب جواز تاخیر قضاء رمضان مالم یحیی رمضان آخر ......الخ (۱۵۱/ ۱۱۴۶)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا باقی مہینوں میں قضاء الصوم کی استطاعت نہیں رکھتی تھی جیسا کہ اس روایت کے الفاظ ہیں فما استطیع ان اقضیہ الا فی شعبان'' میں روزوں کی قضا کی استطاعت نہیں رکھتی تھی مگر شعبان میں'' یعنی کہ باقی مہینوں میں دیگر امور کی وجہ سے فرصت نہ ملتی تھی۔ لہٰذا مصنف کا اس روایت سے استدلال محل نظر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قضائی ادائیگی کی مانند ہوتی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ جس نے چند دن روزے چھوڑے وہ اتنے دنوں کی ہی قضائی دے جتنے دن اس نے روزے چھوڑے ہیں۔

قضائی میں اسے یہ اختیار بھی ہے کہ وہ مسلسل قضائی دے یا درمیان میں وقفہ کر کے قضائی دے۔شرعاً اس میں کوئی ہرج نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة.١٨٥]

''جو کوئی بیمار ہو یا وہ سفر پر ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔''

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی رمضان میں بیمار ہو جائے یا اسے سفر لاحق ہو اور اس نے روزے چھوڑ دیئے۔تو وہ رمضان گزر جانے کے بعد مسلسل اتنے دنوں کی قضائی دے یا وقفہ سے قضائی دے۔دونوں صورتیں جائز ہیں۔

اللہ نے مطلق طور پر روزوں کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اسے مقید نہیں کیا۔

دار قطنی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی قضائی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((اِنْ شَاءَ فَرَّقَ وَاِنْ شَاءَ تَابَعَ))[1]

''اگر چاہے تو فرق ڈال لے اور اگر چاہے تو مسلسل قضائی دے دے۔''

اس روایت میں ضعف ہے۔

اگر قضائی میں تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ دوسرا رمضان شروع ہو گیا تو پہلے شروع ہونے والے رمضان کے روزے رکھے۔قضائی اس کے بعد دے اس صورت میں کوئی فدیہ ادا نہیں کرنا پڑے گا۔یہ تاخیر عذر کی بنا پر ہو یا بغیر کسی عذر کے ہو حسن بصری کا یہی مذہب ہے۔

امام مالک،امام شافعی،امام احمد بن حنبل،اسحاق رحمہم اللہ اور احناف کا یہ متفقہ موقف ہے کہ اگر تاخیر کسی عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی فدیہ نہیں ہوگا اگر بغیر کسی عذر کے قضائی میں تاخیر ہوئی ہے تو وہ پہلے موجودہ رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد قضائی دے اور ساتھ ہی ہر دن کے بدلے ایک غلہ فدیہ ادا کرے۔

---

[1] سنن الدار قطنی۔ ۲/ ۱۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزے دار کو جس سے بچنا ممکن نہ ہو

تھوک' غبارِ راہ' آٹے کا چھان اور بھوسی جو چھلنی میں رہ جائے وغیرہ نگلنا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر روزے دار سر کے کو چکھ لے تو اس کے لئے کوئی ہرج نہیں۔[1]

روزے دار اگر کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے۔ تو اس کے چکھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ روزے کی حالت میں اخروٹ چبا کر اپنے پوتے کو دیا کرتے تھے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں رخصت دی ہے۔[2] جہاں تک روزے کی حالت میں گوند چبانے کا تعلق ہے تو یہ مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ اجزاء کی صورت میں پھٹ جائے۔ امام شعبی' امام نخعی' احناف' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنابلہ نے روزے کی حالت میں گوند چبانے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چبانے کی اجازت دی ہے کیونکہ یہ پیٹ میں نہیں پہنچتی یہ کنکری کی مانند ہے جو کہ انسان اپنے منہ میں رکھ لیتا ہے۔[3] یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کے اجزاء تحلیل نہ ہوں۔ اگر گوند کے اجزاء تحلیل ہو جائیں اور پیٹ میں اتر جائیں تو وہ روزے کو توڑ دیں گے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ روزے دار کے لئے خوشبو کو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں۔[4] روزے دار کے لئے سرمہ لگانا: ختنہ کرانا' نیزے کے زخم کا علاج معالجہ وغیرہ' اہل علم کا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان مذکورہ علامات ظاہر ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ مذکورہ تمام علامات سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے سوائے سرمہ لگانے کے۔ بعض کہتے ہیں کہ سرمہ لگانے یا اگلے حصے سے مادہ منویہ کے

---

1. المغنی لابن قدامہ ۴/ ۳۵۹
2. بحوالہ المغنی ۴/ ۳۵۹
3. المغنی ۴/ ۳۵۸
4. مجموع فتاوی للشیخ الاسلام احمد بن تیمیہ (۲۵/ ۲۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطرات کے اخراج سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ باقی علامتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ روزہ دین اسلام کا رکن ہے ہر خاص و عام مسلمان کو اس کے بارے میں معرفت حاصل کرنا از بس ضروری ہے اگر مذکورہ علامتیں اللہ ورسول ﷺ کی طرف سے حرام کردہ ہوتیں اور ان سے روزہ ٹوٹ جاتا تو رسول اللہ ﷺ اس کی ضرور وضاحت کر دیتے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا ضرور علم ہوتا اور وہ یقیناً امت تک اس بات کو پہنچا دیتے جس طرح کہ انہوں نے تمام شرعی احکام لوگوں تک پہنچانے کی ذمے داری ادا کی۔ اہل علم نے اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث بھی بیان نہیں کی نہ صحیح نہ ضعیف اور نہ ہی مسند و مرسل وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ان میں سے کسی علامت کو منکر نہیں سمجھتے تھے۔ اگر ایسے احکام ہوتے جن سے نقصان ہونے کا اندیشہ ہوتا تو آپ ﷺ لازمی طور پر ان کی وضاحت کر دیتے اور امت کو یہ باتیں لازماً منتقل ہو جائیں۔ اگر سرمہ لگانا' بدن کو تیل ملنا' غسل کرنا' اگر بتی جلانا یا خوشبو لگانا روزے کو توڑ دینے کا باعث بنتے تو رسول اللہ ﷺ اس کی ضرور وضاحت کر دیتے۔ اگر یہ وضاحت نہیں کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ علامتیں بھی تیل' اگر بتی اور خوشبو کی مانند سمجھی جائیں گی۔ اگر بتی کا دھواں ناک میں داخل ہو کر دماغ تک پہنچتا ہے۔ تیل کو بدن پیتا ہے یعنی اس میں جذب ہوتا ہے اور جسم کے اندرونی حصوں تک اثر کر کے جسمانی طاقت کا باعث بنتا ہے اسی طرح خوشبو سے دل کو تقویت پہنچتی ہے جب روزے دار کو اس سے منع نہیں کیا تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اگر بتی جلانا' تیل ملنا اور سرمہ لگانا بھی روزے دار کے لئے جائز ہے۔

روزوں کے بارے میں بعض ضعیف احادیث

① ((لِكُلِّ شَيْءٍ بَابٌ وَبَابُ الْعِبَادَةِ الصِّيَامُ))[1]

''ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔''

اس حدیث کو عبداللہ بن مبارک نے کتاب الزھد میں بحوالہ ابوالشیخ ثواب کے

---

[1] کنز العمال ۸/ ۴۴۸ (۲۳۵۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں ابودرداء سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

②((نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ))[1]

"روزے دار کا سونا عبادت ہے۔"

یہ حدیث امالی میں ابن مندہ اور اس نے ابن مغیرہ نواس اور اس نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے شاید یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ ابن مغیرہ نے انہی سے روایت بیان کی ہے۔

یہ حدیث ابومنصور دیلمی نے مسند فردوس میں عبداللہ بن ابی اوفی کے حوالے سے بیان کی اس میں سلیمان بن نخعی کا نام آتا ہے جو "کذاب" جھوٹا ہے۔

③((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُبَاهِی مَلَائِکَتِه بِالشَّابِّ الْعَابِدِ فَیَقُوْلُ اَیُّهَا الشَّابُّ التَّارِكُ شَهْوَتَهٗ))[2]

"اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے عبادت گزار نوجوان پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے اے اپنی خواہش کو چھوڑنے والے نوجوان۔"

یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

④((خَمْسٌ یُفَطِّرْنَ الصَّائِمَ الْکِذْبُ، وَالْغِیْبَة، والنمیمة، والیمین الکاذبة، والنظرةُ بشهوة))[3]

"پانچ چیزیں روزے کو توڑ دیتی ہیں۔ جھوٹ، غیبت، کانا پھوسی، جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ دیکھنا۔"

ازدی نے اس روایت کو بطریق جابر عن انس کتاب الضعفاء میں بیان کیا ہے۔

⑤((اِنَّ امرَاَتَینَ صَامَتَا عَلٰی عَهدِ رَسُولُ اللّٰه ﷺ فَاَجْهَدَهُمَا

---

[1] کنزل العمال ۸/ ۴۴۳ (۲۳۵۶۲) شعب الایمان للبیهقی (۳/ ۴۱۵ (۷-۳۹۳) فیض القدیر للمناوی ۶/ ۳۷۸ (۹۲۹۳)

[2] موسوعة الاحادیث والاثار الضعیفه والموضوعة ۲/ ۳۳۶ (۴۲۸۸)

[3] کنز العمال ۸/ ۴۹۷ (۲۳۸۱۳) الموضوعات لابن الجوزی ۲/ ۵۶۰ (۱۱۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجُوعُ والعَطَشُ مِن آخر النهار حتّٰی کادتا آن تتلفا فبعثتا اِلٰی رسول الله ﷺ تستأذناه فی الافطار فَأرسلِ ایهما قَدَحًا وَقَالَ ﷺ: قُلُ لَهُمَا قَيئَا فیه مَا اَکَلتُمَا فقَاءَتُ اِحَداهُمَا نِصُفَهُ دَمًا عبیطًا وَلحمًا غَلِیُظًا' وَقَاء تُ اُخُرٰی مثل ذالِك حتّٰی ملأتا فَعجبَ النَّاسُ مِنُ ذَالِكَ فَقَالَ ﷺ هاتان صامتا عما آحَلَّ اللّٰهُ لها وَافطرتا عَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیُهِمَا قَعدَتُ اُحُدَاهُمَا الأخرٰی فجعلتا تغتابان النَّاسَ فهٰذا ما اَکَلَتَا من لحومهم))[1]

''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا دن کے آخر میں دونوں کو بھوک اور پیاس نے نڈھال کر دیا قریب تھا کہ ان کی جان نکل جاتی' دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے روزہ کھولنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے پیغام بھیجا۔ تو آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ نے دونوں سے کہا کہ اس پیالے میں جو تم نے کھایا ہے وہ قے کے ذریعے نکال دو ایک نے گھاڑے خون اور گوشت کی بوٹیوں کی قے کی اور دوسری نے بھی اسی طرح کی قے کی اور پیالہ بھر دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان دونوں نے روزہ تو ایسے کھانے سے رکھا جو اللہ نے ان کے لیے حلال کیا تھا اور روزہ کھولا ایسے کھانے سے ہے جو ان کے لیے حرام تھا' ایک دوسری کے پاس بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کیا کرتی تھی' اس طرح ان دونوں نے لوگوں کے گوشت کھانے کا ارتکاب کیا۔''

یہ حدیث مسند امام احمد میں رسول اللہ ﷺ کے غلام عبید کے حوالے سے منقول ہے اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

⑥((اَلُمُغُتَابُ وَالُمُسُتَمِعُ شَرِيکَانِ فِی الاثم))[2]

---

[1] مسند احمد ۵/ ۴۳۱' الصمت لابن ابی الدنیا (۱۷۱) دلائل النبوۃ للبیهقی ۶/ ۱۸۶

[2] الموضوعات الکبری۔ للعلامة علی القاری ص۳۲۲ (۴۶۴) تذکرۃ الموضوعات للطاهر الفتنی ص۱۷۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔''

یہ حدیث غریب ہے۔

طبرانی میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سند ضعیف کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

((نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْغِيبَةِ وَعَنِ الاستماع اِلى الغِيبَةِ))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا۔''

⑦((اِنَّمَا الصَّومُ اَمَانَةٌ فَلْيَحفَظْ اَحَدُكُم اَمَانَتَهٗ))[2]

''روزہ ایک امانت ہے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی امانت کی حفاظت کرے۔''

خرائطی نے اس حدیث کو مکارم اخلاق میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امانت اور روزے کے ضمن میں نقل کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

⑧((مَنْ صَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِنْ شَهْرٍ حَرَامٍ الْخَمِيسِ وَالْجُمُعَةِ وَالسبت كتب الله له بكل يوم عبادة تسعمائة عامٍ))[3]

''جس نے ماہ محرم کے تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتے کا روزہ رکھا اس کے لئے ہر دن کے بدلے کو نو سو سال کی عبادت کا اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔''

ازدی نے اس حدیث کو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کتاب الضعفاء میں بیان کیا۔ یہ صحیح نہیں۔

رمضان کا روزہ بغیر عذر کے چھوڑنے پر وعید

ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا فِىْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ

---

[1] مجمع الزوائد ۸/ ۱۷۲ (۱۳۱۲۳) وقال الهيثمى فيه فرأت بن السائب وهو متروك، مجمع البحرين ۸/ ۱۹۷ (۴۹۵۴) تاريخ بغداد (۸/ ۲۲۶ (۴۳۳۷)

[2] احياء العلوم الدين للغزالى ۱/ ۲۴۳ المغنى عن حمل الاسفار للعراقى ۱/ ۲۴۳

[3] المعجم الاوسط للطبرانى ۲/ ۲۱۹ (۱۸۱۰) ولفظه كتب له عبادة سنتين مجمع الزوائد ۳/ ۱۹۱/ ۵۱۵۵) وفيه "عبارة ستين سنة" اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقضِهِ عَنْهُ صَومُ الدَّهر كلِّهِ وَاِنْ صَامَهُ))[1]

''جس نے رمضان میں کسی دن بغیر رخصت اور بیماری کے روزہ چھوڑا تو اس کی قضائی نہیں ہوسکتی۔ خواہ زمانہ بھروہ روزہ رکھے۔''

صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا اُنَا نَائِمٌ أَتَانِیُ رَجُلَانِ فَاخَذَا بِضَبُعِي فَاتَيَابِیُ جَبَلاً وَعَرِا فَقَالَا : اُصْعَدُ، فَقُلْتُ اِنِّی لَا اُطِيقُهُ فَقَالَا : اِنَا سُنُسَهِّلهُ لَكَ فَصَعَدْتُ حَتّٰی اِذَا كُنْت فی سواءِ الجَبَل فَاِذَا باصوات شَدِيْدَة فَقُلْتُ مَاهٰذِهِ الْاَصوَاتُ؟ قَالَا هٰذا عَوَاء اهل النَّارِ، ثُمَّ انطَلَقا بی فَاِذَا اَنَا بقوم مُعَلّقِيْنَ بِعرا قيبهم مُشَقّقة اَشداقهم تَسِيلُ اشداقُهُمْ دَمَا، قُلْتُ : مَنْ هو لآء؟ قَالَا الَّذِيْنَ يُفطرون قبل تحلّة صومِهِمْ))[2]

''درانحالیکہ میں سورہا تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے پکڑا اور ایک اونچے پہاڑ کے پاس لے آئے دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں' دونوں نے کہا ہم آپ کے لیے آسانی پیدا کردیں گے تو میں اس پر چڑھا' یہاں تک کہ پہاڑ کی بلندی کے برابر آ گیا وہاں میں نے کرخت آوازیں سنیں میں نے پوچھا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ جہنمیوں کا شور وغل ہے' پھر وہ دونوں مجھے لے کر چلے تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ لٹک رہے ہیں اور ان کے منہ سے خون بہہ رہا ہے' میں نے

---

[1] سنن ابی داؤد۔ الصیام' باب التغلیظ فیمن افطر عمدا (۲۳۹۶) سنن الترمذی۔ (۷۲۳) ابن ماجه (۱۶۷۲) سنن الکبری للنسائی (۳۳۶۵' ۳۲۶۶' ۳۳۶۷) اس کی سند میں ابوالمطوس لین الحدیث اور اس کا والد مجہول ہے (تقریب التہذیب) لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

[2] صحیح ابن حبان ۱۶/ ۵۳۶' ۵۳۷ (۷۴۹۱) صحیح ابن خزیمه (۱۹۸۶) طبرانی کبیر ۸/ ۱۵۵۔۱۵۶ (۷۶۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے روزے پورے کرنے سے پہلے کھول دیا کرتے تھے۔''

علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم الکبیر میں روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ بِغَيْرِ رُخْصَة لقى اللّٰه بِهٖ وَاِنْ صَامَ الدَّهْرِ كُلَّهٗ اِنْ شَاءَ غَفرَلَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَ))[1]

''جس نے بغیر شرعی رخصت کے روزہ چھوڑا وہ اللہ سے جاملا اگر چہ اس نے زمانہ بھر روزے رکھے ہوں چاہئے اسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا کر دے۔''

امام بزار نے مسند میں روایت ذکر کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تباہ ہو گیا میں نے رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گردن آزاد کر۔ اس نے کہا میں اس کی سکت نہیں رکھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مہینے کے مسلسل رکھ۔ اس نے کہا میں یہ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ساٹھ مساکین کا کھانا کھلا:[2]

اس حدیث کی سند حسن ہے ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے سند حسن کے ساتھ ایک مرفوع روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عُرَى الاسلام وقواعد الدين ثلاثَةٌ عَلَيْهِنَّ اُسِّسَ الاسلامُ مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ فهوبها كأفرٌ حلال الدّم : شهادة ان لا

---

[1] طبرانی کبیر ۹/ ۳۱۴ (۹۵۷۴-۹۵۷۵-۹۵۷۵) مصنف عبدالرزاق ۴/ ۱۹۸۔ (۷۴۷۶) مجمع الزوائد ۳/ ۱۶۸

[2] كشف الاستاد عن زوائد البزار ۱/ ۴۸۳ (۱۰۲۶) عن سعد بن ابی وقاص اس کی سند میں محمد بن عمر بن واقد المشہور الواقدی جس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "متروك مع سعة علمه" (تحرير تقريب التهذيب ۳/ ۲۹۶) لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔ لیکن اس معنی کی روایات صحیح البخاری (۱۹۳۵) صحیح مسلم (۱۱۱۲) مسند احمد ۲۷۶۶ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الہ الا اللّٰہ، والصلوۃ المکتوبۃ، وصوم رمضان))[1]

''اسلام کی کڑیاں اور دین کے قاعدے تین ہیں ان تینوں پر ہی اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے جس نے ان سے ایک کو چھوڑا وہ اس کا منکر ہے اور اس کا خون حلال ہے۔''

① یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔

② فرض نماز

③ رمضان کے روزے

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

((مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِاللّٰهِ كَافِرٌ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ وَمَالُهٗ))

''جس نے ان میں سے ایک کو چھوڑا تو وہ اللہ کا منکر ہے اس سے نہ مال قبول کیا جائے گا اور نہ بدلہ اس کا خون اور مال حلال ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے مرسل روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِي الْاِسْلَامِ فَمَنْ آتى بِثَلَاثٍ مِنْهُنَّ لَمْ يُغْنِيْنَ عِنْدَهٗ شَيْئًا حَتّٰى يَاْتِيَ بِهِنَّ جَمِيْعًا الصَّلٰوةُ، والزكوة وصيام، رمضان وحج البيت))[2]

''چار چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے جس نے ان میں سے تین کیں تو وہ اس کے لئے کچھ کفایت نہ کریں گی۔ یہاں تک کہ وہ سب پر عمل پیرا نہ ہو۔ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔''

---

[1] مسند ابی یعلی ۴/ ۲۳۶ (۲۳۴۹) مجمع الزوائد ۴۷/ ۷۸۔
یہ روایت ضعیف ہے دیکھیں "الضیفعہ" للالبانی رحمہ اللہ (۹۴)

[2] مسند احمد ۴/ ۲۰۱ اس کی سند میں درج ذیل علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے (۱) یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے دیکھیں ''صحیح مسلم مقدمہ ص۲۲'' (۲) اس میں عبداللہ بن لھیعہ سئی الحفظ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزے دار کے لیے (۶) اہم مسائل

① جس نے ماہ رمضان میں فجر کی اذان کے بعد شک کی بنیاد پر کھایا جسے یہ شک ہو کہ فجر طلوع ہو گئی یا ابھی نہیں ہوئی' اسے اجازت ہے کہ وہ اس وقت تک کھائے پیئے جب تک فجر کا طلوع ہونا واضح نہیں ہو جاتا۔

جس کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے طلوع فجر کے بعد کھایا ہے اس کے لئے قضا کے واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ زیادہ غالب یہ بات ہے کہ اس پر قضاء نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہی ثابت ہے۔ اور جمہور سلف وخلف کی بھی یہی رائے ہے۔ فقہائے اربعہ کے نزدیک اس پر قضاء ہوگی۔

② ایسا شخص جب وہ روزہ رکھتا ہے تو اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔

روزہ اگر غشی یا بے ہوشی کا باعث بنتا ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے اور قضائی دے دے۔ اگر یہ مرض دائمی ہو جب بھی روزہ رکھے تو غشی طاری ہو جائے۔ اس صورت میں وہ ہر روز کے بدلے مسکین کو کھانا کھلائے۔

③ جس نے ماہ رمضان میں دن کے وقت جان بوجھ کے روزہ کھولا اور پھر مجامعت کی اس پر قضائی دینا واجب ہے۔ اور امام مالک' امام احمد بن حنبل اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ واجب نہیں لیکن درست بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا صورت میں قضائی اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

④ جس نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اس سے گلے ملا جس سے مذی نکل گئی کیا اس سے اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: بایں صورت اکثر علماء کے نزدیک روزہ فاسد ہو جائے گا۔

⑤ جس نے ماہ رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑا۔

جواب: جس نے رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑا یہ جانتے ہوئے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ اس نے ایسا کرنا اپنے لئے حلال سمجھا ایسا شخص شرعاً واجب القتل ہے۔ اگر روزہ توڑنا وہ اپنے لئے حلال نہیں سمجھتا لیکن پھر بھی وہ اس جرم کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو ایسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شخص فاسق ہے۔ اسے رمضان میں روزہ توڑنے کی سزا دی جائے گی اور اس کا تعین حکمران وقت کرے گا۔ اگر وہ اس مسئلے سے جاہل ہے تو اسے شرعی مسئلہ بتایا جائے گا۔ اس سلسلے میں امام یعنی حکمران وقت کے اجتہاد کو بنیادی حیثیت حاصل ہوگی۔

⑥ جس نے رمضان کو پالیا اور وہ بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکا اور وہ اس حالت میں فوت ہو گیا کہ اس کے ذمے ماہ رمضان کے روزے تھے۔

اگر بیماری ایسی ہو کہ قضائی دینا مریض کے لئے ممکن ہی نہ ہو تو اس کے وارثوں پر قضائی نہیں ہوگی البتہ وہ اس کی طرف سے کھانا کھلا دیں۔

روزے رکھنے میں انبیاء علیہ السلام کے مختلف طریقے

حجۃ اللہ البالغہ کے مصنف شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے روزہ رکھنے کے حوالے سے مختلف طریقے تھے۔

نوح علیہ السلام روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس طرح انہیں صائم الدھر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن روزہ چھوڑتے اور ہمارے پیارے نبی کریم علیہ السلام جب نفلی روزے رکھتے تو لگاتار رکھتے اور جب روزے چھوڑتے تو لگاتار چھوڑتے آپ مکمل مہینہ صرف رمضان کے روزے رکھتے۔ یاد رہے کہ روزہ تریاق ہے اور تریاق ہمیشہ مرض کے مطابق ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم سخت مزاج تھی۔ سیدنا داؤد علیہ السلام بڑے طاقتور اور توانا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((لا یَفِرُّ اِذَا لاقی))

”جب دشمن سے نبرد آزما ہوتے تو راہ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔“

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر کمزور تھے۔ ان کے پاس نہ اہل تھا نہ مال' ہر ایک نے اپنے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے روزے رکھے۔ ہاں البتہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھنے اور روزے چھوڑنے کے فوائد کو اچھی طرح جانتے تھے اور اپنے مزاج سے بھی خوب واقف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے روزے رکھنے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑنے کے بارے میں حسب منشاء فیصلے کئے اور اپنی امت کے لئے روزوں کی مختلف اقسام کو پسند کیا۔

ان میں سے ایک دسویں محرم کا روزہ ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو فرعون کے چنگل سے آزادی دی تھی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس دن شکرانے کا روزہ رکھتے تھے اور یہ طریقہ اہل کتاب اور عرب میں رواج پکڑ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا۔

یوم عرفہ کا روزہ:

یوم عرفہ کے روزے میں راز کی بات یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھنے سے حاجیوں کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور ان کے ساتھ مشابہت یا نسبت خوش آئندہ چیز ہے۔ اس دن روزہ رکھنا اس رحمت کو اپنے دامن میں سمیٹنے کا باعث ہے جو اس دن آسمان سے زمین پر اتر رہی ہوتی ہے۔ اس دن کا روزہ عاشورہ کے دن کے روزے سے افضل اس لئے ہے کہ یوم عرفہ کو اللہ کی رحمت ٹھاٹھیں مار رہی ہوتی ہے اور جو اس دن روزہ رکھتا ہے وہ رحمت کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جو رحمت گزر چکی ہے اس کا بھی مستحق ٹھہرتا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحان وتعالیٰ کی اس رحمت میں داخل ہونے کو پسند کرتے جو گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور آئندہ گناہوں سے اجتناب کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور دل میں ایسی پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ گناہوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔[1]

ماہ شوال کے چھ روزے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَاَتْبَعَه سِتًا مِنْ شَوالٍ کَانَ کَصِیام الدھر کُلہ))[2]

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ ۲/ ۵۴، ۵۵ باب امور تتعلق بالصوم

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال اتباعا لرمضان (۱۱۶۴) (۲۰۴) سنن ابی داؤد (۲۴۳۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ شوال کے روزے رکھے گویا اس نے زمانہ بھر کے روزے رکھے۔"

شوال کے چھ روزوں کے مشروع ہونے کا راز یہ ہے کہ یہ ان سنن راتبہ کے قائم مقام ہوتے ہیں جو نماز میں ادا کی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے نماز کی کوتاہیاں دور ہوتی ہیں۔ نیز شوال کے چھ روزے رکھنے سے روزے دار کو صائم الدھر قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس لئے شریعت کا یہ بنیادی قاعدہ ہے کہ ایک نیکی کو دس گنا سے سات سو گنا بڑھا کر نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اس قاعدے کی روشنی میں شوال کے چھ روزے رکھنے سے حساب پورا کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس کی نیکیاں ایک مہینہ روزے رکھنے کے برابر ہو جائیں گی۔

ہر ماہ کے تین روزے:

جبکہ ہر نیکی دس گنا بڑھا کر لکھی جاتی ہے تین کی تعداد یہ کثرت کی قلیل حد ہے۔ مہینے میں روزہ رکھنے کے لئے تین دن کون سے ہونے چاہئیں اس سلسلے میں یہ روایت پیش نظر رکھی جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَا اَبَا ذَرٍّ اِنْ صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ الثَّلَاثَةَ فصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، اَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ))[1]

"اے ابوذر اگر مہینے میں تین روزے رکھنا چاہتے ہو تو مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کرو۔"

ماہِ رمضان کے لیے استقبالی روزہ رکھنے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا رَجُلًا كَانَ

---

[1] سنن الترمذی۔ ابواب الصوم، باب ماجاء فی صوم ثلاثة ایام من کل شهر (۷۶۱) سنن النسائی (۲۴۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَصُومَ صَومًا فَلْيَصُمْهُ))[1]

''رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے استقبالی روزہ نہ رکھا کرو۔ مگر ایسا شخص جو روزوں سے پہلے سے روزے رکھتا آ رہا ہے تو وہ رمضان سے ایک دو دن پہلے بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھنے سے اس لئے منع کیا تا کہ شیطان کے وسوسے، حیلے اور تلبیس سے بچا جا سکے۔ جیسا کہ بعض سابقہ قوموں نے مفروض وقت سے پہلے روزے رکھنا شروع کر دیئے تھے۔ شیطان نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر انہیں فرضی وقت سے ہٹا دیا اور ان پر معاملے کو خلط ملط کر دیا اس طرح وہ قومیں شیطان کے پیچھے لگ گئیں۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے رمضان کے روزوں کو ایک ظاہری حکم کے ساتھ مربوط کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھا جائے یا پھر شعبان کے تیس دن مکمل کئے جائیں۔ شریعت کے احکام اٹل ہیں یہ قیامت تک قائم و دائم رہیں گے لیکن بعض خواہشات کے پجاری رمضان کا استقبالی روزہ رکھتے اور اتنی تاخیر سے افطار کرتے کہ آسمان پر ستارے جگمگاتے دیکھائی دینے لگتے ان کا خیال یہ تھا کہ ہم تاخیر احتیاط کے طور پر کرتے ہیں تا کہ غروب آفتاب میں کوئی شک باقی نہ رہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل سنت والجماعت کو اسی قسم کی حرکات سے محفوظ و مامون رکھا۔

فوائد: مذکورہ حدیث میں چند فوائد پائے جاتے ہیں:

پہلا فائدہ تو یہ ہے رمضان سے ایک یا دو دن پہلے استقبالی روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اجازت ہے جو پہلے سے لگاتار روزے رکھتا آ رہا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ جائز ہے صرف رمضان کہا جائے اور شروع میں مہینے کا سابقہ نہ لگایا جائے۔ یعنی ماہ رمضان کہنا ضروری نہیں صرف رمضان کہنے سے بات پوری ہو جاتی ہے۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم۔ باب لا یتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین (۱۹۱۴) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب لا تقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین (۲۱/ ۱۰۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ تلبیس ابلیس سے بچنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ دین میں زیادہ مین میخ نکالنا اور زیادہ گہرائی میں جانا مستحسن نہیں شریعت بالکل آسان ہے بہتری اسی میں ہے کہ ہر حکم میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے اور بدعت سے اجتناب کیا جائے۔

روزوں اور اعتکاف کے بارے میں اجماعی مسائل

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جس نے ماہ رمضان کے روزوں کی ہر رات نیت کی اس کا روزہ مکمل ہوگا۔

سب علماء کا اتفاق ہے کہ سحری کا کھانا مستحب ہے۔ تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر روزے دار کو قئی آ جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سب اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر روزے دار عمداً قے کرتا ہے تو اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

اس پر بھی اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر روزے دار ایسا تھوک وغیرہ نگل لیتا ہے جو اس کے دانتوں کے درمیان موجود ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس پر بھی اہل علم کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی عورت مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ رہی ہو اور اس کو حیض آ جائے تو حیض کے دن ختم ہونے پر بقیہ روزہ رکھنے شروع کر دے۔ حیض کی وجہ سے درمیان میں آنے والے وقفے سے تسلسل منقطع نہیں ہوگا۔

اس پر بھی سب اہل علم کا اتفاق ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو بڑھاپے کی وجہ سے روزے کو نباہ نہ کر سکتے ہوں تو وہ روزہ نہ رکھیں ان کے لئے فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔

سب اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اعتکاف لوگوں پر فرض کفایہ ہے واجب نہیں البتہ جو شخص اپنے اوپر واجب کر لے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعتکاف کرنے کا التزام کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب اہل علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے۔

سب اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اعتکاف بیٹھنے والا بول و براز کے لئے اعتکاف بیٹھنے کی جگہ سے باہر جا سکتا ہے۔

سب اہل علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ حالت اعتکاف میں اپنی بیوی سے مباشرت ممنوع ہے۔

سب اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی اعتکاف کرنے والے نے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی تو اس سے اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

جو لوگ رمضان میں سنت کے خلاف کرتے ہیں

رمضان کی راتوں میں جو لوگ بیس رکعت تراویح اور تین وتر سمیت تیئس رکعت یا اس سے زیادہ تعداد میں نفلی نماز پڑھتے ہیں یہ جائز تو ہے لیکن افضل اور اولیٰ کے برعکس ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں ہے۔

خشوع و خضوع اور قرآن حکیم میں غور و تدبر کے ساتھ گیارہ رکعتیں پڑھنا جلدی جلدی تیئس رکعت پڑھنے سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ اسی طرح نماز عشاء کے بعد رات کے پہلے حصے میں تراویح پڑھنا اور آخری عشرے میں رات کے پچھلے پہر سحری سے پہلے نماز تہجد کا اہتمام کرنا جبکہ رات کے پہلے حصے میں انہوں نے تراویح ادا کی ہوتی ہیں یہ طریقہ نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ ہی تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم سے۔ افضل اور بہتر یہ ہے کہ ان جیسے مسائل میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ رات کے وقت نماز یا تراویح پر اکتفا کیا جائے یا پھر نماز تہجد ادا کی جائے۔ دونوں اوقات میں سے کسی وقت میں بھی گھر میں نفلی عبادت کرنا زیادہ افضل ہے۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ رمضان کی آخری رات یا اس سے پہلے نماز تراویح میں ختم قرآن پر دعا کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے ختم قرآن پر لوگوں کے ساتھ مل کر دعا کا التزام کیا ہو اور نہ ہی یہ عمل کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ یہ عمل بدعت ہے جسے بعض آئمہ ختم قرآن کے حوالے سے کرتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر کی نماز ادا کی جاتی ہے ایسا کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَةٍ))[۱]

''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔''

بعض لوگ نماز تراویح کے بعد وتر پڑھ لیتے ہیں اور پھر رات کے آخری وقت تہجد کی نماز کے بعد بھی وتر ادا کرتے ہیں یہ ان کی شرعی غلطی ہے۔ یا تراویح کے وتر پر اکتفا کیا جائے یا پھر تہجد کی نماز کے بعد وتر ادا کیے جائیں۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ قرآن ختم کرنے کی غرض سے جلدی جلدی بغیر غور وتدبر کے قرأت کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے آئمہ کرام کا ختم قرآن کے حوالے سے باہمی مقابلہ بھی ہوتا ہے ان کے پیش نظر صرف قرآن ختم کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ یہ سب کو معلوم ہو جائے کہ قرآن ختم کیا گیا ہے گویا کہ قرآن ختم کرنا لازمی امر ہے جبکہ یہ بات شرعی طور پر صحیح نہیں ہے۔ رمضان مبارک میں قرآن پڑھنے کا اصل مقصد قرآن حکیم پر غور وتدبر ہونا چاہیے نا کہ محض اسے ختم کرنے کو اصل مقصد بنا لیا جائے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ نماز تراویح کے دوران لمبی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں۔ دعائیں مسجع ومقفع عبارتوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور نماز میں بآواز بلند رونے لگتے ہیں ایسا کرنے سے نماز کے خشوع وخضوع میں خلل واقع ہوتا ہے اور ایسا مظاہرہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اس سلسلے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دعا مختصر کی جائے ہر قسم کے تکلف سے پرہیز کیا جائے اور ریاکاری سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے بعض آئمہ اپنی دعاؤں میں ایسی

---

[۱] سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر' باب فی نقص الوتر (۱۴۳۹) سنن النسائی کتاب قیام اللیل' باب نہی النبی ﷺ عن الوترین فی لیلة سنن الترمذی (۴۷۰) بیہقی ۳۶۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارتیں شامل کر دیتے ہیں جن کی دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں نہ ایسی عبارتیں حدیث سے ثابت ہیں۔ اور نہ سلف صالحین ایسی عبارتیں اپنی دعاؤں میں شامل کیا کرتے تھے۔ حتی کہ بعض عبارتیں تو اس قسم کی ہوتی ہیں جو شرعی اور علمی اعتبار سے عبادات کے ساتھ مناسبت ہی نہیں رکھتیں۔ مسجد میں ایسی عبارتیں استعمال کرنا مناسب نہیں نہ ہی نماز تراویح میں اور نہ ہی وتر کی دعامیں۔ بعض آئمہ کو دیکھا گیا کہ وہ دوسرے آئمہ کی آواز کی نقل کرتے ہیں اور اس سلسلے میں اتنے تکلف سے کام لیتے ہیں کہ وہ خضوع وخشوع کی حدود سے نکل جاتے ہیں۔ مقتدیوں پر بھی یہ صورت شاق گزرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں روایت مذکور ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَكُنْ احدُكم اِمَّعَةً))[1]

''نہ ہو تم میں سے کوئی ایک کہ اس سے دلوں میں انقباض پیدا ہوتا۔''

امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید اس آواز میں پڑھے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے اور حسب استطاعت حسن صوت اور ترتیل کا خیال رکھے اور دوسروں کی نقل کرنے کا تکلف نہ کرے۔

نفلی روزے کو توڑنے کا حکم

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا ایک دفعہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ' ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے آئے تو اس نے ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ اس نے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے ہیں تو آپ نے اس سے کہا تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے اس نے کہا تیرے بھائی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور اس نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا بنایا اور کہا کھاؤ' اس نے کہا میں روزے دار ہوں اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہیں کھاؤ گے تو اس نے

[1] سنن الترمذی البر والصلة' باب ما جاء فی الاحسان والعفو (۲۰۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا کھالیا۔ جب رات پڑی تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے گئے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر اٹھے اور عبادت کے لئے چل دیئے جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھو تو دونوں نے نماز پڑھی' پھر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

((اِنَّ لَرِبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًا فَاعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ))

''بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے' ہر حقدار کو اس کا حق دو۔''

پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رات کا سارا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان نے سچ کہا ہے۔[1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے بہت سے فوائد بیان کئے ہیں۔

① فائدہ: اللہ کی رضا کے لئے باہمی مواخات کا رشتہ قائم کرنا شرعاً جائز ہے۔

② فائدہ: اسلامی بھائیوں کی ملاقات اور ان کے ساتھ رات گزارنا شرعاً جائز ہے۔

③ فائدہ: بوقت ضرورت دن کے وقت نفلی روزہ کھولنا جائز ہے۔ جمہور اس کے قائل ہیں اور اس پر قضائی نہیں ہوگی۔ مصنف عبدالرزاق میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت منقول ہے انہوں نے نفلی روزے کی مثال اس شخص سے دی ہے جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے گھر سے نکلے' پھر وہ خرچ کئے بغیر واپس آجائے یا اس کا کچھ عرصہ خرچ کردے اور کچھ باقی اپنے پاس رکھ لے:[2] ایسا کرنے کا اسے شرعاً اختیار ہے۔ اس سلسلے میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں اور وہ روزے دار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور پیا پھر برتن اسے پکڑا دیا تو اس نے بھی پی لیا۔ پھر اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب من اقسم علی اخیہ للفطر فی التطوع' ولم یر علیہ قضاء اذا کان اوفق لہ (۱۹۶۸۔۶۱۳۹)

[2] مصنف عبدالرزاق ۴/ ۲۷۱ (۷۷۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَكُنْتِ تَقْضِينَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ))

''کیا تم رمضان کے کسی دن کی قضائی دے رہی تھی۔''

اس نے کہا نہیں؟ آپ نے فرمایا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

((إِنْ كَانَ مِنْ قَضَاءٍ فَصُومِي مَكَانَهُ وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعًا فَإِنْ شِئْتَ فَاقْضِيهِ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَقْضِيهِ))[1]

''اگر قضائی کا روزہ ہو تو اس کی جگہ روزہ رکھو اور اگر نفلی ہے تو اس صورت میں چاہیے قضائی دے چاہیے قضائی نہ دے۔''

امام مالک رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ عذر کی بنا پر نفل روزہ توڑنا جائز ہے اور اس کی قضائی نہیں ہوگی البتہ بغیر عذر کے روزہ توڑنا ممنوع ہے اور اس صورت میں اسے قضائی بھی دینا ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مطلق پر قضائی کو لازمی قرار دیتے ہیں جیسا کہ علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ سے ایک قول تو یہ منقول ہے کہ عذر کی وجہ سے اگر نفلی روزہ کسی نے توڑ دیا تو اس پر اس کی قضائی واجب نہیں ہوگی۔

جو قضائی کو واجب قرار دیتے ہیں وہ ترمذی اور نسائی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث سے استدلال لیتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں روزے دار تھیں۔ ہمارے پاس کھانا لایا گیا ہمیں بھوک لگی ہوئی تھی ہم دونوں نے کھانا کھالیا اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فوری طور پر آپ ﷺ کی طرف گئی وہ اپنے باپ کی دلیر بیٹی تھی' اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ۔ اس کے بعد یہ واقعہ آپ ﷺ کی خدمت میں بیان کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسند احمد ۶/ ۴۲۴ سنن الترمذی ابواب الصوم' باب ما جاء فی افطار الصائم المتطوع۔ (۷۳۱-۷۳۲) سنن الکبری للنسائی (۳۲۹۰-۳۲۹۱) سنن ابی داؤد (۲۴۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اقْضِيَا يومًا اخرَ مَكَانَهُ))[1]

''اس کی جگہ دوسرے دن اس کی قضائی دو۔''

یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' ۴/۲۱۲ پر وضاحت کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں:

((اَنَّهُ كَانَ صلی اللہ علیہ وسلم يفطر من صوم التطوع))

''کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزہ کھول لیا کرتے تھے۔''

بعض نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

((فأكَلَ ثم قالَ : لكن اصوم يومًا مَكَانَهُ))[2]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر فرمایا: لیکن میں اس کی جگہ دوسرے دن روزہ رکھوں گا۔''

نسائی نے اس اضافے کو ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نفلی روزہ اس لئے توڑ دیا تھا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے قسم ڈال دی تھی اس حوالے سے ضیافت بھی شرعی عذر ہے۔ اس طرح کہ عذر میں نفلی روزہ کھولا جا سکتا ہے۔[3]

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نفلی روزہ رکھنے والا عذر کی صورت میں روزہ کھول سکتا ہے اس پر قضائی نہیں ہوگی اس لئے کہ وہ اپنی ذات کا امیر ہے۔ جب نفلی روزہ کھولنے میں کوئی مصلحت پیش نظر ہو تو اسے شرعاً روزہ کھولنے کی اجازت ہے۔

❀❀❀❀❀

---

[1] سنن الترمذی۔ کتاب الصوم' باب ما جاء فی ایجاب القضاء علیه (۷۳۵) سنن الکبری للنسائی (۳۲۸۷) سنن ابی داؤد (۲۴۵۷)

[2] سنن الکبری للنسائی ۳/ ۳۶۴ (۳۲۸۶) امام نسائی نے ''ولکن اصوم یوما مکانہ'' کو خطا قرار دیا ہے۔

[3] فتح الباری ۴/ ۲۱۲۔ ۲۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۷

زکوٰۃ و جہاد اور اعتکاف و استقبال کے مسائل

زیور کی زکوٰۃ

زیور میں زکوٰۃ کا مسئلہ کتاب الصیام کے ضمن میں اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ماہ رمضان زکوٰۃ نکالنے کا موسم ہے اس مسئلہ میں بہت باتیں کی گئیں اہل علم میں بعض زیور میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیتے ہیں اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ میں نے یہ پسند کیا کہ اس مسئلے میں راجح قول دلیل کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے عام طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ والفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [البقرہ: ۳۴]

''اور جو لوگ جمع کرتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔''

زیور خزانے کے قبیل سے ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت منقول ہے۔

((وَلَا صَاحِبُ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤدِى زَكَاتَها اِلَّا صُفِّحَتْ صَفَائح يوم القيامة ثُمَّ تحمىٰ فى نارِ جهنم فيكوىٰ بِهَا جبينه وَجَنبُه وظهرهُ))

''سونے چاندی والا جو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن سونے چاندی کی پلیٹیں بنا کر جہنم کی آگ میں گرم کی جائیں گی پھر ان سے ان کی پیشانی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹھ پہلو کو داغا جائے گا۔''[1]

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور اپنے دادا رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا' کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو اس نے کہا نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ان دونوں کے بدلے قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے جائیں تو اس نے یہ سن کر دونوں کنگن پھینک دیئے۔[2]

اس حدیث کی سند قوی ہے مستدرک حاکم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔[3] ابوداؤد میں یہ الفاظ ہیں

((فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتهُمَا اِلی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وقالت: هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم))[4]

''ان دونوں کو اتارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھینک دیا اور اس نے کہا یہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں:

((دَخَلْتُ اَنَا وخَالَتِي عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) میں اور میری خالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس کے بعد سابقہ حدیث من وعن

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الزکاۃ' باب اثم مانع الزکاۃ (۲۴/ ۹۸۷) نحوہ

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکاۃ' باب الکنز ما ھو؟ وزکاۃ الحلی (۱۵۶۳) سنن النسائی۔ کتاب الزکاۃ۔ باب زکاۃ الحلی۔ (۲۴۸۱۔۲۴۸۲) سنن الترمذی (۶۳۷) ابواب الزکاۃ۔

[3] مستدرك للحاکم ۱/ ۳۸۹ (۱۴۷۷)

[4] سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکاۃ' باب الکنز ما ھو؟ وزکاۃ الحلی (۱۵۶۳) سنن النسائی۔ کتاب الزکاۃ۔ باب زکاۃ الحلی۔ (۲۴۸۱۔۲۴۸۲) سنن الترمذی (۶۳۷) ابواب الزکاۃ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کر دی۔[1]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

((اَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ اَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَنْزٌ هُوَ؟ قَالَ اِذَا اَدَّيْتِ زَكَاتَهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ))[2]

''وہ سونے کے پازیب پہنتی تھیں اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ خزانہ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو ان کی زکوٰۃ نکالتی ہے تو پھر یہ خزانہ نہیں۔''

زیور میں زکوٰۃ کے وجوب کے حوالے سے یہ دلائل کافی ہیں۔ یہ بات برابر ہے کہ وہ زیور پہنے جائیں یا نہ پہنے جائیں اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔

رہی دوسری بات جو پہننے والے زیور پر زکوٰۃ کے قائل نہیں ان کے دلائل ضعیف ہیں اس سلسلے میں سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِى نعده لِلْبَيْعِ))[3]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم زکوٰۃ اس سے نکالیں جو فروخت کے لئے تیار کرتے ہیں۔''

اس کے سلسلہ سند میں سلیمان بن سمرہ کا نام آتا ہے جو مجہول ہے۔

اس سلسلے میں اور بھی ضعیف روایات بیان کی جاتی ہیں جن کو حجت تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو متنبہ کرے اور زیور سے زکوٰۃ دینے کی ترغیب دلائے۔

زیور جو نصاب یا اس سے زیادہ ہو بہتر یہی ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

---

[1] مسند احمد ۶/ ۴۶۱۔ اس کی سند میں علی بن عاصم ضعیف ہے۔

[2] سنن ابی داؤد۔ ایضاً (۱۵۶۴) سنن الدارقطنی (۲/ ۱۰۴) مستدرك للحاکم ۱/ ۳۹۰ (۱۴۷۸)

[3] سنن ابی داؤد۔ الزکاۃ باب العروض اذا کانت للتجارۃ ھل فیھا زکاۃ (۱۵۶۲) اس کی سند میں خبیب بن سلیمان مجہول ہے اور جعفر بن سعد ضعیف ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ بدر

غزوہ بدر رمضان کے مبارک مہینے میں وقوع پذیر ہوا تھا اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنوں کو مشرکین پر فتح عطا کی اس لحاظ اس دن کا نام یوم الفرقان رکھ دیا گیا۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مدد دے کر نیز کافروں اور منافقوں کو شکست سے دوچار کر کے حق اور باطل میں فرق کر دیا تھا۔

غزوۂ بدر ۲ ہجری کو وقوع پذیر ہوا رسول اللہ ﷺ اپنے ہمراہ تقریباً تین سو چودہ جان نثار مجاہدین کو لے کر روانہ ہوئے۔ مقابلے میں مشرکین کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی اور وہ تمام تیر وتفنگ سے لیس تھے۔ ان کے پاس گھوڑے بھی وافر مقدار میں تھے۔ مقام بدر پر دونوں فوجوں کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ اس دن فرشتے بھی میدان جنگ میں اترے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے۔

وَبِيَوْمَ بَدْرٍ اِذْيُصِدُّ وُجُوْههم
جِبْرِيل تحتَ لوائِنا و محمدٌ

''اور بدر کے دن جب جبرئیل علیہ السلام اور سیدنا محمد ﷺ ہمارے جھنڈے کے نیچے ان کے منہ موڑ رہے تھے۔''

جنگ شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دشمن سے نبرد آزما ہونے کے سلسلے میں لوگوں سے رائے لی۔ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ اس موقع پر سیدنا مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور انہوں نے بڑے درست اور سچے کی بات کہی۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا وہ کر گزریئے۔ اللہ کی قسم ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی: کہ

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ [المائدہ: ۲۴]

''تو اور تیرا رب جاؤ دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آپ ﷺ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے دشمن سے لڑائی لڑیں گے۔[1]

سیدنا پھر سعد بن معاذ اوسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ شاید آپ ﷺ کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ انصار صرف اپنے گھروں میں رہتے ہوئے آپ ﷺ کی مدد کرتے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ باہر نہیں نکلیں گے۔ میں انصار کی طرف سے پوری ذمے داری سے یہ بات کہتا ہوں اور ان کی طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ جواب دیتا ہوں، آپ کا جو دل چاہئے کریں، جس سے چاہیں تعلقات جوڑیں اور جس سے چاہیں تعلقات توڑیں، جتنا جی میں آئے ہمارا مال لے لیں اور جتنا چاہیں اس میں سے ہمیں دیں جو آپ ہمارا مال لیں گے وہ ہمیں اس مال سے زیادہ محبوب ہوگا جو آپ ﷺ ہمارے پاس رہنے دیں گے۔

آپ ﷺ ہمیں جو حکم بھی دیں گے ہم اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے میں اپنی سعادت سمجھیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ ہمیں غمدان کے تالاب تک لے کر چلیں تو ہم آپ ﷺ کے شانہ بشانہ چلیں گے۔ اگر سامنے سمندر آ جائے آپ ﷺ اس میں داخل ہوں گے تو ہم بھی آپؐ کے ساتھ سمندر میں داخل ہو جائیں گے ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم لڑائی میں صدق دل سے صبر کا مظاہرہ کریں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا:

((سِیْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَوَاللّٰہِ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی مَصَارِعِ الْقَوْمِ))

''چلو اور خوش ہو جاؤ اللہ کی قسم میں قوم کے گرنے کی جگہیں دیکھ رہا ہوں۔''

یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ چل پڑے اور دونوں لشکر آپس میں ٹکرا گئے۔[2] اس مبارک غزوے میں بہت سی نشانیاں بھی منظر عام پر آئیں۔ ایک صحابی رسول سیدنا عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ بھوک کی وجہ سے کھجوریں کھا رہے تھے۔ کھجوریں اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب المغازی (۳۹۵۲، ۴۶۰۹) البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر اس کے الفاظ ہیں وبشر بدر اذ یکب مطیھم جبریل تحت لوائنا ومحمد))

[2] البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۲۲۹-۲۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں' اتنے میں اس نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں۔

((یَا اَھْلَ بَدْرٍ مَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا اَنْ یقتلکم ھولاءِ فتدخلو ن الجنۃ))

''اے اہل بدر تمہارے اور جنت کے درمیان بس اتنا فاصلہ ہے کہ یہ لوگ تمہیں قتل کر دیں تو تم سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

سیدنا عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا بس بس اگر میں یہ کھجوریں کھاتا رہا تو زندگی بڑی طویل ہوگی اس نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینک دیں دشمن سے لڑا اور جام شہادت نوش کر گیا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یا اَھلَ بَدْرٍ اِنَّ اللّٰہَ اطلَّعَ عَلَیْکُمْ فَقَالَ: اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ))[2]

''اے اہل بدر اللہ کی نگاہ کرم تم پر ہے تو اس نے یہ کہا ہے جو چاہو سو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

میدان بدر میں تین مومنوں' حمزہ بن عبدالمطلب علی بن ابی طالب' ابن الحارث کے مقابلے میں دو بدو لڑنے کے لئے شیبۃ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ آئے مومنوں کو کافروں پر غلبہ نصیب ہوا پھر معرکہ شروع ہوا اللہ کے دشمنوں کو اہل ایمان نے ان کی صفوں میں گھس کر تہہ تیغ کرنا شروع کیا' ستر کافر میدان میں مارے گئے اور ستر کو گرفتار کر لیا گیا توحید کا جھنڈا بلند ہوا۔ فتح و نصرت کے ساتھ آسانی کے دروازے کھل گئے۔ ملت

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشھید (۱۴۵/ ۱۹۰۱) الاصابۃ للحافظ ابن حجر ۴/ ۵۹۳۔۵۹۴ رقم الترجمۃ (۶۰۴۵) نحوہ۔ اسد الغابۃ لابن الاثیر ۴/ ۲۷۸، ۴۰۷۲) نحوہ

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الجھاد و السیر۔ باب الجاسوس والتجسس التبحث (۳۰۰۷، ۳۰۸۱۔۳۹۸۳) صحیح مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ' باب فضائل حاطب بن ابی ابلتعۃ واھل بدر رضی اللہ عنہم (۱۶۱/ ۲۴۹۴) نحوہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہمیہ کا سینہ کھل گیا حق کی آواز بلند ہوئی اور باطل ملیا میٹ ہوا۔ شیطان کی ناک خاک آلود ہوئی' شیطان کے دوست بھاگ گئے ابلیس کے پیروکاروں کو شکست فاش ہوئی۔ اس غزوہ میں اسلام کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کی پہلی عظیم فتح تھی۔ اس غزوے کی برکت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رمضان المبارک میں وقوع پذیر ہوئی بلکہ اکثر غزوات اسی مبارک مہینے میں وقوع پذیر ہوئیں۔ ہماری فتوحات اور دشمنوں پر ہمارا غلبہ اسی مبارک مہینے میں قائم ہوا۔

فتح مکہ ماہ رمضان میں

اس مبارک مہینے میں فتح مکہ ایک عظیم فتح کی صورت میں معرض وجود میں آئی جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا﴾ [الفتح: ۱/۲]

''اے نبی ﷺ ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمائے اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے۔''

اس فتح سے حق کا جھنڈا بلند ہوا۔ اس طرح مکہ ایک اسلامی شہر بن گیا۔ یہاں شرک کی جگہ توحید نے لے لی۔ کفر کی جگہ ایمان اتر آیا' یہاں پہ ایک غالب اللہ کی عبادت کا اعلان کر دیا گیا۔ شرک کے بت توڑ دیئے گئے اور ان کا یہاں کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ فتح مکہ کا سبب یہ بنا کہ جب ۶ ہجری کو نبی کریم ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر صلح ہوئی تو اس میں ایک شرط یہ رکھی گئی جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہونا چاہئے تو وہ ایسا کر سکتا اور جو کوئی قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہئے اسے بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ اس طرح بنوخزاعہ قبیلہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں داخل ہوا جبکہ بنوبکر قریش کے عہد میں داخل ہو گئے۔ دونوں قبیلوں کے درمیان زمانہ جاہلیت میں خون ریز جنگیں ہو چکی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ اس صلح سے قبیلہ بنو بکر کے لوگ بھڑک اٹھے انہوں نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جبکہ وہ امن سے اپنی جگہ پر آباد تھے۔ قریش نے در پردہ اسلحہ اور نفری کے ساتھ اپنے حلیف قبیلے بنو بکر کی امداد کی اور نبی کریم ﷺ کے حلیف قبیلے بنو خزاعہ کو زچ پہنچائی۔

اس طرح کفار قریش کی طرف سے ایک بڑی خیانت کا ارتکاب کیا گیا جس سے معاہدہ ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک لشکر جرار تیار کیا اور اس موقع پر یہ دعا کی۔

((اَللّٰھُمَّ خُذْ عَلٰی قُرَیْشٍ اَسَماعَھَا وَاَبْصَارِھَا))[1]

''الٰہی قریش کے کانوں اور آنکھوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ اپنے کامیاب لشکر کے ہمراہ مکے میں چاروں طرف سے داخل ہوئے۔ اس وقت بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت آویزاں تھے۔ آپ نے اپنی چھڑی سے ان پر ضرب لگانا شروع کی جس سے وہ ٹوٹ پھوٹ کر زمین بوس ہونے لگے اس موقع پر نبی کریم ﷺ اپنی زبان مبارک سے یہ کہتے جا رہے تھے۔

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾

[سورۃ بنی اسرائیل:۸۱]

''حق آ گیا اور باطل چلا گیا بلاشبہ باطل کو بالآخر جانا ہی تھا۔''

اور ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ بھی نکل رہے تھے۔

﴿قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ [سورہ سباء:۴۹]

''کہو حق آ گیا اور اب باطل کے لیے کچھ نہیں ہو سکتا۔''[2]

---

1. دلائل النبوة للبیهقی ۵/ ۹۔۱۱

2. صحیح البخاری۔ کتاب المظالم' باب هل تكسر الدنان التی فیها الخمر او تخرق الزقاق؟......الخ (۲۴۷۸۔۲۴۸۷،۴۲۸۷،۴۷۲۰)

صحیح مسلم۔ کتاب الجهاد والسیر' باب ازالة الاصنام من حول الكعبة (۸۷/ ۱۷۸۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر رسول اللہ ﷺ ایک جگہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، صَدَقَ وَعْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الاحزاب وحدهٗ يا معشر قريش، ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظُّمها بالآباء، النَّاسُ مِنْ آدم، و آدَمُ مِنْ تُرَابٍ))

"نہیں ہے کوئی معبود حقیقی سوائے ایک اللہ کے اس کا کوئی شریک نہیں حکومت اسی کی ہی تعریف اسی کی ہے۔"

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس نے اپنا وعدہ سچ کر دیا اپنے بندے کی مدد کی اور گروہوں کو اکیلے نے ہی شکست دے دی۔ اے خاندان قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور تکبر ختم کر دیا اور آباء واجداد پر فخر کرنا بھی۔ سب لوگ آدم سے معرض وجود میں آئے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔

اور ساتھ ہی قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھی

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾

[سورة الحجرات:۱۳]

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ جاننے اور خبر رکھنے والا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے قریش تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں، سب نے بیک زبان جواب دیا ہمیں آپ ﷺ سے بہتری کی امید ہے۔ آپ ﷺ بڑے معزز باپ کے معزز فرزند ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا: میں آج تم سے وہی بات کہتا ہوں۔ جو سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لا تثرِيبَ عَلَيكُمُ اليَومَ يَغفِرُاللّٰهَ لَكُم اِذهَبُوا فأنتم طُلَقَآء))[1]

''تم پر آج کوئی الزام نہیں اللہ تمہیں معاف کرے جاؤ تم آزاد ہو۔''

اس فتح مبین کے ساتھ اللہ کی مدد تمام ہوئی' لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہونے لگے۔

اللہ کا شہر مکہ ایک اسلامی شہر بن گیا۔ اس میں اللہ کی توحید کا اعلان کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق ہر طرف سے ہونے لگی اللہ کی کتاب قرآن حکیم کا حکم چلنے لگا۔ حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی شرک ملیامیٹ ہو گیا۔ شرک کی تاریکی چھٹ گئی۔ اللہ کی حمد و ثناء اور اس کا احسان عظیم ہے۔

رمضان کے آخری عشرۃ کی فضیلت

رمضان کے آخری عشرے میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ اور دنوں میں نہیں پائی جاتیں ان دنوں کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دنوں میں بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں

((اَنَّ النَّبِي ﷺ كَانَ يَجتَهِدُ فِي العشرالأواخر ما لايجتهد فى غَيرِهَا))[2]

نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری دھاکے میں اتنی محنت کرتے کہ اتنی ان کے علاوہ محنت نہیں کرتے تھے۔

بخاری اور مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبيَّ ﷺ اِذَا دَخَلَ العَشَر شَدَّ مِئزَرَهُ وَأَحيَا لَيلَهٗ وَاَيقَظَ

---

[1] زاد المعاد لابن القیم ۳/ ۴۰۷-۴۰۸ طبع بیروت

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف' باب الاجتهاد فى العشر الاواخر من شهر رمضان (۸/ ۱۱۷۵) سنن الترمذی۔ ابواب الصوم (۷۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَھْلَہٗ))[۱]

''جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ اپنی کمر کس لیتے رات بھر جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔''

مسند امام احمد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں۔

(كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُخْلِطُ الْعِشْرِيْنَ بِصَلَاةٍ وَنَوْمٍ فَإِذَا كَانَ الْعَشْرَ شَمَّرَ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ))[۲]

''نبی کریم ﷺ بیس دن نماز اور سونے میں گزارتے جب آخری دس دن آتے تو چست ہو جاتے اور اپنی کمر کس لیتے۔''

رسول اللہ ﷺ ان دس دنوں میں دوسرے دنوں کی نسبت مختلف قسم کی عبادات مثلاً نماز' تلاوت' ذکر الٰہی اور صدقہ و خیرات میں زیادہ محنت اور وقت لگایا کرتے تھے۔[۳]

نبی کریم ﷺ ان دنوں میں کمر کس لیا کرتے تھے' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان دنوں میں اہل خانہ سے تنہائی پا کر نماز اور ذکر الٰہی میں اکثر و بیشتر وقت مصروف رہا کرتے تھے' نبی کریم ﷺ آخری عشرے میں رات بھر نماز' تلاوت میں مصروف رہتے۔ اپنے دل' زبان اور جسمانی اعضاء کو ان راتوں کی عظمت کے پیش نظر یاد الٰہی میں مصروف رکھتے کیونکہ انہی دس دنوں میں لیلۃ القدر آتی ہے جس کی عظمت یہ ہے کہ جس نے اس رات کو ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[۴]

اس حدیث کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ رات بھر اپنے رب کی عبادت

---

۱ صحیح مسلم ایضاً (۷/ ۱۱۷۴) صحیح البخاری۔ کتاب فضل لیلة القدر' باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان (۲۰۲۴)

۲ مسند احمد ۶/ ۱۴۶۔ ۶/ ۶۸ اس کی سند میں جابر بن یزید الجعفی سخت ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے

۳ صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان (۱۹۰۲) صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل باب جودہ ﷺ (۵۰/ ۲۳۰۸)

۴ صحیح البخاری۔ کتاب الصوم۔ باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا ونیة (۱۹۰۱) صحیح مسلم۔ صلاة المسافرین باب الترغیب فی صیام رمضان ھو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہتے اور اس میں ذکر الٰہی' تلاوت قرآن کریم' نماز اور پھر سحری کے لئے تیاری میں مصروف رہتے اور یوں پوری رات جاگنے کا اہتمام کرتے۔

صحیح مسلم میں یہ جو روایت سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

((مَا اَعْلَمُهٗ قَامَ لَيْلَةً حَتّٰى الصَّبَاحِ))[1]

''میں نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے ساری رات صبح تک قیام کیا ہو۔''

پہلی اور اس حدیث میں تطبیق یہ پائی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں مختلف قسم کی عبادتوں میں مصروف رہتے یعنی آپ ﷺ نماز' تلاوت' ذکر الٰہی یعنی مختلف نوعیت کی عبادات میں رات بھر مصروف رہتے اور اس حدیث میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف قیام کی نفی کی ہے باقی عبادات کی نفی نہیں کی۔

احادیث سے اس عشرے کی یہ فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز اور ذکر الٰہی میں مصروف ہونے کے لئے اپنے اہل خانہ کو بھی بیدار کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی یہ دلی خواہش ہوتی کہ ان مبارک راتوں کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔ اپنی عمر میں اس فرصت کو غنیمت جاننا چاہئے۔ یہ غنیمت اسی کے نصیب میں آتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی ہو۔ عقلمند مسلمان کو ان قیمتی فرصت کے لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ نہ ہی وہ ان لمحات کو ہاتھ سے جانے دے اور نہ اہل خانہ کو ضائع کرنے کا موقع دے۔ یہ چند گنتی کی راتیں ہیں بسا اوقات انسان ان مبارک راتوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نوازشات اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے اور دنیا اور آخرت کی یہ ایک عظیم سعادت ہے جو اس کے نصیب میں آتی ہے۔

اعتکاف اور اس کے احکام

رمضان کے عشرے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ اعتکاف بیٹھا

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین' باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنه ومرض (۱۴۱)(۷۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔[1]

اعتکاف کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کے لئے ہر کام سے فارغ ہو کر مسجد میں بیٹھ جائے۔ یہ عمل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ [سورة البقرة: ۱۸۷]

''اور تم ان سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے خود اعتکاف کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اعتکاف کیا اور آپ ﷺ کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعتکاف کرتے رہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھے، پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((اِنِّی أَعتکِفُ العَشْرَ الأُولٰی اَلتَمِسُ هذهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ، ثُمَّ اَتَیتُ فَقِیلَ لِی: اِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُم اَنْ یَّعْتَكِفَ فلیعتکف))[2]

''میں نے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور اس میں اس رات کو تلاش کرتا رہا۔ پھر درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا پھر میں آیا تو مجھے کہا گیا یہ آخری عشرے میں ہے جو کوئی تم میں اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھے۔''

بخاری اور مسلم میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ

---

[1] صحیح البخاری۔ ابواب الاعتکاف۔ باب الاعتکاف فی العشر الاواخر (۲۰۲۵) صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف (۱/ ۱۱۷۱)

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل لیلة القدر والحث علی طلبها وبیان محلها وارجی اوقات طلبها (۲۱۵/ ۱۱۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔[1]

صحیح بخاری میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ اَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا))[2]

''نبی کریم ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے پس جس سال آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی اس سال آپ ﷺ نے بیس روز اعتکاف کیا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ العشر الأواخِر مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ))[3]

''امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

''نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے ایک سال آپ ﷺ نے اعتکاف نہیں کیا تو اگلے سال بیس دن اعتکاف بیٹھے۔''

سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهٗ))

''نبی کریم ﷺ جب اعتکاف بیٹھنا چاہتے نماز فجر ادا کرتے پھر اپنے اعتکاف

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الاعتکاف۔ باب الاعتکاف فی العشر الاواخر (۲۰۲۶) صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف۔ باب الاعتکاف العشر والاخر من رمضان (۵/ ۱۱۷۲)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان (۲۰۴۴)

[3] سنن الترمذی۔ الصوم، باب ما جاء فی الاعتکاف اذا خرج منه (۸۰۳) مسند احمد ۳/ ۱۰۴ صحیح ابن خزیمه (۲۲۲۶۔۲۳۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جگہ میں داخل ہوتے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دے دی تو اس کا خیمہ لگایا گیا۔ پھر سیدۃ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے التجا کی کہ وہ اس کے لئے اجازت طلب کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا تو اس کے لئے بھی خیمہ نصب کر دیا گیا۔ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے لئے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ تو اس کے لئے بھی خیمہ نصب کر دیا گیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سارے خیمے دیکھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بتایا یہ عائشہ' حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے ہیں۔ وہ ان خیموں میں اعتکاف بیٹھی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے وہ نیکی کا ارادہ رکھتی ہیں۔ انہیں اکھاڑ دو مجھے یہ نظر نہ آئیں تو وہ خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا۔[1]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام علماء اعتکاف کو سنت قرار دیتے ہیں۔ اعتکاف کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان لوگوں سے کٹ کر اللہ کی اطاعت کے لئے اور برکات وثواب حاصل کرنے یا لیلۃ القدر کو پا لینے کی غرض سے کسی مسجد میں دنیا کے تمام دھندوں سے فارغ ہو کر بیٹھ جائے اس لئے اعتکاف بیٹھنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ذکر الٰہی' تلاوت قرآن' نماز اور عبادت میں مصروف رہے اور دنیا کی بے مقصد باتوں سے اجتناب کرے۔ ہاں اگر کوئی مصلحت پیش نظر ہو تو اہل خانہ سے مختصر بات کی جا سکتی ہے جیسا کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ ازورُه ليلاً فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمتُ لأَنْقَلِبَ اى لا نَصرَفَ الٰى بَيْتِيَ' فقام النبى صلی اللہ علیہ وسلم معى))[2]

---

[1] صحيح البخارى۔ كتاب الاعتكاف۔ باب اعتكاف النساء (۲۰۳۳۔ ۲۰۳۴۔۲۰۴۱' ۲۰۴۵) صحيح مسلم۔ كتاب الاعتكاف' باب متى يدخل من اراد الاعتكاف فى معتكفه (۶/ ۱۱۷۳)

[2] صحيح البخارى۔ كتاب الاعتكاف' باب هل يخرج المعتكف لحوائجه الى باب المسجد (۲۰۳۵'۲۰۳۹) صحيح مسلم۔ كتاب السلام باب بيان انه يستحب لمن روى خاليا بامراة...... الخ (۲۳/ ۲۱۷۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوتے میں رات کو آپ کے پاس آتی آپ ﷺ سے باتیں کرتی پھر اٹھ کھڑی ہوتی تا کہ اپنے گھر پلٹ جاؤں نبی کریم ﷺ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔''

اعتکاف بیٹھنے والے کے لئے اپنی بیوی سے جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ [سورة البقرة : ۱۸۷]

''اور تم ان سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔''

مسجد سے کسی ضرورت کی خاطر نکلنا یا اپنے جسم کا کوئی حصہ مسجد سے باہر نکالنا اعتکاف بیٹھنے والے کے لئے جائز ہے۔ جیسا کہ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخْرِجُ راسه مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فاغْسِلُهُ وَانا حائض))[۱]

''نبی کریم ﷺ مسجد سے اپنا سر نکالتے اس حال میں کہ آپ ﷺ معتکف ہوتے میں اسے دھوتی اس حال میں کہ میں حالت حیض میں ہوتی۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((كَانَتْ تَرَجِّلُ رأسَ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حجرتها يناولها رَاسَهُ))[۲]

---

[۱] صحيح البخاری۔ كتاب الاعتكاف' باب: لا يدخل البيت الا لحاجة (۲۰۲۹) صحيح مسلم۔ كتاب الحيض' باب جواز غسل الحائض راس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها...... الخ (۹'۸'۷'۶/ ۲۹۷)

[۲] صحيح البخاری۔ كتاب الاعتكاف' باب المعتكف يدخل راسه البيت للغسل (۲۰۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ نبی کریم ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی اس حال میں کہ وہ حالت حیض میں ہوتی اور آپ مسجد میں معتکف ہوتے اور وہ اپنے حجرے میں ہوتی اسے اپنا سر پکڑا دیتے۔"

معتکف کے لئے مسجد سے باہر جانے کی تین صورتیں:

① شرعی اور طبعی لحاظ سے معتکف کا مسجد سے باہر جانا ضروری ہو۔ مثلاً بول و براز کرنے کے لئے وضو یا واجب غسل کے لئے یا کھانے پینے کے لئے اگر ان سہولتوں کا مسجد میں اہتمام نہ ہو تو اس صورت میں معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے اگر مسجد میں حمام ہو نہانے اور بول و براز کی سہولت میسر ہو کھانا پانی لانے کے لئے کوئی موجود ہو تو پھر معتکف کو مسجد سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔

② کسی ایسے شرعی کام کی بجا آوری کے لئے مسجد سے باہر جانا جو اس پر واجب تو نہیں جیسے کسی بیمار کی تیمارداری کرنا یا کسی کے جنازے میں شریک ہونا۔ ایسے کام وہ اس شرط پر کر سکتا ہے جبکہ اس نے اعتکاف کے آغاز میں نیت کی ہو۔ مثلاً کوئی عزیز بیمار ہے اس کی تیمارداری ضروری ہے یا اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو وہ اعتکاف بیٹھنے کے وقت جنازے میں شرکت کی شرط لگا لیتا ہے تو اس اضطراری صورت میں مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

③ اعتکاف کے منافی معاملات کو انجام دینے کے لئے مسجد سے نکلنا مثلاً خرید و فروخت کے لئے اپنی اہلیہ سے مباشرت کے لئے معتکف کو نہ تو شرعاً اس کی اجازت ہے اور نہ ہی اعتکاف کے آغاز میں اس کی شرط لگا سکتا ہے اس لئے کہ یہ اعمال اعتکاف کو توڑ دیتے ہیں۔

رمضان کے آخری عشرے کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں لیلۃ القدر آتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ آپ پر رحم کرے اس عشرے کی فضیلت کو اچھی طرح جان لو اسے ضائع نہ ہونے دینا' اس کا وقت بڑا قیمتی ہے اور اس کو خیر و برکت ظاہر اور واضح ہے۔

((واللہ اعلم : وصلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحابہ وسلم))

بخشش کا موسم بہار

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۸۳،۱۸۵]

’’اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیرووں پر فرض کیے گئے ہیں۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقوی کی صفت پیدا ہوگی۔ چند مقرر دنوں کے روزے ہیں اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے اور جو روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے تو یہ اسی کے لیے بہتر ہے لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے۔ تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔"

اللہ کے رسول مقبول علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))[1]

"جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور سیدنا محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ایسی گواہی جسے میں اپنے اور تمہارے لیے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ بناتا ہوں۔ جس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ بیٹے مگر وہی شخص فائدے میں رہے گا جو قلب سلیم لے کر آئے گا۔

الٰہی قیامت تک رحمت کی برکھا برسا اپنے نبی پر اور اس کی آل پر اور اس پر جو ان کے طریق پر چلا۔

اے اکرم الاکرمین تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان کا ساتھ نصیب کرنا۔

اما بعد:

لوگو! تمہارے پاس ایک معزز مہمان آیا ہے ایک عظیم مہینے کی آمد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں گناہوں کو بخشتا ہے۔ خطاؤں سے درگزر کرتا ہے اور گردنوں کو آزاد کرتا ہے۔

اے رمضان تجھے خوش آمدید۔ تو پورے ایک سال بعد تشریف لایا ہے۔ سال کے دوران کچھ لوگ فوت ہو گئے اور کچھ نے جنم لیا۔ کچھ لوگ مالدار ہو گئے اور کچھ فقیر، کچھ لوگ

---

[1] صحیح البخاری۔ فضل لیلۃ القدر۔ (۲۰۱۴) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح (۱۷۸۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت مند ہوئے تو کچھ بد بخت' کچھ لوگوں نے ہدایت پائی اور کچھ گمراہ ہو گئے تو ایک سال بعد ہمارے پاس آیا ہے اس سال کو ہم نے یا نیکیوں سے بھر دیا یا پھر برائیوں سے۔

قیامت کے دن نامہ اعمال ہمارے سامنے پیش کیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۖ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ ۚ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ﴾ [سورۃ الانعام:۹۴]

''لواب تم ویسے ہی تن تنہا ہمارے سامنے حاضر ہو گئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا جو کچھ ہم نے تمہیں دنیا میں دیا تھا وہ سب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو اور اب ہم تمہارے ساتھ تمہارے شفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تم سمجھتے تھے کہ تمہارے کام بنانے میں ان کا بھی کچھ حصہ ہے۔ تمہارے آپس کے سارے رابطے ٹوٹ گئے اور وہ سب تم سے گم ہو گئے جن کا تم زعم رکھتے تھے۔''

ہمارے نامہ اعمال قیامت کے دن ہم پر پیش کئے جائیں گے اور یہ ایک ایسی کتاب میں درج ہیں کہ ہمارا رب نہ تو بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔

اے رمضان! تیری تشریف آوری اس لئے ہوتی ہے کہ تو آنکھ سے کہے کہ روزہ رکھ۔ حرام کی طرف نہ دیکھ قبل اس کے کہ تو علم والے بادشاہ کو ناراض کر دے اور تو بھڑکنے والی آگ میں جھونک دی جائے تو نظر کا روزہ رکھ اور تاریکی کی اوٹ میں آنسو بہا۔ اے پیارے رمضان تیری آمد اس لئے ہوتی ہے کہ تو زبانوں سے یہ کہے کہ اے زبان تو غیبت' بے ہودگی اور لغویات سے اجتناب کر یہی تیرا روزہ ہے۔

اے پیارے رمضان! تیری آمد اس لئے ہوتی کہ تو ہاتھوں سے بھی یہ کہے کہ اے ہاتھو! تم روزہ رکھو اور تمہارا روزہ یہ ہے کہ تم ناحق خون بہانے اور بے قصور جانوں کو قتل کرنے لوگوں کے گھروں کو منہدم کرنے' بوڑھوں اور عورتوں کے قتل کرنے سے اجتناب کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اے ہاتھو! تمہارا یہ بھی روزہ ہے کہ تم مار پیٹ' قتل و غارت' چوری چکاری اور رشوت ستانی سے اس دن کے آنے سے پہلے بچ جاؤ جس دن تمہیں ہتھکڑیاں پہنا دی جائیں جس دن ظالموں کی معذرت خواہی انہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔ ان کے لئے اس لعنت پھٹکار اور برا ٹھکانہ ہوگا۔ جس دن ہم ظالموں کے موہنوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی گواہی دیں گے۔ اے رمضان! تیری آمد اس لئے ہوتی ہے کہ تو پاؤں کو یہ کہہ دے تاکہ اے پاؤں تم حرام کی طرف چلنے سے اجتناب کرو اور تم ایسے راستے پر چلنے سے پرہیز کرو جو تمہاری تباہی گمراہی اور پشیمانی کا باعث بنے اور یہی تمہارا روزہ ہے۔

اے رمضان تیری آمد کا مقصد یہ ہے کہ تو پاؤں کو ایسے مقامات پر آنے جانے سے روکے جہاں آمد و رفت سے ارض و سما کے رب کی ناراضگی کا باعث ہو اور ان گھٹیا' ذلیل اور حقیر راستوں پر چلنے سے رک جاؤ جو تمہاری ضلالت اور رسوائی کا باعث بنیں اور یہی تمہارا روزہ ہے۔

اے پیارے رمضان! تو اس لئے آیا ہے کہ پیٹوں کو یہ پیغام سنا دے۔ کہ تم حرام خوری اور سود خوری سے بچو۔ یاد رہے کہ جو جسم حرام کی غذا سے پروان چڑھے وہ جہنم کی آگ کا ایندھن بنے گا۔ اور اے پیٹو! تم حرام کھانے' دھوکے اور خیانت کی کمائی سے حاصل کئے ہوئے مال کھانے سے اس دن کی آمد سے پہلے بچو جس دن تم اپنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملو گے جو راز ہائے دروں اور مخفی چیزوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

بخاری اور مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((کُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ لَه اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ' یَدَعُ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ' فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ' فَاِنْ قَاتَلَهٗ اَحَدٌ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يفرحهما : اذا أفطر فرح بفطره، وإذا لقى ربّه فرح بصومه)) [1]

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزے کے وہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ روزے دار اپنا کھانا پینا اور نفسانی خواہشات کو میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ نہ کوئی بے ہودہ کام کرے نہ چیخے چلائے اگر کوئی اس سے لڑائی کرے یا اسے گالی دے تو وہ اسے کہے: میں روزے دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔ روزے دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں جس سے وہ خوش ہوتا ہے۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنے افطار کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو وہ اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہو گا۔''

شرح الحدیث

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامُ فَإِنَّهُ لَهُ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ))

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزے کے تو وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

اس کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ روزہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک سربستہ راز ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ روزے دار ہے جب کوئی شخص روزے کی حالت میں لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کچھ کھا پی لیتا ہے تو اللہ رب الناس تو اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے روزے کو اپنی ذات کے ساتھ مخصوص کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامُ))

---

[1] صحيح البخاري- كتاب الصوم، باب هل يقول: انى صائم اذا شتم (۱۹۰۴)
صحيح مسلم- كتاب الصيام- باب فضل الصيام (۱۶۳/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’کہ روزے کے علاوہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے۔‘‘

یعنی ابن آدم کا ہر عمل میرے اور اس کے درمیان اس کے اور لوگوں کے درمیان ایک معروف منشور ہے مگر روزہ میرے اور اس کے درمیان ایک سربستہ راز ہے۔ اس کا انکشاف میں قیامت کے دن کروں گا جس دن روزے دار میرے پاس آئے گا اس کے اس عمل کا میں بدلہ دوں گا۔ اگر اس نے میرے ساتھ سچائی کا معاملہ کیا تو میں اسے اس پیاس کا بدلہ دوں گا کہ میں اسے میدان محشر میں حوض کوثر سے سیراب کروں گا جس دن لوگ پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے۔ اکتائے ہوئے ہونگے اور تھکاوٹ سے چور ہوں گے۔ جو اس دنیا میں بھوکا رہا میں اسے جنت کے پھل کھلاؤں گا جس دن بھوکے دروازوں پر آئیں گے اللہ کی رضا کے لئے روزے رکھنے والے بھی وہاں وارد ہوں گے۔

روزے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ نصف صبر ہے اور صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔[1] رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيُ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ وَقَدْ حَاسَبَ النَّاسَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ، فِيَمَنْ دَاخِلٍ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ دَاخِلٍ اِلَى النَّارِ وَيَبْقٰى قَوْمٌ فِي الْعَرَصَاتِ لَمْ يُحَاسَبُوْا فَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ: يَارَبِّ حَاسَبْتَ النَّاسَ وَتَرَكْتَنَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُوْنَ اَمَّا عَلَيْنَا حِسَابٌ؟ فَيَقُوْلُ: اَلَا حَاسَبْتُكُمُ الدُّنْيَا بِالْبَلَاءِ وَ الْمَصَائِبِ بِالْكُوَارِثِ وَبِالْحَوَادِثِ، اَوْكَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى، فَادْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَيَتَمَنَّى النَّاسُ الْمُعَافُوْنَ

---

[1] سنن ابن ماجه۔ کتاب الصوم۔ باب فی الصوم زکاۃ الجسد (۱۷۴۵) کنز العمال ۸/ ۴۴۴ (۲۳۵۱-۲۳۵۷۳) ضعیف الجامع الصغیر للالبانی (۳۵۸۱-۳۵۸۲) المسند الجامع ۱۷/ ۱۴۰ (۱۳۴۱۹) ان تمام کتب میں "الصیام نصف الصبر" کے الفاظ موجود ہیں۔ نیز "الصوم نصف الصبر" کے الفاظ مسند احمد ۴/ ۲۶۰ کی ایک طویل حدیث میں ہیں۔ اس سے اگلے الفاظ مجھے نہیں ملے۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أنهم قُرِضُوا بِالْمَقَارِيضِ فِي الدُّنيَا))[1]

''لوگ قیامت کے دن ایک چٹیل میدان میں جمع ہوں گے۔ پکارنے والا ان کی باتیں سن رہا ہوگا' آنکھ ان کو دیکھ رہی ہوگی۔ تو اللہ فرمائیں گے ان لوگوں سے جن کا حساب لے چکے ہوں گے۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ جہنم میں ایک قوم کھلے میدان میں باقی رہ جائے گی جن کا حساب نہیں لیا ہوگا۔ یہ قوم کہے گی اے ہمارے رب آپ نے لوگوں کا حساب لیا اور ہمیں چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ لوگ کہیں گے کیا ہمارے ذمے کوئی حساب نہیں اللہ فرمائیں گے نہیں! میں نے تمہیں دنیا میں آزمائشوں' مصائب' حادثات اور مشکلات سے دوچار کر کے حساب چکا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

جن لوگوں کو معاف کر دیا جائے گا وہ یہ تمنا کریں گے کہ دنیا میں انہیں قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا تو آج کی ان نعمتوں کے بدلے یہ تکلیف چنداں کوئی زیادہ نہ ہوتی۔

حدیث کے یہ الفاظ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَدَعُ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي﴾[2]

''کہ وہ اپنا کھانا اور پینا اور نفسانی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے۔''

اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا روزے دار بندہ مجھ سے ثواب حاصل کرنے' میرے عذاب سے بچنے' میرے حکم کو تسلیم کرنے' میری منہیات سے باز رہنے اور جو انعامات میرے پاس ہیں انہیں طلب کرنے کی غرض سے یہ ساری مذکورہ چیزیں چھوڑتا ہے میں اسے اپنی طرف سے اس عمل کا بدلہ مغفرت کی صورت میں دوں گا۔ اور حدیث کے یہ الفاظ کہ

((الصِّيامُ جُنَّةٌ))[3]

---

[1] کنز الاعمال (۳۹۲۰-۳۹۲۰-۴۳۳۹۲)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب التوحید باب نمبر ۳۵ (۷۴۹۲)

[3] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم۔ باب فضل الصوم (۱۸۹۴)

صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل الصیام (۱۶۲/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہ روزہ ڈھال ہے۔''

اس کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ روزے گناہوں سے محفوظ رہنے' برائیوں سے بچنے اور جہنم کی آگ سے اوٹ میں رہنے کا کام دیتے ہیں۔ اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے غضب کے آگے ڈھال بن جاتے ہیں۔

اور حدیث کے یہ الفاظ کہ:

((فَانْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ))[1]

''اگر کوئی اسے گالی دے یا بُرا بھلا کہے تو وہ یہ کہے کہ میں روزے دار ہوں۔''

اہل علم کہتے ہیں کہ کوئی اگر روزے دار سے لڑائی کرتا ہے یا اسے گالی دیتا ہے تو وہ اسے اپنی زبان سے کہے بھائی میں روزے دار ہوں۔ کیونکہ جب آپ روزہ رکھ لیتے ہیں اور آپ سے کوئی شخص آ کر لڑائی کرتا ہے یا تجھے گالی دیتا ہے تو تم اسے اللہ کی یاد دلاؤ اور اس سے کہو کہ میں روزے دار ہوں مطلب یہ کہ تم میرے بارے میں اللہ سے ڈرو میں روزے دار ہوں میرے بارے میں اللہ کا خوف دل میں رکھو کہ میں روزے دار ہوں' تم میری عزت اور میرے مال پر حملہ نہ کرو اور تم میری دشمنی میں مجھے گالی نہ دو کہ میں روزے دار ہوں۔ اہل علم۔ یک فریق کی یہ رائے ہے کہ اس صورت میں زبان سے یہ کہنا کہ میں روزے دار ہوں کوئی ضروری نہیں یہ دل میں کہہ لینا کافی ہے اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ:

((فَاذَا كَانَ يَوْمُ صَومِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ))[2]

جب کوئی تم میں سے روزے دار ہو تو وہ نہ بے ہودہ گوئی کرے اور نہ ہی شور شرابا کرے۔

لَا يَرْفُثْ کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ روزے دار ایسی باتیں نہ کرے جو جماع کا باعث بنتی ہیں۔ روزے دار ایسی گفتگو سے مکمل پرہیز کرے جو سفلی جذبات کو انگیخت کرنے

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب هل يقول انی صائم اذا شتم (۱۹۰۴) صحیح مسلم۔ ایضاً (۱۶۳/ ۱۱۵۱)

[2] صحیح البخاری کتاب الصوم' باب یقول: انی صائم اذا شتم (۱۹۰۴) صحیح مسلم' کتاب الصیام' باب فضل الصیام (۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا باعث بنتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ روزے کی حالت میں ایک دوسرے عالم یعنی روحانی دنیا میں ہوتا ہے۔ اس کی روح' نفس اور دل روزے کی کیفیت میں ہوتا ہے اس دوران کوئی ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیئے جس سے نفس انسانی میں شر کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور شیطان کو اپنا داؤ لگانے کا موقع ملے۔

''وَلَا یَصْخَبْ'' کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ روزے دار زیادہ بلند آواز سے نہ بولے۔ شور وغوغا نہ کرے۔ اپنے روزے کا احترام کرے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے بلکہ وہ روزے کی صورت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے۔

اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ

((وَلَخُلُوفُ فَمِ أَحَدِكُمْ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيحِ الْمِسْكِ))[1]

''تم میں سے کسی ایک کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔''

روزے دار کے منہ کی بو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ اس لئے کہ اس نے اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھا اس کا پیٹ اس لئے بھوکا رہا تاکہ اسے وہ کچھ ملے جو اللہ کے پاس ہے اس کا جگر اللہ کی خوشنودی کے لئے پیاسا۔ روزے دار کے منہ سے آنے والی بو کے کیا کہنے! اس بو کے قربان جائیں جو قیامت کے دن کستوری بن کر فضا میں مہک پیدا کرے گی۔

جو رمضان کے مبارک مہینے میں اللہ کا قرب چاہتا ہے اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ شعبان اور شوال کا رب بھی وہی ہے جو رمضان کا رب ہے۔ جس طرح رمضان میں اللہ کا خوف دل میں پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی اللہ کا خوف دل میں پیدا کرنا ضروری ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر زمانے اور ہر جگہ کا رب ہے۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس مبارک مہینے کو خوش آمدید کہے اور وہ یہ اپنے دل میں

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التوحید' باب ۳۵ (۷۴۹۲)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل الصیام (۱۶۴/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزم کرے کہ اسے مہینے میں جہنم سے آزاد ہونے والوں میں شمار کرلیا جائے گا' اور اس کے اعمال کو قبول کرلیا جائے گا۔ اور وہ یہ بھی اپنے دل میں ٹھان لے کہ جب وہ اس مہینے سے نکلے گا تو اللہ اسے جہنم سے آزاد کرچکا ہوگا۔ اور اس کی گردن اللہ کے غضب سے آزاد ہوچکی ہوگی۔ کیونکہ اللہ کا غضب انسان کو تباہ و برباد کردیتا ہے اور روزے دار کو اپنے دل میں یہ بھی ٹھان لینی چاہیے کہ اس مہینے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا نام اپنے ان مقبول بندوں میں درج کردے گا جن کی نیکیاں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہوں گی اور انہیں جنت میں وہ کچھ ملے گا جو ان کے دل چاہیں گے۔

دنیا میں بھوکے رہو تاکہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں تمہیں پیٹ بھر کر کھانا میسر آئے اور تم باب الریان (سیرابی دروازہ) سے جنت میں داخل ہوسکو۔ قیامت کے دن یہ دروازہ کھولا جائے گا اور اس سے صرف روزے دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ جب سب روزے دار جنت میں داخل ہوجائیں گے تو یہ دروازہ بند کردیا جائے گا۔[1]

دنیا میں تم روزے کی صورت میں پیاسے رہو تاکہ قیامت کے دن تمہیں حوض کوثر سے پینے کو جام ملے۔ اس حوض کوثر پر سیدنا محمد ﷺ اپنی امت کے افراد کو پانی پلائیں گے اور اس حوض کوثر کے ارد گرد ستر ہزار فرشتے کھڑے ہوں گے اس کی لمبائی اور چوڑائی ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگی اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔ جو ایک دفعہ پی لے گا اسے قطعاً پیاس نہیں لگے گی۔[2]

ہم اللہ کے فضل وکرم کے سوالی ہیں۔ تم کوشش یہ کرو کہ اس حوض کوثر سے تمہیں پینے کو جام ملے اور تم یہ کوشش کرو کہ جسم کے سارے اعضاء روزہ رکھیں۔ کان بھی روزہ رکھیں اور کانوں کا روزہ یہ ہے کہ یہ دنیا میں گانا' فحش کلام سننے سے اجتناب کریں کیونکہ جو کان دنیا میں گانے سنیں گے وہ جنت کے پرکیف نغمے سننے سے محروم کردیئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((الصَّلٰوةُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَ رَمَضَانُ اِلٰى

---

1. صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الریان للصائمین (۱۸۹۶'۳۲۵۷)

2. صحیح البخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض (۶۵۷۹'۶۵۸۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَمَضَانُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَالَمْ يُؤتَ كَبِيرٌ وَذَالِكَ الدَّهرُ كُلُّهُ))[1]

''نماز سے نماز جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان کے درمیانی حصے کے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے بشرطیکہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔''

مسند امام احمد اور بیہقی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَكْرَمَ اللّٰهُ اُمَّتِىْ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ بخمس كرامات))

''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ماہِ رمضان میں پانچ عزتیں اور سرفرازیاں عطا کی ہیں۔''

ان میں سے پہلی عزت افزائی یہ ہے

① روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

② روزے دار کے لئے سمندر میں مچھلیاں افطاری کے وقت تک دعائیں کرتی ہیں۔

③ روزے داروں کے لئے روزانہ جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

④ رمضان میں سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

⑤ رمضان کی آخری رات لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم سے آزادی لیلۃ القدر میں ملتی ہے یا رمضان کی آخرت رات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رمضان کی آخری رات یہ اعزاز ملتا ہے کیونکہ کام کرنے والے کو اس کے کام کا معاوضہ کام کے ختم ہونے پر ملتا ہے۔[2]

---

[1] صحيح مسلم۔ كتاب الطهارة۔ باب فى باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة......الخ (۱۴۔ ۱۵۔۱۶/ ۲۳۳) مسند احمد ۲/ ۲۲۹ شعب الايمان للبيهقى (۳۶۱۹) المستدرك للحاكم ۴/ ۲۵۹ نحوه

[2] مسند احمد ۲/ ۲۹۲ البزار (۹۶۳) شعب الايمان للبيهقى (۳۶۰۲۔۳۶۰۳) مجمع الزوائد ۳/ ۱۴۰ بمعناه امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند میں ہشام بن زیاد ابوالمقدام ضعیف ہے۔ لیکن اس حدیث میں موجود الفاظ بعض دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلف صالحین کا یہ معمول رہا ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے۔اور رمضان کی بڑے اہتمام سے تیاری کرتے۔ ساری کائنات کے امام ومقتدا سیدنا محمد ﷺ جب رمضان کا چاند نظر آتا تو یہ دعا پڑھتے۔

((اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ' وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ' رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ' ھِلَالُ خَیْرٍ وَ رُشْدٍ))[1]

''الٰہی اس چاند کو ہمارے لئے امن اور ایمان وسلامتی اور اسلام کی صورت میں طلوع کر۔اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔اللہ کرے یہ چاند خیر و برکت اور رشد وہدایت کا ہو۔''

امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب رمضان کا چاند طلوع ہوتا تو یہ اپنی کتابیں بند کردیتے۔قرآن مجید پکڑ لیتے اور مسجد میں بیٹھ جاتے۔ باوضو رہتے اور یہ فرمایا کرتے۔

((ھٰذا شَھْرُ الْقُرْآنِ' لَا کَلَامَ فِیْہِ اِلَّا مَعَ الْقُرْآنِ))

''یہ قرآن کا مہینہ ہے کہ قرآن کے علاوہ دیگر کوئی بات چیت نہیں ہوگی۔''

اکثر وبیشتر سلف صالحین کا یہ معمول تھا کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو وہ مساجد کا رخ کرتے اور وہاں ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف رہتے' جب کوئی ایسی ضرورت پیش آتی جس کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا تو وہ اپنے گھروں میں واپس آتے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا معمول یہ تھا کہ جب رمضان شروع ہوتا تو وہ فتوی دینا بند کردیتے۔اور بیٹھ کر ذکر الٰہی لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر اور قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔

اے اللہ کے نیک بندو! تم اس مہینے کا استقبال بہترین انداز میں کرو۔ ماہ رمضان

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما یقول عند رؤیۃ الھلال (۳۴۵۱) مسند الدارمی۔ باب ما یقال عند رؤیۃ الھلال (۱۶۲۹) صحیح ابن حبان ۳/ ۱۷۱۔(۸۸۸) واللفظہ سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب یقول الرجل اذا رأی الھلال (۵۰۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استقبال کا حق اس طرح ادا ہوگا کہ تم اپنے گناہوں سے خالص توبہ کرو۔ کثرت سے استغفار کرو۔ دعائیں مانگو۔ قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

جمعہ اور جماعت کی پابندی کرو، سچ بولو اور ہر ایک سے خیر خواہی سے پیش آؤ۔

ہم رمضان کا استقبال کیسے کریں؟

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ رَفِیعِ الدَّرَجَاتِ مَالَمْ تَخفِیہِ السرائر وَالنِّیَاتُ، الْمُطلِعُ عَلَی کُلِّ مَا أَخْفَاہُ الْعَبْدُ وَھُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ لِعِبَادِہ الْحَسَنَاتِ بِالْحَسَنَاتِ وَ یَکْتَبُ لَھُمُ السَّیِّأٰتِ سَیِّأٰت۔ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیرِ مَنْ أَفْطَرو صَامَ، وَنَامَ وَ قَامَ وَطَافَ بِالْبَیْتِ الْحَرَامِ بِانِّی دُوْلَۃِ الْاِسْلَامِ، وَھَادِمِ دَوْلَۃِ الْاَصنام عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَتَمَّ السَّلَامِ))

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، سب تعریفیں ارض و سما کے رب اللہ کے لئے ہیں۔ جو بلند درجات والا ہے جس پر راز ہائے دروں اور نیتیں چھپی ہوئی نہیں اور وہ ہر اس چیز پر مطلع ہوتا ہے جس کو بندہ صیغہ راز میں رکھتا ہے اور اپنے بندوں کی نیکیوں کو نیکیوں سے بلند کرتا ہے اور ان کی برائیاں لکھ دیتا ہے۔ اور درود و سلام ہو اس ہستی پر جس نے روزہ رکھا اور افطار کیا جو رات کو سویا اور قیام کیا۔ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا جو اسلامی حکومت کا بانی ہے جس نے بتوں کی حکومت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اس ذات اقدس مکمل ارفع و اعلیٰ پر درود و سلام ہو۔''

امابعد: اللہ کے بندو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۝﴾ [سورة البقرة:۱۸۵: ۱۸۳]

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔ یہ روزے چند گنتی کے دن ہیں پھر تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں (اور نہ رکھیں) تو اس کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے اس کیلئے یہ بہتر ہے اور اگر تم روزہ رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھو رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو تمام لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت حق و باطل میں فرق کرنے والے واضح دلائل ہیں۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پالے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پورا مہینہ روزے رکھے۔ ہاں اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرسکتا ہے۔ اللہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ چاہتا ہے۔ سختی کا نہیں اور تاکہ تم مہینہ بھر کے دنوں کی گنتی پوری کرلو اور جو اللہ نے تمہیں ہدایت دے دی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم شکرگزار بنو۔"

لوگو! تم پر ایک معزز مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ یہ ایک عظیم مہمان ہے۔

آیئے زندگی کے چند لمحات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاریں کہ آپ ﷺ نے اس عظیم مہینے کا استقبال کس طرح کیا؟ آپ ﷺ نے اس معزز مہمان کی خاطر مدارات کس طرح کی؟

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ تو معصوم ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس تو وہ ہستی ہے کہ آپ ﷺ کی باتوں پر دوسری باتوں کو قیاس کیا جاتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور آپ ﷺ کے اعمال پر دیگر تمام اعمال کو تولا جاتا ہے اور آپ ﷺ کے حالات پر دیگر حالات کی اصلاح کی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوْ اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [سورۃ الاحزاب: ۲۱]

''(مسلمانو!) تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔''

لَا اِلٰهَ الا الله واہ سُبحان اللّٰه

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی اس نے کس قدر نفع پایا اور وہ کس قدر خسارے میں رہا جس نے آپ ﷺ کی باتیں تو کیں لیکن آپ ﷺ کے طرز عمل کو اختیار نہیں کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کی اقتداء کی۔

آپ ﷺ ماہ رمضان کا بھرپور استقبال کیا کرتے تھے' ترمذی میں حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ جب آپ ﷺ رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

((اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ والايمان وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ هِلَالُ خَيْرٍ و رُشْدٍ ربى وَرَبُّكَ اللّٰه))[1]

''الٰہی اسے ہم پر برکت اور ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع کر میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

ماہ رمضان کے استقبال کے حوالے سے توحید کی نبض کتنی حسین ہے اور عقیدے کی آہٹ کتنی دلنشین ہے۔

آسمان پر طلوع ہونے والے چاند کو رسول اللہ ﷺ دیکھ کر کہا کرتے تھے۔

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما يقول عند رؤية الهلال (۳۴۵۱) مسند الدارمی۔ باب ما يقال عند رؤية الهلال (۱۶۲۹) صحيح ابن حبان ۳/ ۱۷۱۔(۸۸۸) هلال خير ورشد الفاظ سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب يقول الرجل اذا رأى الهلال (۵۰۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰه))

''میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

مشرکین اللہ کی بجائے چاند کی عبادت کیا کرتے تھے' اس تناظر میں آپ ﷺ چاند سے مخاطب ہو کر فرماتے۔

دیکھو پیارے چاند تو بھی مخلوق ہے۔ جس طرح میں مخلوق ہوں۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ تو نہ کسی نقصان کا مالک ہے اور نہ ہی نفع کا اور نہ ہی تو موت' حیات اور حشر کے دن جی اٹھانے کا مالک ہے۔ اور نہ ہی تو رزق کا مالک ہے اور نہ ہی تدبیر کا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تیری عبادت کی بلاشبہ اس نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا۔

اے پیارے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ رمضان ایک قیمتی فرصت ہے جس کا کوئی بدل نہیں اور مسلمان کی زندگی کے لمحات میں سے ایک سنہری لمحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات ایک لاکھ ایسے انسانوں کو آزاد کرتا ہے۔ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے اور رمضان کی آخری رات اتنے افراد کو آزادی ملتی ہے۔ جتنے افراد کو پورے رمضان میں جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور زیادہ فضیلت ہو سکتی ہے؟

سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ رمضان میں تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے' کسی نے اگر آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے انکار نہیں کیا!

اس کے ساتھ ساتھ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے آپ ﷺ بڑھ چڑھ کر صدقہ و خیرات کرتے' نیکی کا دور دورہ ہوتا' مسلمانوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل جاتی۔ صلہ رحمی' باہمی ملاقاتیں' جود و سخا اور ایثار و قربانی کے جذبات خزوں تر ہو جاتے۔

آپ ﷺ کا دل پاکیزہ آپ ﷺ کا کلام پاکیزہ اور آپ ﷺ کی زیارت پاکیزہ اور آپ ﷺ کا صدقہ پاکیزہ' آپ ﷺ کا ظاہر باطن عمدہ' آپ ﷺ کا اندرون و بیرون کامل اور آپ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر افضل' اکمل' اعلیٰ و ارفع' آپ ﷺ اتنے بڑے سخی کہ حاتم طائی بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ آپ ﷺ اتنے بڑے بہادر کہ عنترہ بھی آپ ﷺ کا پانی بھرتا ہوا دکھائی دے۔ آپ اتنے بڑے خطیب کہ قس بن ساعدہ بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں بونا دکھائی دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ))

آپ ﷺ کے کمالات کے کیا کہنے! آپ ﷺ کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ))

''آپ ﷺ تو بڑے بلند اخلاق ہیں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [سورۃ آل عمران:۱۵۹]

''اللہ کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان کے حق میں کتنے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اگر آپ ﷺ تند مزاج اور سنگدل ہوتے تو یہ سب آپ ﷺ کے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔''

آپ ﷺ کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [التوبۃ : ۱۲۸]

''لوگو! تمہارے پاس تمہیں سے ایک رسول آیا ہے اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اسے گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہاری فلاح کا حریص ہے۔ مومنوں پر نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ ماہ رمضان کو قرآن حکیم کی تلاوت کے لئے مخصوص کر لیا جائے اس بات کو امت کے علماء نے خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اسی لئے علمائے امت ماہ رمضان کے دوران فتویٰ نویسی، درس وتدریس اور لوگوں سے میل ملاقات کو ترک کر دیا کرتے تھے۔ وہ قرآن پکڑ لیتے اس کی تلاوت کرتے اس کی دواء اپنے زخموں پر لگاتے اور اسی کی مرہم بیماریوں پر ملتے جس کے ذریعے رب ارض وسماان کو شفاء دیتا اس لئے کہ قرآن حکیم ہے ہی سراپا شفا۔ یہ رمضان کی ایک جلیل القدر رات کو نازل ہوا تا کہ اس مردہ امت کو زندہ کر دے جو زندگی سے آشنا ہی نہیں تھی اور وہ امت کی بصیرت کو روشن کر دے جو بصیرت کے مفہوم کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانتی ہی نہیں تھی اور وہ امت کے سر کو بلند کر دے جو خاک آلود ہو چکا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنی امت کو رمضان ۔کے پہلے دن اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا۔

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصيام فإنه لِيْ وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ))[1]

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

روزہ بندے اور اس کے اللہ کے درمیان ایک سر بستہ راز ہے۔ اس کے روزے سے اللہ کے سواء کوئی آ گاہ نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ تو روزے دار ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ تو پس دیوار کچھ کھا پی لے لیکن اللہ کے سوا اس چھپے ہوئے راز کو بھلا کون جانتا ہے؟

اللہ کے سوا کون جانتا ہے کہ تو نے کچھ کھا پی لیا ہے یا تم کسی چیز سے در پردہ لطف اندوز ہوئے ہو اللہ ہی اندھیرے اور اجالے کا رب ہے۔

نماز' زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی تو لوگوں کے مجمع میں سر عام کرتا ہے۔ جہاں تک روزے کا تعلق ہے۔ سبحان اللہ بسا اوقات تو اندھیرے میں چھپ کر کھا پی لیتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ تو روزے دار ہے حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ تو روزے دار نہیں واقعی یہ تیرے اور اللہ کے درمیان ایک راز ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔

﴿كُلُّ عمل بن آدم له الا الصيام فَإِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ﴾[2]

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

پھر ذرا اللہ تعالیٰ کے اس لطف و کرم کو دیکھئے۔ جو حدیث قدسی میں بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] صحيح البخاری۔ كتاب الصوم' باب هل يقول: انی صائم اذا اشتم (۱۹۰۴)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام' باب فضل الصيام (۱۶۳/ ۱۱۵۱)

[2] صحيح البخاری۔ كتاب الصوم' باب هل يقول: انی صائم اذا اشتم (۱۹۰۴)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام' باب فضل الصيام (۱۶۳/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

((یَدَعُ طَعامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَ شَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِی یَجُوْعُ مِنْ اَجْلِیْ وَ یَظمأ مِنْ اَجْلِی وَیحرم نفسه التمتع مِنْ اَجْلِی))[1]

''وہ اپنا کھانا' پینا اور نفسانی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے۔ یعنی وہ میرے لئے بھوکا پیاسہ رہتا ہے اور میرے لئے اپنے نفس کو لطف اندوز ہونے سے روکے رکھتا ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰه من ریح المِسْك))[2]

''اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔''

روزے کی بھوک وجہ سے جو معدے سے اٹھنے والی بو منہ کے راستے خارج ہوتی ہے جس سے گردونواح کے لوگوں کو ناگوار محسوس ہوتی ہے تو جب وہ حی وقیوم کے پاس پہنچتی ہے تو وہ خالص کستوری بن جاتی ہے۔

ابن آدم کی ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا یا اس سے بھی کہیں زیادہ تک بڑھا دی جاتی ہے مگر روزے کا اجر وثواب کتنا ملے گا اس کا علم سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کسی کو نہیں اللہ نے جنت میں روزے داروں کے لئے مخصوص دروازہ بنایا ہے یہ بڑا کھلا دروازہ ہوگا۔ جس سے روزے دار قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں پکار کر کہے گا۔ جو دنیا میں روزے کی وجہ سے کھا پی نہ سکے وہ یہاں کھاؤ پیؤ جو دنیا میں روزے کی وجہ سے لطف اندوز نہ ہو سکے وہ یہاں لطف اٹھاؤ۔

بخاری' مسلم میں سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((انَّ فی الْجَنَّة بَابًا یُسَمّٰی الرَّیَانُ' یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ لَا

[1] مسند احمد ٢/ ٢٣٤'٣٩٥'٤١١'٤٥٧'٤٦٥'٤٦٧۔ بیهقی ٤/ ٢٣٥'٢٧٣ بمعناه فی صحیح البخاری (٧٤٩٢) صحیح مسلم (١٦٤/ ١١٥١)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب التوحید' باب ٣٥ (٧٤٩٢)

صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل الصیام (٦٤/ ١١٥١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدْخُلُ مِنْهُ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ الْبَابُ فَلَا يَدْخُلُ مِنْهُ غَيْرُهُمْ))[1]

''بلا شبہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے ان کے علاو اس سے کوئی داخل نہیں ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ اس سے اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔''

روزے دار اللہ کا دوست ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا))[2]

''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دور کر دے گا۔''

اس حدیث کے پیش نظر رکھتے ہوئے سلف صالحین کا یہ معمول رہا کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران بھی روزہ رکھنے کو اپنا معمول بنائے رکھا کہ اگر اس راستے میں جان جائے تو روزے کی حالت میں جائے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے بیان کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے روزہ رکھا ہوا تھا اور اس سے پہلے سیدنا زید بن حارثہ اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الصوم، باب الريان للصائم (١٨٩٦۔ ٣٢٥٧)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام، باب فضل الصيام (١٦٦/ ١١٥٢)

[2] صحيح البخاري۔ كتاب الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله (٢٨٤٠)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق (١٦٨/ ١١٥٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پیٹ بھوکا تھا جگر پیاسا تھا۔ فرمایا کچھ کھانے کے لئے ہے تو لاؤ تا کہ میں لڑائی کے لئے تازہ دم ہوسکوں۔ اس وقت تلواریں چمک رہی تھیں۔ نیزوں کی بہادروں کے سروں پر بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روزے دار تھے۔ جب اس نے اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں تو فرمایا گوشت کا مجھے شوربا دو جب ان کی خدمت میں شوربا پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا سورج غروب ہوگیا ہے۔ لوگوں نے بتایا ابھی نہیں آپ نے انتظار کیا جب سورج غروب ہوگیا تو کھانے کے چند لقمے لیے لیکن کھانے میں کوئی لذت ہی محسوس نہیں ہو رہی تھی پانی پینے میں کوئی مزا ہی نہ تھا۔ جو لقمہ پکڑا ہوا تھا اسے زمین پر پھینکا اپنی نیام کو توڑ ڈالا میدان کارزار میں داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

اے مسلمانو! جن کی ولادت لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ماحول میں ہوئی۔ تم لا الہ الا اللّٰہ کے ماحول میں جوان ہوئے۔

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آیا اور تمہارے بہت قریب آ پہنچا۔ رمضان تم سے اس صورت میں رخصت ہوگا کہ تم میں بہت سے خائب و خاسر رہ جائیں گے۔ تم اس کو غنیمت جانو کہ اللہ جہنم سے تمہاری گردنیں آزاد کردے۔ تم رمضان میں ملنے والی فرصت کو غنیمت جانو جس کا کوئی بدل نہیں یہ توبہ کے قیمتی لمحات ہیں اور یہ دعاؤں کی قبولیت کے سنہری اوقات ہیں۔ ان لمحات میں کثرت سے ذکر الٰہی کرو' لا الہ الا اللّٰہ کا کثرت سے ورد کرو۔ سبحان اللہ اور الحمدللہ سے اپنی زبانوں کو تر کئے رکھو۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت کرو۔ اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کی آیات بینات سے آباد کرو واہیات' لچر اور فحش گانے سننا چھوڑ دو جن سے دل اپنے رب سے غافل ہو جاتے ہیں۔

اس کو غنیمت سمجھو کہ تمہاری گردنیں جہنم سے آزاد کر دی جائیں اور اس دن تمہارے چہرے چمکیں جس دن تمہیں اللہ واحد کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

مبارک ہوان پیٹوں کو جو اللہ کے لئے بھوکے رہے اور مبارک ہوان جگروں کو جو اللہ کے لئے پیاسے رہے۔ مبارک ہو تمہیں وہ دن جس میں تمہیں ماہ رمضان دیکھنا نصیب ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جس میں ایمان اور ثواب کی نیت سے روزے رکھتے ہو اور سات آسمانوں پر فرشتے تم پر فخر کرتے ہیں۔

اے زندہ جاوید امت اور وہ امت جس کے محسنوں پر اللہ راضی ہوا۔ اس مبارک مہینے میں اپنے گناہوں کو مٹالو: اور تم اپنی توبہ کی تجدید کرو۔

اے رمضان اللہ تجھے حیات جاودانی عطا کرے اور تو اللہ کے فضل و کرم سے ہماری ساری خطائیں مٹانے کا باعث بن جائے اور تو ہمیں حوض کوثر پر جام پینے کے لئے لے جائے اور وہاں حوض کوثر سے ہم جی بھر کر پئیں جس کے بعد ہمیں پیاس محسوس ہی نہ ہو۔

روزوں کے اسرار و رموز

((اَلْحَمْدُ لِلّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه الَّذِیْ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا وَتَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وجعل فیھا سراجاً وَ قَمَرًا مُنِیْرًا، وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ بَعَثَهٗ رَبُّهٗ هَادِیًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیْرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وسِرَاجًا مُنِیْرًا، بَلَّغَ الرِّسَالَةَ، وَاَدَّی الْاَمَانَةَ وَنَصَحَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدَ فِی اللّٰهِ حَتّٰی اَتَاهُ الْیَقِیْنُ۔ اَمَّا بَعْدُ! عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ لِلصِّیَامِ اَسْرَارٌ وَمَقَاصِدٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا مَنْ عَاشَ الصِّیَامَ بِحَرَارَةٍ وَعَاشَهٗ بِاِقْبَالٍ وَتَقَبُّلٍ))

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنے بندوں سے باخبر اور انہیں دیکھنے والا ہے۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ بنایا اور روشن چاند بنایا، اور وہ ذات جس نے رات دن کو آگے پیچھے آنے والا بنایا۔ یہ نعمتیں اس کے لئے بنائیں جو چاہتا ہے کہ نصیحت حاصل کرے اور وہ شکر گزار ہو۔"

درود و سلام ہو اس ذات اقدس پر جس کو اس کے رب نے داعی، بشارت دینے والا ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ ایک روشن چراغ ہیں انہوں نے پیغام پہنچا دیا کہ امانت ادا کر دی۔ امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں مرتے دم تک جہاد کیا۔

اللہ کے بندو! بلاشبہ روزوں کے کچھ اسرار و رموز اور مقاصد ہیں۔ انہیں وہی جانتا ہے جس نے والہانہ شوق سے روزے رکھے ہوں اور ان کی اچھی دیکھ بھال کی ہو۔

① پہلا راز تو یہ ہے کہ روزے تقویٰ پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ روزوں کی فرضیت کے سلسلے میں بیان کرنے والی آیت کا اختتام ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (تاکہ تم متقی بن جاؤ) پر کرتے ہیں۔

یہاں یہ نہیں کہا کہ تم غور و فکر کرو یا یاد کرو یا شکر کرو صرف یہ فرمایا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اسی لئے بخاری، مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ))[1]

"اے نوجوانو! جو تم میں سے اخراجات کی سکت رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ شادی کر لے اس لئے کہ یہ نگاہ کو نیچا رکھنے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا باعث بنتی ہے۔ جو اخراجات کی سکت نہیں رکھتا اس پر لازم ہے کہ روزے رکھے تو یہ اس کے لئے ڈھال ہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تقویٰ پیدا کرنے کے حوالے سے معاون ثابت ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ بھوک نفس انسانی کو کچلتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے لئے اللہ کی راہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

② روزے کا دوسرا راز یہ ہے کہ اس سے ان بھوکے لوگوں کی جان لیوا حالت کا پتہ چلتا ہے جن کا غربت نے کچومر نکالا ہوتا ہے۔ مالدار اور خوشحال لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب النکاح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "من استطاع منکم الباءة..... الخ (۵۰۶۵۔۱۹۰۵) صحیح مسلم۔ کتاب النکاح (۱/ ۱۴۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی گزران ہمیشہ صبح شام گوشت' پھلوں اور سبزیوں پر ہوتی ہوا سے کیا پتہ کہ یہاں کچھ ایسے لوگ بھی آباد ہیں جو صبح و شام بھوکے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کو یہ بتائے کہ اس دنیا میں ان کے بھائی چند ایسے بھی ہیں جو مٹی پر سوتے ہیں اور آسمان ان کا لحاف ہوتا ہے۔ انہیں روٹی کا ٹکڑا بھی میسر نہیں ہوتا۔ روزے داروں کو زبان حال سے یہ پیغام ملتا ہے کہ تم اگر ایک مہینہ بھوک کے دائرے میں آتے ہو تو اس دنیا میں تمہارے علاوہ ایسے لوگ بھی ہیں جو کئی ماہ تک بیچارے بھوکے رہتے ہیں۔

③ روزے کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس دوران روزے دار عبادت کے لئے فارغ اور یکسو ہوتا ہے۔ انسان جب خوب کھا پی لیتا ہے تو اس کا نفس سفلی جذبات کی طرف مائل ہوتا ہے جب انسان بھوکا پیاسا ہوتا ہے تو اس کا نفس حی و قیوم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف محو پرواز ہوتا ہے۔

عرب زمانہ جاہلیت میں جب رقص و سرور کی کسی محفل سے لطف اندواز ہو رہے ہوتے تو وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہو جایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کھانے پینے کی بجائے زیادہ وقت تلاوت قرآن' اللہ تعالیٰ سے مناجات میں گزارا کرتے تھے۔

روح کی غذا معنوی اور لطیف ہوتی ہے جبکہ جسم کی غذا کھانے پینے کی اشیاء کی صورت میں ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ پورا ماہ رمضان قرب الٰہی میں نہایت مسرور طبع گزارتے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے توفیق خاص تھی جو آپ کو فراوانی کے ساتھ میسر تھی۔

رمضان میں ظاہری اعمال

آج کل ماہ رمضان میں بہت سے لوگ بعض ایسے ظاہری اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں جس میں شریعت کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ بہت سے لوگ نیکی سمجھ کر خطاؤں کے مرتکب ہوئے اور اس سے وہی بچے رہتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو۔ رمضان میں ان ظاہری اعمال کی تین صورتیں سامنے آتی ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو صرف ماہ رمضان میں پہچانتے ہیں اور باقی گیارہ مہینے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اللہ کی نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان گیارہ مہینوں میں وہ قرآن حکیم کی تلاوت سے دور بھاگتے ہیں اور شرعی احکام کی مخالفت اور معصیات کے مرتکب ہوتے ہی جب وہ سنتے ہیں کہ ماہ رمضان آ گیا تو مساجد کا رخ کرتے ہیں اور اپنے اوپر مسکینی، عاجزی اور انکساری طاری کر لیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ کیا رمضان کا رب شوال اور شعبان کا رب نہیں اور وہ جو رمضان میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہے بھلا وہ غیر رمضان میں پوشیدہ و مخفی کو نہیں جانتا؟ پھر جب رمضان چلا جاتا ہے تو لوگ عید کے کپڑے پہن لیتے ہیں اور وہ اللہ رب العالمین سے اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں اور اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ان کی حالت بالکل بنی اسرائیل جیسی ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب انہیں ڈنڈا دکھلایا جاتا تو جھک جاتے اور خوف زدہ ہو جاتے اور جب فراوانی و خوشحالی ہوتی تو اکڑ جاتے۔ گردنیں اکڑا لیتے اور ظلم و زیادتی کرنے لگتے ہیں۔

واہ سبحان اللہ، اللہ کے بندو ہمارا اللہ کو پہچاننا یا اس سے لگاؤ رکھنا صرف رمضان تک ہی محدود نہیں ہونا چاہیے جب رمضان ختم ہو جاتا ہے تو ہم بھی اللہ وحدہ لا شریک کو بھول جاتے ہیں۔ پھر ہمارا حال بھی رات گئی بات گئی والا ہو جاتا ہے۔

ہلاکت و بربادی ہے اس کے لئے جو یہ خیال رکھتا ہے کہ اللہ اسے صرف رمضان میں ہی پہنچانتا ہے۔ تباہی و حرماں نصیبی ہے اس شخص کے لئے جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف رمضان میں چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا ہے یہ سراسر اس کی خام خیال ہے اور غلط سوچ ہے۔

② ظاہری طور پر دوسرا عمل جو رمضان کے دوران دیکھنے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو نماز تراویح کا اہتمام کرتے ہیں۔ گلی محلوں سے جوق در جوق لوگ مساجد کا رخ کرتے ہیں اور جب رمضان ختم ہو جاتا ہے تو پھر مسجد میں جا کر نماز باجماعت بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز تراویح ایک نفلی نماز ہے جو اس کا اہتمام کرتا ہے بلاشبہ اس کے لئے اجر عظیم ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن فرض نماز اور پھر باجماعت نماز کی ادائیگی اس کے اجر وثواب کے کیا کہنے!

اہل علم تو یہ کہتے ہیں کہ فرض نماز کا ادا کرنا تو واجب ہے۔ بلکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو تو فرض نماز کی ادائیگی صحیح مسلمان ہونے کے لئے شرط ہے۔ ایک فرض نماز رمضان کی تیس راتوں کی تراویح سے زیادہ افضل ہے۔

اس انسان کی سوچ کو دیکھئے اور اس کی سمجھ بوجھ کا جائزہ لیجئے جو نماز تراویح تو بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن جب رمضان گزر جاتا ہے تو پھر وہ باجماعت نماز بھی ادا نہیں کرتا۔

③ رمضان کے دوران تیسری بات ظاہری طور پر یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ بہت سے لوگ دن بھر یا دن کا بیشتر حصہ سو کر گزارتے ہیں وہ صبح سے ظہر تک پھر ظہر سے عصر تک اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو عصر سے مغرب تک سوئے رہتے ہیں بھلا سوچئے اس صورت میں روزوں کی لذت کہاں گئی۔ بھوک کی حرارت اور پیاس کی مشقت کہاں گئی؟ جب آپ دن بھر سوئے رہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ رات میں سانس لے رہے ہیں گویا کہ آپ نے روزہ رکھا ہی نہیں۔ اس صورت میں رمضان کے ایمانی مفہوم کدھر گئے؟

جب ساری رات باتیں کرنے اور کھیل کود میں گزرے اور پورا دن سونے کی نذر ہو جائے تو پھر رمضان کا مطلب کیا ہوا۔؟

تب تو اس کے حق میں رمضان کے علاوہ دیگر مہینے زیادہ اچھے ہوئے ایسا شخص رمضان کے دنوں میں غروب آفتاب کا انتظار کبیدہ خاطر ہو کر کرتا ہے تاکہ وہ آفتاب غروب ہوتے ہی کھائے پیئے دلپسند نغمے سنے اور لطف اندوز ہو اور پھر دوسرے دن وہ چادر لپیٹ کر پورا دن سو کر گزارتا ہے تو ایسے شخص کے روزوں کیا مطلب؟ کیا معنی؟ کیا مفہوم اور کیا فائدہ؟ دن میں سونا شرعاً ممنوع نہیں لیکن لمبی تان کر نہ سوئے۔ روزوں کا مقصد یہ ہے کہ ان کے اثرات طبیعت پر طاری ہوں۔ رمضان کی گھڑیوں سے روحانی بالیدگی حاصل ہو رمضان کے مبارک لمحات میں دلوں میں لطافت اور رقت پیدا ہو' بھوک اور پیاس کا احساس انہیں ان کی تربیت کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ روزہ رکھنے سے تمہیں پتہ چلے گا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیری روح میں کس طرح صفائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور تیرا دل کس طرح چمکتا ہے کہ جس کی بنا پر اللہ تجھے جہنم کی آگ سے بچا لے گا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ دن کے وقت سونا حرام ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ افضلیت کے منافی ہے۔ سلف صالحین رمضان کے دن سو کر نہیں گزارتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ رات کو سویا جائے اور جب اسے اس حقیقت کا علم ہو جاتا ہے دن کے وقت سونے سے عمر کا ایک حصہ ضائع ہو رہا ہے اور قیمتی وقت ہاتھ سے چھوٹا جا رہا ہے اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے سنہری مواقع ختم ہوتے جا رہے ہیں تو ایسا احساس پیدا ہوا کہ اس کے بعد نیند پھر کہاں آئے گی؟۔

روزوں میں ہمارا فرض

روزوں کے حوالے سے ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی سے صحیح معنوں میں روزوں سے مستفیض ہوسکیں۔ آیئے میں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کی ادائیگی کی روشنی میں ماہ رمضان ہمارے لئے برکتوں کا خزینہ ثابت ہو۔

① ماہ رمضان کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے ایمان کا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کیا ہم اس پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں یا نہیں؟۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴾ [العنکبوت:۱۔۲]

''الم۔ کیا لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ انہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور آزمایا نہیں جائے گا اور تحقیق ہم نے آزمایا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے ہوئے تاکہ اللہ جان لے ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور وہ جان لے ان لوگوں کو جھوٹے ہیں۔''

اللہ جانتا ہے کہ روزوں کے دوران اور روزوں کے علاوہ سچا کون ہے! اور جھوٹا کون ہے! اسی لئے حدیث قدسی میں مذکور ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ عَمَلِ بنِ آدَمَ له اِلَّا الصِّيَامِ فَاِنَّهُ لِي))[1]

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے۔''

روزہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک سربستہ راز ہے۔ انسان کے لئے ممکن ہے کہ وہ روزے کی حالت میں کچھ کھا پی لے اور اسے کوئی نہ دیکھے۔ لیکن اللہ تو دیکھ رہا ہوتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ انسان جب چاہے دیوار کی اوٹ یا کمرے میں بند ہو کر کھا پی لے اسے ماں' باپ' پڑوسی اور بھائی نہ دیکھ سکیں لیکن رب الناس تو اسے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جو اپنے بندے کو ہر حالت میں دیکھ رہا ہوتا ہے خواہ وہ قیام کی حالت میں ہو یا سجدے کی حالت میں' یہ ایک حقیقت ہے کہ روزہ حی وقیوم اور بندے کے درمیان ایک سربستہ راز ہے۔

نماز کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہوتا ہے لیکن جب وہ باجماعت نماز پڑھ رہا ہوتا تو لوگ اسے دیکھتے ہیں۔ حج کی بھی یہی صورت ہے۔ لیکن روزہ رازہائے دروں میں سے ایک ایسا راز ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس سے کوئی آگاہ ہوسکتا ہے جب تک کہ کسی کو بتایا نہ جائے۔ برادران اسلام اس کو راز ہی رہنے دیجئے' ہمیں یہ حقیقت معلوم ہو جانی چاہئے کہ اللہ ہمارا حامی وناصر' نگہبان اور گواہ ہے۔

② دوسرا فرض ہم پر یہ عائد ہوتا ہے کہ ہم روزے کی نیت کریں۔ کیونکہ جو نیت نہیں کرتا اسے اجر وثواب نہیں ملتا۔ بعض لوگ نماز یا روزے جیسی عبادات کو اپنے آباؤ اجداد کی عادت کے طور پر کرتے ہیں۔ وہ روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ لوگ روزے رکھتے ہیں وہ حج اس لئے کرتے ہیں کہ لوگ حج کرتے ہیں۔ وہ اپنا تزکیہ اس لئے کرتے ہیں کہ لوگوں کو ایسا کرتے دیکھتے ہیں۔ اللہ کی عبودیت میں یہ تقلید مناسب نہیں۔ یہ ہمارے لئے واجب ہے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے بندگی کا شعور رکھتے ہوئے روزے رکھیں اس لئے ضروری ہے روزہ رکھنے کی نیت کریں۔

اور جب ہم غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے لگیں تو یہ نیت کریں کہ ہم

---

[1] صحيح البخاری۔ كتاب الصوم' باب هل يقول: انی صائم' اذا اشتم (۱۹۰۴)
صحيح مسلم۔ كتاب الصيام' باب فضل الصيام (۱۶۱/ ۱۱۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم دن کی قدر کی اور اسے اس کی منشاء کے مطابق گزارا۔اس لئے روزہ افطار کرتے ہوئے یہ دعا زبان پر ہونی چاہیے۔

((اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ))[1]

''الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا تیرے رزق سے میں نے روزہ افطار کیا میری طرف سے یہ عمل قبول کر لے بلاشبہ تو سننے والا جاننے والا ہے۔''

کھانا کھاتے وقت یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس کھانے سے جسم میں جو طاقت آئے گی اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا جائے گا۔ جب سحری کا کھانا کھایا جائے تو دل میں یہ نیت کی جائے کہ اس کھانے سے جو توانائی میسر آئے گی۔اس سے دن بھر روزہ نباہنے کی مدد ملے گی۔سحری کے وقت اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے اور ساتھ ہی یہ نیت بھی کی جائے کہ کل نئے دن میں پھر روزہ رکھنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔نماز عشاء فریضہ ادا کرنے کے بعد نماز تراویح دیگر مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر ادا کی جائیں۔تراویح میں شرکت صرف اللہ کی رضا کے لئے ہونا کہ اس لئے کہ لوگ تعریف کریں گے۔ریاء کاری اور شہرت طلبی عبادت کے اجر وثواب کو ختم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

یاد رہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہے۔

③ ماہ رمضان میں ہمیں پورا دن سو کر نہیں گزارنا چاہیے۔بعض لوگوں کا طرز عمل یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو سارا دن سو کر گزارتے ہیں نہ انہیں روزوں کی لذت کا احساس ہوتا ہے نہ بھوک کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی پیاس کا اس صورت روزے کے راز ہونے کی حیثیت کہاں گئی۔یہ تو کوئی مزے کی بات نہ ہوئی کہ روزے دار

---

[1] سنن ابی داؤد۔ الصیام' باب القول عند الافطار (۲۳۵۸) فتقبل منا انك انت السمیع العلیم کے الفاظ سنن دارقطنی ۲/ ۱۸۴ اور ''عمل الیوم واللیلة'' لابن السنی (۴۷۴) میں ہیں۔یہ حدیث ضعیف ہے۔تفصیل کیلئے دیکھیں (ارواء الغلیل ۴/ ۳۶۔۳۷ (۹۱۹) از علامہ البانی رحمہ اللہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک اور پھر عصر سے غروب آفتاب کے کچھ عرصہ پہلے تک لمبی تان کر سویا رہے اس صورت میں روزے کے راز ہونے کی حیثیت اور روزوں کی عبودیت کے پہلو کا کیا ہوگا۔ پھر وہ رات بھر قیام کرتا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق نہیں ہوگا۔ روزے دار کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ دن بھر سویا رہے اور رات قہبہ خانوں' فضول محفلوں اور ناپسندیدہ مجلسوں میں بیٹھ کر گزار دے اور یہ اس قسم کی فضول مصروفیت ہے جس سے خوامخواہ وقت ضائع ہوتا ہے اور انسان اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہے۔

④ ہم مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ماہ رمضان میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کریں کیونکہ قرآن مجید اسی مہینے میں نازل کیا گیا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ﴾ [سورۃ البقرہ:۱۸۵]

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو سراپا ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور اس میں ہدایت کے واضح دلائل ہیں اور یہ حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل یہ تھا کہ جب ماہ رمضان شروع ہوجاتا تو اپنی کتابیں بند کردیتے' فتویٰ دینا بھی بند کردیتے' لوگوں سے سوال جواب کی نشست بھی ختم کردیتے اور قرآن مجید کی ہر وقت تلاوت کرتے رہتے اور فرماتے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے یہ قرآن کا مہینہ ہے بس مسجد میں بیٹھ جاتے اور پورا ماہ رمضان قرآن حکیم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔

عابد' زاہد' عالم' فاضل' امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا طرز عمل یہ تھا کہ ماہ رمضان شروع ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے وہاں بیٹھ کر تلاوت کرتے رہتے یا تسبیح وتحمید میں وقت گزارتے جب وضو ٹوٹ جاتا تو نئے سرے سے وضو کرتے گھر صرف کسی خاص ضرورت کے پیش نظر ہی جاتے۔

کھانے پینے کے علاوہ سارا وقت مسجد میں گزارتے ان کا یہ معمول ماہ رمضان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدستور جاری رہتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ماہ رمضان گناہوں کو مٹانے کے لئے آتا ہے ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس مہینے کو دوسرے مہینوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہئے۔

ماہ رمضان کے آداب میں یہ چیز شامل ہے کہ اس میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ اس لئے کہ تم اہل قرآن ہو اگر تم قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرو گے تو پھر اور کون اس کی تلاوت کرے گا۔

کیا تم اس بات کا انتظار کرتے ہو کہ تمہارے علاوہ کوئی اور قرآن کی تلاوت کرے اور تم نہ ہی تلاوت کرو اور نہ ہی اس پر غور و تدبر کرو۔

سنو قرآن تم پر نازل کیا گیا۔ تم اہل قرآن ہو۔ ہم صراط مستقیم اور راہ ہدایت قرآن حکیم سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا﴾ [سورة بنی اسرائیل:۹]

''بلاشبہ یہ قرآن ہدایت دیتا ہے اسے جو سیدھا ہو اور ان مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۸

قرآنی پیغام' اسوۂ پیغمبر اور الوداعی گھڑیاں

ایسے امور جن کا قرآنی پیغام مطالبہ کرتا ہے

برادران اسلام قرآنی پیغام ہم سے تین امور کا مطالبہ کرتا ہے۔

① قرآن حکیم کا ہم سے پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ اس عظیم کتاب کی ہم تلاوت کریں اور ہم اس تناظر میں ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جب ہم اس کی تلاوت کر رہے ہوں تو ہمارے جسم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے جاہ وجلال اور عظمت کا اثر مرتب ہو رہا ہو۔ تلاوت کے ساتھ ساتھ حسب استطاعت ہم اسے زبانی یاد بھی کریں اس لئے کہ وہ دل اور سینہ جس میں قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو وہ ایسے ویران گھر کی طرح ہوتا ہے جس میں سانپ' بچھو' کوے اور اُلو بسیرا کر لیتے ہیں اور وہ سینہ جس میں قرآن حکیم کا کچھ حصہ نہیں ہوتا اس میں فحش گانے' برے خیالات' بے ہودہ باتیں اور پراگندہ خواہشات گھر کر لیتی ہیں۔ جو زندہ و سنبھالا دینے والے اللہ کو قطعاً پسند نہیں۔

ہم پر یہ واجب ہے کہ حسب استطاعت قرآن حکیم میں سے کچھ حصہ زبانی یاد کریں اور اپنی عمر کو اس طرح گزاریں جس سے ہم قرآن عظیم کے قریب آ سکیں۔

② قرآن حکیم کا دوسرا مطالبہ ہم سے یہ ہے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ یہ قرآن کا فرمان ہے اور یہی قران حکیم کا اصل مقصد ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کرنے والا یا فائدہ حاصل کرنے والا ہے یا نقصان' یا تو قرآن حکیم کی تلاوت سے اس کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے یا پھر قرآنی احکام پر عمل نہ کر کے خسارے میں رہتا ہے۔ ہمیں خسارہ اٹھانے سے اللہ کی پناہ مانگنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے۔ اس بات کو اس طرح سمجھیں۔ مثال کے طور پر قرآن مجید والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ [سورۃ بنی اسرائیل:۲۳]

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تو اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔''

اب اس آیت کریمہ کو ایک ایسا شخص پڑھتا ہے جو اپنے والدین کا نافرمان ہے۔ ایسا شخص جب ان آیات کی تلاوت کر رہا ہوتا ہے تو قرآن اس پر لعنت بھیج رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن حسن خلق کا حکم دیتا اور جھوٹ بولنے سے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [ھود:۱۸]

''خبردار اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔''

اب ظالم، جھوٹا اور بد اخلاق ان آیات کی تلاوت کر رہا ہوتا ہے جبکہ قرآن مجید اس پر لعنت بھیجتا ہے۔

قرآن حکیم صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ○﴾

''(اے منافقو) تم سے کیا بعید کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔'' [محمد:۲۲:۲۳]

اب ایک ایسا شخص ان آیات کی تلاوت کر رہا ہے جو قطع رحمی میں ملوث ہے۔ ایسے شخص پر قرآن لعنت بھیجتا ہے ایسی تلاوت کرنے کیا کیا فائدہ کہ جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے ان آیات میں دیئے گئے احکام کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہے۔ اس لئے سلف صالحین فرماتے ہیں جہاں قیامت کے دن یا قرآن حکیم کی سفارش قبول کر کے اس پر عمل کرنے والوں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور قرآن کا استغاثہ منظور کرتے ہوئے اس کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا تو قرآن تجھے جنت کی طرف لے جائے گا اور تو اللہ کی رحمت میں داخل ہو جائے گا یا پھر وہ تجھے جہنم میں پکڑ کر لے جائے گا اللہ ہم سب کو اس بُرے انجام سے بچائے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ)) [۱]

"قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں کا سفارشی ہوگا۔"

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا

((اقْرأو القرآنَ فَإِنَّ كُلَّ حرف بحسنة وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا: لَا أَقُولُ: الٓم حرف وَلٰكِنْ أَلِفٌ حرفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حرف)) [۲]

"قرآن پڑھو ہر حرف کے بدلے نیکی ملے گی اور پھر اس نیکی کو دس گنا بڑھا دیا جائے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔"

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أي في الْجنة۔ اقْرَأْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آية تَقْرؤهَا من القرآن)) [۳]

"قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا یعنی جنت میں پڑھ اور ترقی

---

[۱] صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراۃ القرآن وسورۃ البقرۃ (۲۵۲/ ۸۰۴) سنن الکبری للبیھقی ۲/ ۳۹۵

[۲] سنن الترمذی۔ فضائل القرآن۔ باب ما جاء فی من قراء حرفا من القرآن مالہ من الاجر (۲۹۱۰) بمعناہ تاریخ بغداد (۱/ ۲۸۵) سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (۶۶۰)

[۳] سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر۔ باب کیف یستحب الترتیل فی القرأۃ (۱۴۶۴) سنن الترمذی۔ ابواب فضائل القرآن (۲۹۱۴) مسند احمد ۲/ ۱۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرتا جا اور تو اس طرح پڑھ جس طرح دنیا میں پڑھتا رہا بلاشبہ تیری آخری منزل اس آخری آیت پر ہوگی جو تو اسے قرآن مجید میں پڑھے گا۔''

قرآن مجید کے ایک پارے کا حافظ جنت کی سیڑھی پر ایک سیپارے کے حساب سے درجہ میں بلند ہوگا۔ دو سیپاروں کا حافظ دو کے حساب سے بلند ہوگا اور تین سیپاروں کا حافظ تین کے حساب سے بلند ہوگا اسی طرح جتنا کسی کو قرآن حفظ ہوگا۔ اتنی ہی اسے جنت میں بلندی نصیب ہوگی اور پورے قرآن مجید کا حافظ جنت میں چمکتے ستارے کی مانند ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور سیرت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن حکیم کو اپنا منہج قرار دیا۔ قرآن مجید کی تلاوت سن کر آپ ﷺ کو دلی راحت محسوس ہوتی بسا اوقات آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کرتے ان میں بوڑھے بھی ہوتے اور جوان بھی اور پھر ان میں سے ایک کو فرماتے کہ مجھے قرآن سناؤ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعے ایسی رفعت اور عظمت ملی کہ قیامت تک ان کا نام اسی حوالے سے لیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ بیشتر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ان سے قرآن سنا جب اس آیت پر پہنچے۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾

[النسآء:۴۱]

''بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہی لائیں گے پھر ان پر (اے نبی ﷺ) آپ کو گواہ بنادیں گے۔''

تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر رونے لگے اور فرمایا: بس کرو۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔[1]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن' باب البکاء عند قرائۃ القرآن (۵۰۵۵) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین۔ باب فضل استماع القرآن و طلب القراۃ من حافظہ لإستماع...... الخ (۲۴۷/ ۸۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ قرآن حکیم کا تیسرا مطالبہ ہم سے یہ ہے کہ ہم اس کی لوگوں کے درمیان نشرو اشاعت کا اہتمام کریں اوراس کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کواللہ کے غضب اس کی لعنت اور ناراضگی سے بچائیں اور ہم اپنے گھروں میں اپنی آل اولاد کو قرآن یاد کرائیں۔ ماں' باپ' بھائی اولاد اور نئی پود کی ذمے داری ہم پر عائد ہوتی ہے کہ انہیں ہم قرآن حکیم کے احکامات سے روشناس کرائیں۔ اگر اپنے گھر والوں کو ہم قرآن حکیم کے ذریعے اللہ کے غضب سے نہیں بچائیں گے تو پھر انہیں کون بچائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ [التحریم:٦]

''اے ایمان والو! اپنے آپ کواور اپنے گھر والوں کواس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقدر ہیں۔ اللہ انہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

ماہ رمضان میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اللہ حی وقیوم کی بارگاہ میں اپنی توبہ کی تجدید کریں۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((رَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانِ وَالْجُمُعَةُ اِلٰى الْجُمُعَةِ وَالصَّلَاةُ إِلٰى الصَّلَاةِ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ وَذَالِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ مَالَمْ يُؤْتَ كَبِيْرٌ))[1]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الطهارة۔ باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة...... الخ (۱۴۔۱۵۔۱۶/ ۲۳۳) مسند احمد ۲/ ۲۲۹ شعب الایمان للبیهقی (۳۶۱۹) مستدرك للحاكم ۴/ ۲۵۹ نحوه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رمضان سے لے کر رمضان تک جمعہ سے لے کر جمعہ تک نماز سے لے کر نماز تک درمیانی وقفے میں کیئے گئے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ زمانہ بھر کے لئے ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔

اگلے اور پچھلے رمضان کے درمیان جو ہم صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں وہ رمضان کی برکت سے مٹا دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ان کے ارتکاب میں مداومت نہ ہو۔ البتہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے صدق دل سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ یہ روزوں سے معاف نہیں ہوگا اس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح شراب نوشی، چوری چکاری بھی کبیرہ گناہ ہیں یہ صرف روزے رکھنے اور نماز پڑھنے سے معاف نہیں ہوتے ان کی معافی کے لئے توبہ ضروری ہے، البتہ رمضان کے روزے ان سب صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جن سے ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کرے اور وہ اس مبارک مہینے ماہ رمضان میں رکھے گئے روزوں کی وجہ سے ہمارے ان سب گناہوں کو معاف کردے۔ (آمین یارب العالمین)

اپنے بندے کو نامہ اعمال تھمانے کے بعد ارشاد فرمائیں گے۔

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ [بنی اسرائیل:۱۴]

''ہم کہیں گے کہ اپنی کتاب پڑھ لے آج تو اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔''

یادرہے کہ ہر نیکی اور برائی کو لکھ لیا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں میرے رب کے ہاں کتاب میں لکھی ہوتی ہیں۔ میرا رب نہ ہی بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے اس مبارک مہینے میں ہم پر واجب ہے کہ اپنی توبہ کی تجدید کریں۔ ہم میں جو بھی زیادتی کا مرتکب ہے یا وہ اپنے اللہ سے نافرمانی کی وجہ سے دور ہو چکا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اس مبارک مہینے کا خوش دلی سے استقبال کرے وہ اس مہینے کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کردے اور اسے اپنے مقبول بندوں میں شامل کرلے۔ برادران اسلام میرے نیک دینی بھائیو، ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مبارک مہینے میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ اگر برے اعمال کے مرتکب ہیں تو ہم ان کی بجائے نیک اعمال سرانجام دینے کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا معمول بنالیں۔ اگر ہم میں سے کوئی اپنے والدین کا نافرمان ہے تو وہ اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اپنا محاسبہ کرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرے۔ کیونکہ شرک کے بعد والدین کی نافرمانی ایک بڑا جرم ہے یہی وجہ ہے کہ والدین کے نافرمان کی دعا کو قبول نہیں کیا جاتا۔ اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے اور اللہ کے مابین تعلق کو ختم کر دیا ہوتا ہے۔ ہم میں سے جو کوتاہی کرتا ہے یا خود ہی اپنا وقت ضائع کرتا ہے اسے ابھی سے اپنے اوقات کو منظم کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کے چلن کو درست کرنا چاہیے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝﴾ [المومنون:۱۱۵]

”کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے ہاں نہ لوٹو گے۔ پس اللہ بہت بلند شان والا ہے۔ وہی حقیقی بادشاہ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔“

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ))[1]

”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ کوتاہی کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ ہیں صحت اور فراغت۔“

اس میں جسمانی صحت اور وقت کی فراغت کو نعمت قرار دیا گیا ہے۔

”مَغْبُونٌ فِيهِمَا“ کا مطلب یہ ہے وقت ضائع کرنے والا، کوتاہی کرنے والا، بھٹکنے والا، معاشرے میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے۔ کہ جن نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت اور فراغت سے نواز رکھا ہے وہ اکثر و بیشتر کوتاہی کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنا وقت

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب الصحۃ والفراغ ولا عیش الا عیش الآخرۃ (۶۴۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھیل کود اور سیر سپاٹے میں ضائع کر دیتے ہیں اور اپنی صحت کو برے اعمال کے ارتکاب سے برباد کر بیٹھتے ہیں اس حوالے سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہمیں عافیت اور سلامتی کی التجا کرنی چاہئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ))[1]

''قیامت کے دن بندے کے دونوں قدم آگے نہیں بڑھیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

سب سے پہلے نماز کے اوقات کی حفاظت کرنی چاہئے یعنی بروقت نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے' کوئی دور کرنے والا ہمیں نماز سے دور نہ کر سکے اور نہ ہی امتحان' مذاکرہ' مہمان کا استقبال کسی کا کوئی بات سننا' کوئی کتاب کا پڑھنا' مطالبہ کرنا یا کہیں آنا جانا نماز سے ہمیں غافل نہ کر سکے' جس نے نماز کو ان وجوہات میں سے کسی بھی وجہ کے پیش نظر ترک کیا سب سے پہلے اس نے اپنی ذات سے خیانت کی۔ پھر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی۔ پھر اپنے دین سے خیانت کی اور پھر اپنی امت سے خیانت کا ارتکاب کیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب ان سے پوچھا گیا کہ نوجوان اخلاقی اور دینی لحاظ سے کس صورت میں درست کہلائیں گے۔

آپ نے فرمایا: جب ان نوجوانوں کا یہ اعتقاد ہو کہ ہدایت تمام تر دین اسلام میں ہے۔

آج کل بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلام میں ہدایت ہے۔ لیکن ان کے دل میں یہ یقین نہیں ہوتا کہ تمام تر ہدایت کتاب وسنت میں ہے۔

اسی لئے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ کوئی شخص اس

---

[1] جامع الترمذی۔ ابواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم (۲۴۱۷) مسند ابی یعلی (۷۴۳۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے کے علاوہ بھی ہدایت پا سکتا ہے جو طریقہ سیدنا محمد ﷺ لے کر مبعوث ہوئے تو ایسے شخص پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ اس سے قیامت کے روز کوئی مال بدلہ یا کلام قبول نہیں کرے گا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ جس سرزمین پر رسالت کا آفتاب نہیں چمکتا وہ زمین ملعون ہوتی ہے اور جس دل پر دین کا نور اور ضوء فگن نہ ہو وہ دل اللہ کا ناپسندیدہ ہوتا ہے ہم اللہ کے غضب سے اس کے حضور پناہ مانگتے ہیں۔

دوسری بات جس کی طرف ہمیں دھیان دینا چاہیے۔ وہ علم حاصل کرنے میں جدوجہد کرنا ہے۔

ہم میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تعلیم یونہی آنے جانے والی چیز ہے۔ یہ مسلمان کی زندگی میں کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتی ہے اس کی چنداں کوئی اہمیت نہیں بلکہ دینی علم کا حصول تو عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ دینی علم کا حصول نفل پڑھنے سے زیادہ بڑا درجہ رکھتا ہے۔ کرسی پر بیٹھ کر استاذ کی طرف تعلیم حاصل کرنے کے لئے متوجہ ہونا نفلی عبادت سے کہیں بہتر ہے۔ اسی لئے امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہما اللہ نے یہ فتوی دیا ہے۔

((أَنَّ مَنْ طَلَبَ العِلْمَ وَجَلَسَ للعلم أعظم من نوافل العبادات))

"جس نے علم حاصل کیا اور علم حاصل کرنے کے لئے بیٹھا۔ اس نے نفلی عبادات سے بڑا کام کیا۔"

جب آپ چاشت کی نماز کے لیے روانہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے کے لئے کلاس میں جا بیٹھتے ہیں اگر نیت خالص ہو تو تمہارا یہ عمل چاشت کی نماز سے افضل ہوگا ہاں اگر چاشت کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور علم حاصل کرنے کے لئے کلاس میں شریک بھی ہوتے ہیں تو یہ زیادہ افضل اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل وکرم ہوتا ہے جس کے نصیب میں آ جائے وہ خوش قسمت ہے۔ یہ بات خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ علم حاصل کرنا نفلی عبادت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے بلکہ جملہ اعمال صالحہ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

میں آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ علم حاصل کرنے کی طرف پوری طرح توجہ دیں گے اور اسے قانونی حیثیت نہیں دیں گے بلکہ یہ بنیادی امور میں سے ہے۔ بلکہ اس کا تعلق ان امور سے ہے کہ جن کو سیکھنا ہم پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ مقبول سے فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طٰہٰ:۱۱۴]

''اور کہہ دیجئے کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر دے۔''

تمہیں یہ التجا کرنی چاہئے کہ اے میرے رب روزانہ میرے علم میں اضافہ کر اگر تو نے میرے علم میں کسی دن اضافہ نہ کیا تو وہ میرا دن رائیگاں جائے گا اور وہ دن میری زندگی کا ضائع چلا جائے گا۔

ہم قیامت تک باقی رہنے والی رسالت کو ماننے والے ہیں ہم وہ لوگ ہیں کہ ہمارے باپ دادا نے عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانیت کے لئے سلامتی کے راستے کھولے۔ ہم سے پوچھو کہ ہمارے آباؤ واجداد کتنا پڑھا کرتے تھے وہ اپنے اوقات کی کس طرح حفاظت کیا کرتے تھے لیکن ہم ان کے خلف ایسے ہیں کہ ہم نے ہر طرح کی نعمت' امن' سکون' آرام' خوشحالی' خوبصورت گھر فرشوں پر بچھے ہوئے قالین' بڑی عالی شان کاریں' لذیذ کھانوں سے بھرے دستر خوان' زندگی کی ہر لذت سے بھرپور خواہش کو دیکھا اور حاصل کیا ان چیزوں نے ہمیں بے کار بنا کر رکھ دیا ہے ہم کسی کام کے نہیں رہے۔ ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں شکوہ پیش کرتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عالم ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سات سو جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ جرمن کی بون لائبریری میں موجود ہے۔ اتنا بڑا کارنامہ انہوں نے کس طرح سرانجام دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وقت کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے تھے اس کی خوب حفاظت کرتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کیک کھایا کرتے تھے روٹی نہیں کھاتے تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیک اور روٹی کھانے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان اتنا وقت کا فرق ہوتا ہے جس میں قرآن مجید کی پچاس آیات پڑھی جاسکتی ہیں۔ واہ سبحان اللہ۔

کیا انداز فکر ہے؟ ایسے کارنامے یونہی سرانجام نہیں پاتے۔

میرے نیک دل دینی بھائیو! کیا ہم نے وقت کے حوالے سے کبھی اپنا محاسبہ کیا ہے؟ کیا ہم نے کبھی اس کی طرف توجہ دی ہے کہ ہم روزانہ کچھ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ میں تاکید کے ساتھ جس چیز کی طرف تمہیں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ گھر میں اسلامی کتابوں پر مشتمل ہماری ذاتی لائبریری ضرور ہونی چاہئے۔ لائبریری میں ایسی کتابیں نہ ہوں جن میں خرافات، جٹلیات، الحاد، ذہنی پراگندگی، فحاشی اور لچر قسم کے مضامین ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کتابیں آج کل ہمارے بازاروں اور لائبریریوں میں پائی جاتی ہیں۔ صرف علمی، رشد و ہدایت پر مبنی اور دعوتی نوعیت کی کتابیں ہونی چاہئیں۔ مثال کے طور پر میں چند کتابوں کے نام تحریر کرتا ہوں جو ہمارے گھروں کی لائبریری کی زینت بنی چاہئیں۔

① قرآن حکیم ② تفسیر ابن کثیر ③ زاد المعاد ابن قیم
④ ریاض الصالحین ⑤ بلوغ المرام وغیرہ ⑥ اغاثۃ اللفھان

یہ ہمارے لئے کافی ہیں اگر چہ یہ مختصر سی لائبریری ہے۔ دس بیس کتابیں جو بار بار پڑھیں جائیں وہ سینکڑوں کتابوں سے کہیں بہتر ہیں جو صرف لائبریری کی زینت ہی بنی رہیں۔ ہماری ایسی جگہوں پر آمد و رفت نہیں ہونی چاہئے۔ جہاں جانے آنے سے نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہو اور نہ آخرت میں۔

میرے پیارے دینی بھائیو! میں چند فیصلوں سے تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں، امید ہے آپ انہیں ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے۔

① گناہ اور نافرمانیاں ہماری زندگی، ہمارے مستقبل، ہمارے اوقات، ہماری ذہانت، ہمارے اعمال اور ہماری آخرت کو برباد کر دیتی ہیں۔ میں تمہیں اور اپنی ذات کو ایسے گناہوں سے توبہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں جو ہم سے علانیہ یا خفیہ سرزد ہوتے ہیں۔

میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اس وقت بتائی تھی جبکہ وہ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

((يَا غُلَامُ احفظ الله يَحْفَظُكَ، اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا استعنتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰه، وَاعْلَمْ اَنْ الْاُمَّةَ إِذَا اجتمعوا عَلَى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشِيٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشِئٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰه لَكَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلَى اَنْ يَّضُرُّوْكَ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْئٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَ جُفَّتِ الصُّحُفُ))[۱]

''اے لڑکے تو اللہ کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کریگا۔جب بھی مانگوتو اللہ سے مانگو۔جب مدد طلب کروتو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔خوب اچھی طرح جان لو ساری امت اگرمل کر تجھے کوئی فائدہ پہنچانا چاہیے وہ تجھے اتنا ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں تیرے لئے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمام لوگ تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔تقدیر کی قلمیں اٹھالی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔

برادران اسلام! میں آپ سب سے اور خود اپنے آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم سب اپنی ذمے داریوں کو پوری طرح نباہتے ہیں؟ میں اللہ رب العزت قادر مطلق کے حضور گڑا گڑا کر التجا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو خطاؤں اور گناہوں سے بچائے رکھے یاد رہے کہ نوجوانان اسلام اور مسلمانوں کی نئی پود کو گناہوں ہی نے تباہ و برباد کیا۔ان گناہوں اور نافرمانیوں ہی نے ان کی ذہانت اور بصیرت کو مٹا کر رکھ دیا اور ان کی زندگی کی قوت کے سرچشمے ان گناہوں ہی کی وجہ سے تعطل کا شکار ہوئے اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الْمَعْصِيَةُ ظُلْمَةٌ فِى الْقَلْبِ، وَسَوَادٌ فِى الْوَجْهِ وَبُغْضٌ فِى قُلُوْبِ الْخَلْقِ، وَ ضِيقٌ فِى الرِّزْقِ))

''گناہ دل میں ایک تاریکی ٔچہرے پر سیاہی ٔمخلوق کے دلوں میں بغض اور رزق

---

[۱] جامع الترمذی۔ ابواب صفة القيامة۔ باب حديث حنظلة...... (۲۵۱۶) مسند احمد ۱/ ۲۹۳ الطبرانی الکبیر (۱۲۹۸۸/ ۱۲۹۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تنگی کا باعث ہوتا ہے۔''

اسی طرح وہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں

((الطَّاعَةُ نُورٌ فِي الْقَلْبِ وَبَيَاضٌ فِي الْوَجْهِ' وَ محبة فِي قُلُوبِ الْخَلْقِ' وَسِعَةٌ فِي الرِّزْقِ))

''اطاعت چہرے پہ نور' دل میں روشنی' مخلوق کے دلوں میں محبت اور رزق میں فراوانی کا باعث ہوتی ہے۔''

جو یہ چاہتا ہے کہ اسے قوت' دلی راحت دنیا و آخرت میں سعادت' ذہانت' فہم و فراست اور نور میسر آئے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اختیار کرے اور گناہ چھوڑ دے۔

ساتویں صدی کے مجدد' عالم ربانی' علم و فضل کے مینار جن کے پائے کا عالم فاضل اس وقت سے لے کر آج تک کوئی دوسرا نہ ہوا ان کے بارے میں سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ فجر کی نماز سے پہلے دمشق میں اپنی جس زمین پر رکھے ہوئے سجدے کی حالت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور پہ التجا کرتے اس دوران ان کا چہرہ مٹی سے بھر جاتا۔

ان کی دعا یہ ہوتی

((يَا مُعَلِّمُ اِبْرَاهِيمَ عَلِّمْنِي يَا مُفْهِمُ سُلَيْمَانَ فَهِمْنِي))

''اے ابراہیم کے معلم مجھے علم عطا کر اے سلیمان کو سمجھ عطا کرنے والے مجھے بھی سمجھ عطا کر۔''

آپ کو اس ذات نے علم دیا جس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو علم عطا کیا تھا اور اس نے فہم و بصیرت عطا کی جس نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کو فہم و بصیرت عطا کی تھی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی قرأت کرتے ہوئے اور مسائل کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب کبھی کوئی مسئلہ سمجھنا میرے لئے مشکل ہوتا تو میں تقریباً ایک ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو مجھ پر منکشف کر دیتے۔

الٰہی ہمیں ایسا علم عطا کر جو دلوں میں اتر جاتا ہے۔ گناہوں سے بچائے رکھ کیونکہ گناہوں سے دل زنگ آلود ہوتے ہیں۔ جب کوئی علمی مسئلہ' کوئی بحث یا کوئی مضمون مشکل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آئے تو درجہ ذیل امور اختیار کیجئے۔

① اللہ کا خوف: یاد رہے کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف اور تقویٰ پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس دل کو سیدھا کر دیتے ہیں اسے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ بصیرت کو کھول دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾ [البقرة ۲۸۲]

''اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں علم عطا کرے گا۔

② كَثْرَةُ الْاِسْتِغْفَار

ہر دم اپنے آپ کو ذکر الٰہی اور استغفار میں مصروف رکھیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد اور رہنمائی کی دعا مانگتے رہا کریں۔

③ جب کبھی کسی موضوع پر مذاکرے کی نوبت آئے تو خوب اچھی طرح محنت کریں یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ اس میں محنت کئے بغیر صرف استغفار کرنے کی صورت میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہم توکل تو کرتے ہیں لیکن ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھتے۔ ہم بے کار امت نہیں ہم عمل کرتے ہیں محنت کرتے ہیں اپنے کام میں حریص ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد مسلم شریف میں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے

((اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ، وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّي فعلت كذا لكان كذا وكذا، وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ فَعَلَ))[1]

''جو چیز تجھے فائدہ دے اس کا لالچ کیجئے' اللہ سے مدد طلب کرو اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ اگر کوئی چیز تجھے مل جائے تو یہ نہ کہہ کر اگر میں اس طرح کرتا تو یوں ہو جاتا۔ البتہ تم یہ کہو اللہ نے مقدر کیا جو چاہا وہی ہوا۔''

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب القدر' باب الایمان بالقدر والاذعان له (۳۴/ ۲۶۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم مفید چیزوں کو حاصل کرنے کا لالچ بھی رکھتے ہیں۔ محنت بھی کرتے ہیں استغفار بھی کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے بھی ہیں۔ جب ہم کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس کامیابی پر خوش ہوتے ہیں۔ جب ہم ناکام ہوتے ہیں تو معذور اپنی ذات کو جانتے ہیں۔ انسان جب خود سستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اپنا وقت ضائع کرتا ہے محنت نہیں کرتا۔ سبق یاد نہیں کرتا جب وہ امتحان میں ناکام ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ سوالات بڑے مشکل تھے اگر میں یہ کر لیتا تو یوں ہو جاتا اب ''اگر'' کہنے کا کیا فائدہ پہلے ہی سے محنت کرنا چاہئے تھی۔

میرے پیارے بھائیو! میں تمہیں گناہ چھوڑنے کی تلقین کرتا ہوں۔ ان گناہوں نے ہمیں برباد کر دیا ہے۔ ہمارے اوقات ضائع کر دیئے۔

الٰہی! یہ بڑھاپا تیری طرف جھانک رہا ہے تو اسے اپنے نور ہدایت اور توفیق ارزانی سے نواز دے۔ اسلام کے راستوں کی راہنمائی عطا کر۔ اسے تاریکیوں سے نور کی طرف نکال۔ اس کے راستے کو پر امن بنا دے اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسا دے اور اس انداز سے اپنا رحم و کرم فرما جس کا تو اہل ہے۔

- الٰہی اپنے علم غیب اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے لحاظ سے ہمیں اتنی دیر زندہ رکھ جتنی دیر زندگی ہمارے لئے بہتر ہے اور اس وقت ہمیں وفات دے دینا جب وفات ہمارے لئے بہتر ہو۔
- الٰہی ہم تیری خشیت مانگتے ہیں علانیہ بھی اور خفیہ بھی
- الٰہی ہمیں ناراضگی اور خوشی کے اوقات میں حق بات کہنے کی توفیق عطا کر۔
- الٰہی ہمیں تونگری اور غربت میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق دے۔
- الٰہی ہم نے تیری رضا کے لئے روزے رکھے۔
- الٰہی ہمیں قیامت کے دن اپنی نعمت کے دستر خوانوں پر روزہ افطار کرنے والوں میں شامل کر دینا۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

الٰہی ہم نے تیری رضا کے لئے اپنے پیٹوں پر کھانا پینا کچھ وقت کے لئے حرام قرار دے لیا' تو ہمیں جنت کے باغیچوں سے کھانا کھلانا اور حوض کوثر سے پانی پلانا جس کے لیے رسول کریم ﷺ نے وعدہ فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((اتانی اللّٰہُ الکَوْثَرَ طُولُہُ شَھْرٌ وَعَرْضَہُ شَھْرٌ، عَدَدُ آنِیَتِہ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَآءِ مَآؤُہُ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحلٰی مِنَ الْعَسَلِ، مَنْ شَرِبَ مِنْہُ شُرْبَۃً لَّمْ یظمأ بَعْدَھَا اَبَدًا))[1]

''اللہ نے مجھے حوض کوثر عطا کیا جس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت کے مطابق اور چوڑائی بھی ایک مہینے کی مسافت کے مطابق ہے۔ اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے تاروں کی تعداد کے مطابق ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جس نے اس میں سے ایک مرتبہ پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔''

❀ الٰہی ہمارے روزے اور قیام قبول کر لے۔

❀ الٰہی ہمیں اس مبارک مہینے میں اپنے مقبول بندوں میں شامل کر لے۔

❀ الٰہی ہمیں درست کر دے۔

❀ الٰہی ہمارا رخ اس طرف پھیر دے جس میں ہماری اور امت کی بہتری ہو۔

بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رب العالمين

رمضان میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا، وَتَبَارَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَجَعَلَ فِیْھَا قَمَرًا مُنِیْرًا، وَھُوَ سِرَاجًا جُعِلَ فِیْھَا الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یَذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ بَعَثَہٗ رَبُّہٗ ھَادِیًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیْرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُنِیْرًا، بَلَّغَ الرِّسَالَۃَ، وَاَدَّی الْاَمَانَۃَ وَنَصَحَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدَ فِی اللّٰہِ

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق۔ باب فی الحوض (۶۵۷۹۔۶۵۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰی اَتَاہُ الْیَقِیْنُ، رَفَعَ اللّٰہُ بِہٖ رُؤُوْسَنَا وَکَانَتْ مَخْفُوْضَۃً، وَشَرَحَ اللّٰہُ بِہٖ صُدُوْرَنَا وَکَانَتْ ضَیِّقَۃً وَأَسْمَعَ بِہٖ آذَانَنَا وَکَانَتْ صَمَّآءَ، وَبَصَّرَ بِہٖ عُیُوْنَنَا وَکَانَتْ عَمْیَآءَ، فَعَلَیْہِ أَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَأَتَمُّ التَّسْلِیْمِ))

''سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جو اپنے بندوں سے باخبر اور انہیں دیکھنے والا ہے۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں روشن چاند بنایا اور وہ ذات جس نے رات اور دن کو آگے پیچھے آنے والا بنایا۔ اس کے بعد جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا وہ شکرگزار بننا چاہتا ہے۔

درود و سلام ہو اس پر جس کو اس کے رب نے راہنما' بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا' اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور اسے روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ اس نے پیغام پہنچا دیا امانت ادا کر دی۔ امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں آخری دم تک جہاد کیا۔ اللہ نے اس کے ذریعے ہمارے سر بلند کر دیئے جو جھکے ہوئے تھے۔ ہمارے سینے کھول دیئے جو تنگ تھے۔ ہمارے کانوں کو اس نے کھول دیا جو تنگ تھے۔ ہمارے کانوں کو سنا دیا جو بہرے تھے۔ اور اس کے ذریعے ہماری آنکھوں کو بصارت عطا کی جو اندھی تھیں اس اعلیٰ' ارفع' افضل اور اکمل پر درود و سلام۔''

یہ بات خوب اچھی طرح جان لو اللہ کی رحمت و برکت تم پر سایہ فگن ہو کہ رسول اللہ ﷺ وہ معصوم ہستی ہیں جن کی بات کو سامنے رکھ کر ساری باتیں درست کی جاتی ہیں۔ جن کے عمل پر سارے اعمال تولے جاتے ہیں جن کے حال پر تمام احوال کو ماپا جاتا ہے جس کے ظاہر باطن اور اندرون و بیرون کو اللہ تعالیٰ نے درست بنایا اور اسے تمام لوگوں کے لئے نمونہ بنا دیا۔

رسول اللہ ﷺ وہ معصوم ہستی ہیں جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے جو ان کی طرف وحی ہوتی ہے وہی بتاتے ہیں۔

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کی ذات پاکیزہ' آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی بات پا کیزہ اور آپ ﷺ کا عمل بھی پا کیزہ ہے۔وہ سراپا برکت ہیں جہاں بھی ٹھہرے اور جہاں سے بھی کوچ کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہر اور باطن کو پا کیزہ بنایا۔اللہ نے انکے اخلاق، اعمال اور اقوال کی تعریف کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [القلم: ۴]

''اور آپ ﷺ بڑے بااخلاق ہیں۔'' www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [ال عمران: ۱۵۹]

''آپ اللہ کی رحمت سے ان کے لئے نرم دل واقع ہوئے ہیں آپ اگر ترش رو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے اردگرد سے بدک جاتے۔''

آپ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [التوبة: ۱۲۸]

''تمہارے پاس رسول تمہی میں سے آئے جن کو تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے تمہارے بارے میں وہ حریص ہیں اور مومنوں کے ساتھ شفیق اور رحم دل ہیں۔''

جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان حقائق کا علم ہو گیا ہے تو پھر ہر اس مومن پر یہ لازم آتا ہے جو اپنی خیر خواہی چاہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے اور آپ ﷺ سے جو کچھ بھی منقول ہے اسے بخوشی تسلیم کرے اور آپ کی ہر عمل میں اقتداء کرے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مومن موحد کے قائد ہیں آپ اسے جنت میں لے جائیں گے۔اور جس نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ آپ ﷺ کے طریقے کے علاوہ بھی ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے تو وہ گمراہ ہے اس پر اللہ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت اور پھٹکار ہو اللہ اس سے قیامت کے دن کوئی مال، بدلہ، کلام قبول نہیں کرے گا نہ اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ لا الہ الا اللہ جس نے ان کے اقوال' افعال اور طرز عمل کو اپنا لیا اس نے کتنا بڑا نفع پایا۔ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ جس نے اس کے پیش کردہ شریعت کا انکار کیا اس کی سنت کا منکر ہوا یا اس کے طرز عمل کی مخالفت کی اس نے کس قدر زیادہ نقصان اٹھایا۔ جب یہ بات جان لی گئی ہے اور اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے کہ ہم رمضان اسی طرح گزارنا چاہتے ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے گزارا اور غیر رمضان میں بھی وہی طرز عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا ایک مسلمان کی زندگی اسی صورت میں پرلطف ہو سکتی ہے جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گزارے۔

ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین نے رمضان المبارک کیسے گزارا؟ انہوں نے اس مہینے کا کیسے استقبال کیا؟ انہوں نے کس طرح روزے رکھے اور کس طرح قیام کیا؟ ماہ رمضان کے اوقات کیسے گزارے؟ اور ان مبارک گھڑیوں میں زندگی کے لمحات کیسے بسر کیے؟ تاکہ ہم بھی انہی ہستیوں کا طرز عمل اختیار کر کے بصیرت کی روشنی میں یہ مبارک مہینہ گزارنے کی سعادت حاصل کریں۔

رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان کا استقبال اس طرح کیا کرتے تھے۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اس کا استقبال کرتے۔

((اَللّٰھُمَّ أَھِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ، هِلَالُ خَيْرٍ وَّ رُشْدٍ))[1]

امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

''الٰہی! اسے ہم پر برکت اور ایمان وسلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع کر' میرا اور تیرا

---

1. سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما یقول عند رؤیۃ الھلال (۳۴۵۱) مسند الدارمی۔ باب ما یقال عند رؤیۃ الھلال (۱۶۲۹) صحیح ابن حبان ۳/ ۱۷۱۔(۸۸۸) سنن ابی داؤد (۵۰۹۲) ھلال خیر ورشد الفاظ سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب یقول الرجل اذا رأی الھلال (۵۰۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب اللہ ہے۔ خیر و برکت اور رشد و ہدایت کا چاند ثابت ہو۔''

یہ حدیث بڑی دلآویز ہے ذرا اس پر غور کریں۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ارشاد فرماتے ہیں ''اے پہلی رات کے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے تو بھی اس کی مخلوق ہے جس طرح میں اس کی مخلوق ہوں۔'' چونکہ چاند اور سورج کی پوجا کی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اور خاص طور پر نئی پود کو باخبر کرنے کا ارادہ کیا کہ کائنات ساری کی ساری اللہ کی مخلوق ہے۔ آپ ﷺ چاند کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے لہٰذا کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ کی بجائے تیری عبادت کرے جس نے تجھے طلوع کیا جس نے تجھے ظاہر کیا وہ تو اللہ ہے جس نے تجھے خوبصورت بنایا جس نے تجھے عمدہ بنایا وہ تو اللہ ہے جس طرح میں اللہ کی مخلوق ہوں اسی طرح تو بھی اللہ کی مخلوق ہے جو تیری پوجا کرتا ہے تیری طرف رخ کرتا ہے وہ یقیناً خطا کار ہے جو اللہ کو چھوڑ کر مخلوق کی پوجا پاٹ کرتا ہے وہ غلطی پر ہے۔

اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے بھرپور انداز میں توحید کا درس دیا۔

ترجمان القرآن' امت کے جید عالم' جس نے آیات قرآنی' احادیث نبوی ﷺ اور قرآنی احکام کی روشنی میں زندگی بسر کی اور دین اسلام کی روشنی سے فیضیاب ہوئے۔

فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَجْوَدُ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَايَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ))[1]

''رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ رمضان میں خصوصاً اس وقت زیادہ سخاوت کرتے جب جبریل علیہ السلام آپ سے ملتے اور قرآن کا آپ کے ساتھ دور کرتے۔ رسول اللہ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ خیرات کیا کرتے تھے۔''

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان (۱۹۰۲) صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل باب جودہ (۵۰/ ۲۳۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کلام کس قدر حسین اور دلپذیر ہے کہ شروع میں یہ فرمایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپ ﷺ صرف رمضان میں سخاوت کیا کرتے تھے' سخاوت تو آپ ﷺ کی عادت میں داخل تھی اور آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں سخاوت کے عمل کو جاری وساری رکھتے۔ بلکہ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ معزز' حلیم الطبع' نیک دل' صلہ رحمی کرنے والے تھے اور سخی بھی لوگوں سے بڑھ کر تھے۔

آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ اگر کوئی آپ ﷺ سے سوال کرتا تو آپ ﷺ اسے انکار نہیں کرتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لا کا لفظ ایک مرتبہ استعمال کیا جیسا کہ مسند امام احمد میں آیا ہے۔

((لَا واستغفر اللّٰه))[1]

نہیں یہ کام بڑا بھاری ہے میں اللہ سے مغفرت کا طلبگار رہوں۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے تھے اور رمضان کے دوران اور خاص طور پر جب آپ ﷺ سے قرآن حکیم کا دور کرنے کے لئے جبریل علیہ السلام ملتے تو آپ ﷺ کی سخاوت دوچند ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

((الرّیح المرسله)) اس ہوا کو کہتے تھے جو نجد کی طرف سے چلتی تھی وہ بڑی تیز اور ٹھنڈی ہوتی تھی شعراء جب کسی کی سخاوت کی مثال دیتے تو اسے اجود من الصبا' یا اجود من الریح المرسلۃ کہتے۔

رسول اللہ ﷺ صدقہ وخیرات تیز ہوا سے بھی زیادہ کرتے تھے یعنی صدقہ وخیرات کرتے وقت آپ ﷺ کے ہاتھ یوں چلتے جیسے تیز ہوا چلتی ہو۔ مراد اس سے یہ کہ

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب الایمان والنذور' باب ما جاء فی یمین النبی ﷺ ما کانت (۳۲۶۵) سنن ابن ماجه ابواب الکفارات' باب یمین رسول اللہ ﷺ التی کان یحلف بها (۲۰۹۳) مسند احمد (۲/ ۲۸۸) میں یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس کی سند میں ھلال بن ابی ھلال المدنی کے حالات نامعلوم ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ بہت زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں تو آپ ﷺ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہوتا کہ آپ ﷺ جود و سخا' فی سبیل اللہ سخاوت کرنے اور عطیات دینے میں بہت زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔

ہم آپ ﷺ کی سیرت کا ایک نمایاں اور اہم پہلو یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ سے کسی نے کپڑے یا کسی اور چیز کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے اسی وقت اسے وہ چیز عنایت کر دی۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑا دیا جس کی آپ ﷺ کو ضرورت بھی تھی ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کپڑا مجھے دے دیجئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس شخص سے کہا۔ بھئی یہ کیا کر رہے ہو رسول اللہ ﷺ نے یہ کپڑا پہن رکھا ہے۔ آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی ہے تم نے یہ آپ ﷺ سے مانگ لیا آپ ﷺ تو کسی کو خالی ہاتھ لوٹاتے نہیں ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اسے وہ کپڑا عطا کر دیا تو اس شخص نے کہا میری دلی تمنا ہے کہ اسی کپڑے کا مجھے کفن پہنایا جائے۔ رسول اللہ نے اسے دے دیا جس کی تمنا کی تھی۔ رسول اللہ نے اسے دے دیا جو اس نے مانگا تھا۔ اس کپڑے کا اسے کفن پہنایا گیا۔[1]

آپ ﷺ کی زندگی کا دوسرا اہم اور نمایاں پہلو اور خاص طور پر رمضان میں یہ دیکھنے میں آیا کہ رمضان المبارک میں کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرتے تھے اور اس مبارک مہینے میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے' کیونکہ یہ قرآن کا مہینہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾ [البقرة:١٨٥]

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا' یہ لوگوں کے لئے سراپا ہدایت ہے۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الجنائز باب من استعدَّ الکفن فی زمن النبی ﷺ فلم ینکر علیه (۱۲۷۷، ۵۸۱۰، ۶۰۳۶) مسند احمد ۵/ ۳۳۳۔بمعناہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں ہدایت کے واضح دلائل دیئے گئے ہیں اور یہ حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔

یہ مہینہ قرآن کا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس مہینے کی آمد پر ہمہ تن قرآن کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر میں مصروف ہو جاتے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں قرآن کریم کا وافر حصہ دیکھنے میں آتا ہے بلکہ آپ چلتے پھرتے قرآن تھے مکمل قرآن کریم پر آپ ﷺ نے عمل کر کے دکھلایا۔ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اس جیسا معجزہ اور کسی کو میسر نہیں آیا۔

دوسرے پیغمبروں کو وقتی معجزے عطا کیے گئے جب وقت ختم ہوا تو معجزہ بھی ختم ہو گیا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو لاٹھی کا معجزہ ملا جتنی دیر تک موسیٰ علیہ السلام رہے اس معجزے کے حیرت انگیز کرتب بھی دنیا کے سامنے آتے رہے جونہی آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے وہ معجزہ بھی ختم ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑھی کو درست کرنے اور اندھے کو بصارت دینے کا معجزہ عطا ہوا اور یہ بھی آپ کے زندگی تک رہا۔ لیکن قرآن کریم ایک ایسا زندہ جاوید معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ رمضان میں زیادہ وقت قرآن کریم کو دیا کرتے تھے، آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہو تو قرآن مجید کو دیکھ لیا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ سیرت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((كان خلقه القرآن))[1]

''کہ قرآن آپ ﷺ کی سیرت ہی تو ہے۔''

آپ سفر حضر میں جب فرصت کے لمحات پاتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔

بخاری اور مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول

---

[1] صحيح مسلم۔ صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل، ومن نام عنه او مرض (۱۳۹/ ۷۴۶) سنن ابی داؤد۔ کتاب التطوع۔ باب فی صلاۃ اللیل (۱۳۴۲) نحوہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ

((اقرأ علَیَّ القرآن))

''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔''

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں قرآن آپ کو پڑھ کر سناؤں جبکہ یہ قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ واہ سبحان اللہ۔ ایک شاگرد کا اپنے استاد کے سامنے کیا ادب کا انداز ہے کہ میں قرآن آپ ﷺ کو سناؤں جبکہ اس کی تعلیم میں نے آپ ﷺ سے حاصل کی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِقْرأ عَلَیَّ الْقُرآنَ فَإِنِّی أُحِبُّ اَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی))

مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میری دلی چاہت ہے کہ میں اسے اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سنوں، تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور جب آپ سورہ نساء کی اس آیت پر پہنچے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

[النساء:۴۱]

''بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔ پھر ان پر آپ کو گواہ بنا دیں گے۔''

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بس بس رک جاؤ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں [1]

آپ ﷺ اپنے پیارے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اثر انگیز کلام سن کر آنسو بہا رہے تھے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات رات کے وقت گشت کرتے تا کہ انصار کے گھروں میں پڑھا جانے والا قرآن سنیں۔ ان دنوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں قرآن کی آوازیں گونجتی رہتی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات کی سہانی

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قرائۃ القرآن (۵۰۵۵)
صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین۔ باب فضل استماع القرآن و طلب القراۃ من حافظہ لإستماع...... الخ (۲۴۷/ ۸۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھڑیاں قرآن حکیم کی تلاوت میں صرف کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے اوقات اللہ واحد کی آیات میں غور وتدبر کرتے ہوئے گزارتے تھے۔ وہ اپنا وقت بات چیت، گپ شپ، کھیل کود اور سیر سپاٹے میں ضائع نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ رات دن اللہ کی رضا کے لئے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ وہ رات کو عبادت گزار اور دن کو میدان جہاد کے بہادر کے روپ میں ہوتے۔ جب میدان کارزار گرم ہوتا تو وہ ''لا الہ الا اللہ'' کا جھنڈا سر بلند کئے ہوتے۔

ایک رات رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انصاری عورت اپنے گھر میں سورہ الغاشیہ کی تلاوت کر رہی ہے آپ ﷺ دروازے کے پاس کھڑے ہوکر سننے لگے۔ وہ اس سورہ کو بار بار پڑھ رہی ہے اور زار وقطار رو رہی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی کہ یہ بڑھیا کس طرح پیچ وتاب کھا رہی ہے۔ ''هَلْ اَتٰكَ الْغَاشِيَةُ'' کے مخاطب کون ہیں؟۔ اس کے مخاطب تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کیا قیامت کی خبر آپ ﷺ تک پہنچی۔ یہ خبر بڑی ہی عجیب وغریب ہے۔ یہ ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہو کر رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ سن کر رونا شروع کر دیا۔

جب بھی وہ عورت ''هل اتاك حديث الغاشية'' پڑھتی آپ ﷺ رونے لگتے اور فرماتے ہاں میرے پاس یہ خبر آئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ قرآن سن کر ازحد متاثر ہوتے۔[1]

صحیح بخاری میں یہ روایت منقول ہوئی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سید القراء سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے فرمایا

((اِنَّ اللّٰه أمَرَنِی اَنْ اَقْرأ عَلَيْكَ، لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ))

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ ۱۰/۳۴۲۰ (۱۹۲۵۱) میں یہ روایت اختصار کے ساتھ ہے اس کی سند میں ابوبکر بن عیاش راوی کا حافظہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر ''لم یکن الذین کفروا''
پڑھوں۔''

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جھومتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ کیا اللہ نے میرا ساتویں آسمان پر نام لیا؟ گویا آپ زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں۔

میں کہاں اور کہاں ساتوں آسمانوں پر میرا نام؟ میری اوقات ہی کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساتویں آسمان میرا نام لیں! واہ سبحان اللہ۔

پھر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرا نام لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل یہ درست ہے اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے تیرا نام لیا ہے۔ اس بات سے متاثر ہو کر سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیات سنائیں۔

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ﴾ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر قرآن کریم پر عمل پیرا رہے۔ اس پر غور و تدبر کرتے رہے اور اس سے استنباط کرتے رہے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابو المنذر قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے اس نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ))

یعنی آیت الکرسی قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے سینے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا

اے ابو المنذر تجھے یہ علم مبارک ہو اللہ کی قسم! یہ صاف ستھرا علم ہے اے ابو المنذر

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۳۸۰۹، ۴۹۵۹، ۴۹۶۰، ۴۹۶۱)

صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ۔ باب استحباب قراۃ القرآن علی اھل الفضل والحذاق فیہ الخ (۲۴۶۔۲۴۵/ ۷۹۹، ۲۴۶۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے یہ میٹھا اور روشن علم مبارک ہو۔[1]

رسول اللہ ﷺ زندگی بھر قرآن مجید پر غور و تدبر کرتے رہے۔ مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور اس دوران اس طرح رو رہے تھے کہ آپ ﷺ کا سینہ رونے کی وجہ سے ابلتی ہوئی ہنڈیا کی مانند پھڑ پھڑا رہا تھا اور آپ ﷺ کی یہ کیفیت قرآن مجید سے متاثر ہو کر رونے کی وجہ سے تھی۔[2]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات آپ ﷺ نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا آپ نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہا ہی تھا کہ رونا شروع کر دیا پھر دوبارہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا تو رونا شروع کر دیا پھر آپ ﷺ فرمانے لگے۔

جس پر اللہ کی رحمت نہ ہوئی وہ خائب و خاسر ہو۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اس بات کو دہرایا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری زندگی قرآن کریم کی روشنی میں گزار دی۔ رمضان مبارک میں آپ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کا خاص اہتمام کرتے اس لئے کہ یہ ہدایت کی کتاب ہے یہ کوئی طب' تاریخ' جغرافیہ یا انجینئرنگ کی کتاب نہیں ہے یہ کتاب ہدایت ہے جو دلوں کا رخ اللہ وحدہ لاشریک کی طرف کرتی ہے۔ دلوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنا ہی قرآن مجید کا اصل مقصد ہے۔ اور کتاب عظیم کا یہی مقصد رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر رہا۔

ابن مردویہ اور بہت سے مفسرین نے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے تا کہ آپ ﷺ کو نماز فجر کی اطلاع دیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی یہ آیات پڑھ رہے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ' باب فضل سورۃ الکهف وآیۃ الکرسی (۸۱۰/۲۵۸) سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر۔ باب ما جاء فی آیۃ الکرسی (۱۴۶۰) مسند احمد ۵/ ۱۴۲

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلاۃ' باب البکاء فی الصلاۃ (۹۰۴)
سنن النسائی۔ کتاب السهو۔ باب البکاء فی الصلاۃ (۱۲۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱]

''زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے' ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار' یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے پاک ہے تو اس سے کہ عبث کام کرے پس اے رب' ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔''

اور آپ رو رہے تھے آپ نے سیدنا بلال سے فرمایا:

((اُنْزِلَتْ عَلَیَّ آیَاتٌ وَیْلٌ لِّمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ یَتَدَبَّرْ))

''مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں تباہی و بربادی ہے اس شخص کے لئے جس نے انہیں پڑھا اور ان پر غور و تدبر نہیں کیا۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کا رمضان المبارک میں سب سے زیادہ نمایاں کام یہی ہوتا کہ آپ ﷺ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور اس پر غور و تدبر کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کا بھی یہی معمول رہا ہے کہ وہ رمضان المبارک کو قرآن مجید کے لئے مخصوص رکھتے اور بیشتر وقت اس کی تلاوت میں مصروف رہتے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ امام دار الہجرت کا تو یہ معمول تھا کہ جونہی رمضان المبارک شروع ہوتا تو آپ فتویٰ دینا اور مسائل بیان کرنا اور درس و تدریس کرنا چھوڑ دیتے اور ہمہ تن قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر کرنے میں مصروف ہو جاتے اور فرماتے۔

قرآن کا کہنا ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/ ۱۶۹۔۱۷۰ بتحقیق عبدالرزاق مہدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا یَفْهَمُ الْقُرْآنَ مَنْ قَرَأَهُ فِی اَقَلِّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ))[1]

بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

((اِقْرَاءْ فِی سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذَالِكَ))[2]

''کہ قرآن مجید کو سات دن میں ختم کرو اس پر اضافہ نہ کرو۔''

لہٰذا سنت طریقہ یہ ہے قرآن مجید سات دن میں ختم کیا جائے۔ سلف صالحین کا یہی معمول رہا ہے اس سے کم مدت میں قرآن مجید پر صحیح معنوں میں غور وتدبر نہیں ہو پاتا۔

سلف صالحین قرآن مجید پر خوب غور و تدبر کرنے میں لذت محسوس کیا کرتے تھے۔ اس مقدس کتاب پر غور وتدبر کرنا ان کی زندگی کا معمول تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ قرآن مجید پر غور وتدبر کے لحاظ سے نہایت موزوں ہے۔ اگر اس مہینے میں غور وتدبر نہیں کیا تو پھر اس کے لئے اس سے زیادہ مناسب وقت بھلا کون سا ہو سکتا ہے۔

بخاری و مسلم میں حدیث منقول ہوئی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے

((اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ))[3]

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

شیاطین اس مہینے میں کسی کو ایذاء نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اپنے بندوں کی بہت زیادہ توبہ قبول کرتا ہے۔

---

1. سنن ابی داؤد۔ کتاب شهر رمضان، باب تحزیب القرآن (۱۳۹۴)
سنن ابن ماجه۔ کتاب اقامة الصلاة، باب فی کم یستحب یختم القرآن (۱۳۴۷)
سنن الترمذی (۲۹۴۹)

2. صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب فی کم یقراء القرآن (۵۰۵۴)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرّر به .. الخ (۱۸۴/ ۱۱۵۹)

3. صحیح البخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده (۳۲۷۷)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب فضل شهر رمضان (۱/ ۱۰۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو خیرات کا موسم قرار دیا ہے اسی طرح رمضان المبارک کو اعمال کے قبول کرنے، توبہ قبول کرنے، درجات کی بلندی اور نیکیاں کمانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ مبارک ہو اس شخص کے لئے جس نے ماہ رمضان کو پایا اور اسے احسن طریق سے گزارا۔ مبارک ہو اس شخص کو جس نے ماہِ رمضان میں اللہ تعالیٰ کو خوش کر لیا اس شخص کو بھلا کتنا اجر و ثواب ملے گا جس نے پورا رمضان کا مہینہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارا اور رمضان کے آخری دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔

روزہ بندے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان ایک سر بستہ راز ہے۔ جب کوئی دیواروں کے پیچھے چھپا ہوتا ہے تو اللہ کے سوا اسے کون دیکھتا ہے؟ آنکھوں سے جب کوئی اوجھل ہو جاتا ہے تو اسے بھلا اللہ کے سوا کون دیکھتا ہے۔؟

یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر کے اندر چھپ کر کچھ کھا پی لے لوگ تو اسے دیکھ نہیں رہے ہوتے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس نے اندھیروں کو پیدا کیا وہ تو سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔

روزہ تیرے اور اللہ کے درمیان ایک سر بستہ راز ہے اللہ کے سوا تیرے اس عمل سے کوئی آگاہ نہیں۔ نماز تو لوگوں کے سامنے پڑھتا ہے۔ حج تو سب کے سامنے کرتا ہے یا زکوٰۃ سب کے سامنے دیتا ہے۔ لیکن روزہ یہ ایک راز ہے اس میں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص چھپ کر کچھ کھا پی لے اور ظاہر یہ کرے کہ میرا روزہ ہے۔ لیکن اللہ کے سوا بھلا کون جان سکتا ہے کہ اس نے روزہ رکھا ہے یا نہیں۔

واقعی روزہ اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے۔

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے بعض شوافع نے یہ کہا ہے کہ روزے دار مسواک نہ کرے کیونکہ اس سے منہ کی بو زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس بو کا تعلق معدے سے ہوتا ہے نا کہ منہ سے۔ روزے دار کے لئے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسواک سے تو پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے یہ روزے دار کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے۔ کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ خیال کی جاتی ہے۔ شہید کا خون اور روزے دار کے منہ کی بو برابر ہیں ان دونوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن کستوری کی خوشبو فضا میں پھیلے گی۔ ماشاء اللہ یہ جزاء کس قدر عمدہ ہے۔ روزے داروں کے منہ کتنے عمدہ ہیں؟

رسول اللہ ﷺ رمضان میں بھی رات کو قیام کیا کرتے تھے جس طرح غیر رمضان میں قیام کرتے لیکن رمضان میں بہت زیادہ اہتمام کرتے' کیونکہ یہ روزوں اور قیام کا مہینہ ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))[1]

''جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزے رکھے اس کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

مطلب و مفہوم اس کا یہ ہوا کہ جو شخص ایمان کی بنیاد پر روزہ نہ رکھے بلکہ عادت کی بنیاد پر روزے رکھے اور اسی طرح ثواب کی نیت سے روزے نہ رکھے بلکہ شہرت اور دکھلاوے کے لئے روزے رکھے وہ مذکورہ اجر و ثواب سے محروم رہے گا۔ یہ اجر و ثواب اسی کو ملے گا یعنی اس شخص کے سارے پچھلے گناہ معاف ہوں گے جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزے رکھے۔

رمضان کی راتوں میں جب اندھیرا چھا جاتا تو رسول اللہ ﷺ یکسو ہو کر عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ آپ ﷺ کا رات کا قیام کتنا عمدہ اور اعلیٰ ہوتا ہے اور خاص طور پر رمضان کی راتوں کے قیام کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اور آپ ﷺ کے سجدے کتنے دلپذیر ہوتے لیکن رمضان میں کئے گئے سجدوں کے تو کیا ہی کہنے! وضو' یکسوئی' دعا اور اللہ کے حضور آہ و بکاء اور پھر رمضان کی راتوں کا تو منظر عجیب و غریب اور نرالا ہوگا۔

جب سے امت اسلامیہ نے رات کا قیام چھوڑ دیا اس وقت سے اس کے سینوں میں ایمان و یقین کمزور ہو گیا۔ نئی پود اس طرح سے زندگی نہیں بسر کرتی جس طرح سے لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ نئی پود میں سستی کاہلی بہت زیادہ پائی

---

[1] صحيح البخاری۔ كتاب الصوم' باب من صام رمضان ايمانا واحتساباً ونية (۱۹۰۱) صحيح مسلم۔ صلاة المسافرين' باب الترغيب فی قيام رمضان وهو التراويح (۱۷۵/ ۷۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔نئی پود میں وہی بچا ہے جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی رحمت ہوئی ہے اللہ کے شکر گزار بندے ہر دور میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ رمضان کی راتوں میں باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے تھے۔آپ ﷺ تہجد تو عام راتوں میں بھی ادا کرتے لیکن رمضان کی راتوں میں خاص اہتمام ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [سورۃ بنی اسرائیل:۷۹]

''اور رات کو تہجد پڑھو' یہ تمہارے لیے نفل ہے' بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے۔''

اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اے نبی ﷺ رات کے وقت آپ کا قیام کرنا ایسے ہی ہوگا جس طرح آپ ﷺ قیامت کے دن قیام کریں گے۔

رات کے وقت آپ ﷺ کا اٹھنا اور قیام کرنا اس طرح ہوگا جیسے آپ ﷺ قیامت کے دن امت کے لئے سفارش کرنے کے لئے کھڑے ہوں گے اور آپ ﷺ کی سفارش کو قبول کیا جائے گا جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو یہ اعزاز حاصل نہ ہوگا۔

اے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آپ ؐ نے قرآن مجید کے ساتھ قیام کیا۔قیامت کے دن آپ ﷺ سب کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور قیام کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

جو مسلمان اپنے آپ کا خیر خواہ ہے اسے چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرے اور کثرت سے رات کو عبادت کرے۔ ماہ رمضان روح کی تجدید کا مہینہ ہے۔یہ قیمتی فرصت کے لمحات ہیں۔سارے زمانے کی دولت اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔یہ تو برکت کا مہینہ ہے اور جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے۔

جس شخص نے رمضان کو پالیا لیکن اس نے اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے آزاد نہ کرالیا اس کے لئے تباہی' بربادی' ندامت اور نقصان ہی نقصان ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔''[1]

آٹھ رکعت نوافل اور تین رکعت وتر لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک رکعت لوگوں کی ہزار رکعت کے برابر ہوتی تھی ایک رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لمبا قیام کرتے اپنے رب سے سرگوشیاں کرتے اور اپنے مولیٰ کے کلام میں غور و تدبیر کرتے اور قرآن مجید پر غور و تدبر سے اپنی روح کو تازہ کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران روتے مناجات کرتے۔ یہ رکعت اتنی دلآویز و حسین ہوتی کہ کیا کہنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [سورۃ ھود:۷]

''تاکہ تم کو آزما کر دیکھے تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔''

تراویح اگر مقدار میں کم پڑھی جائیں لیکن عمدہ طریقے سے پڑھی جائیں تو وہ ان زیادہ تراویح سے بہتر ہیں جن میں نہ قیام و رکوع صحیح ہو اور نہ ہی تلاوت صحیح انداز میں کی جاتی ہو۔ قرآن مجید کو جلدی جلدی ختم کرنا مقصود نہیں اصل مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید میں غور و تدبر کیا جائے اور اس کے معانی کو سمجھا جائے جو لوگ رمضان المبارک میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں لیکن اسے عمدہ انداز میں پڑھتے ہیں اس کے معانی پر غور و تدبر کرتے ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کلام الٰہی سے دلوں کی بیماریوں کو شفا ملتی ہے اور اس سے روحانی زخموں کا علاج ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کے انسانی روح و جسم پر باقاعدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک میں لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ انہیں زیادہ ثواب ملے گا۔ اجر و ثواب تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مل جاتا ہے۔ لیکن روح کی غذا' یقین کی دولت اور ایمان کی تازگی تو قرآن مجید پر غور و تدبر سے اور اسکے احکامات پر عمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التهجد' باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ (۱۱۴۷) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل...... الخ (۲۵/ ۷۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رسول اللہ ﷺ رمضان میں روزہ جلدی افطار کرلیا کرتے تھے اس سلسلے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے

((اَحَبَّ الْعِبَادِ اِلَی اللّٰهِ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا))[۱]

''جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندے ہیں۔''

جلدی افطار کرنے سے مراد یہ ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لیا جائے جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے۔

((اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرِبَتِ الشَّمْسُ اَفْطَرَ الصَّائِمُ))[۲]

''جب رات یہاں سے آ جائے اور دن یہاں سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار روزہ افطار کر دے۔''

یہودیوں کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ تاخیر سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔[۳]

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرلیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ تر کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں سند حسن کے ساتھ منقول ہے۔

((كَانَ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبٍ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلٰى تميراتٍ، فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ حَسَا مَاء))[۴]

---

۱ سنن الترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الافطار (۷۰۰) مسند احمد ۲/ ۲۳۷، ۳۲۹، ابن خزیمه (۲۰۶۲) شرح السنة للبغوی (۱۷۳۲، ۱۷۳۳) میں ان الفاظ سے مروی ہے۔ قال الله عزوجل: ان احب عبادی الی اعجلهم فطرا" اس کی سند میں قرۃ بن عبدالرحمٰن ضعیف ہے۔

۲ صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار (۵۱/ ۱۱۰۰) سنن الترمذی (۶۹۸)

۳ سنن ابی داؤد۔ کتاب الصیام، باب ما یستحب من تعجیل الفطر (۲۳۵۳)

۴ سنن الترمذی۔ ابواب الصوم، باب ما جاء یستحب علیه الافطار (۶۹۴ تا ۶۹۶) سنن ابی داؤد۔ کتاب الصیام، باب ما یفطر (۲۳۵۵، ۲۳۵۶) مسند احمد ۳/ ۱۶۴ شرح السنة (۱۷۴۲) بمعناه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’رسول اللہ ﷺ تر کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔ اگر تر میسر نہ آتیں تو خشک کھجوروں سے افطار کرتے اگر وہ نہ ملتیں تو پانی کا چلو لیتے۔

سیدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں مذکور ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِيَفْطُرْ اَحَدُكُمْ عَلَى تَمْرٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَشْرَبْ مَاءً فَاِنَّهُ طَهُورٌ))[۱]

’’تمہیں چاہیے کہ خشک کھجور سے روزہ افطار کرو اگر وہ نہ ملے تو روزے دار پانی پیے اس لئے کہ پانی پاک ہوتا ہے۔‘‘

تر یا خشک کھجور سے روزہ افطار کرنے میں بھی ایک راز ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد میں بیان کرتے ہیں جب بھوک لگی ہو معدہ خالی ہو تو معدے اور دل کے لئے میٹھی کھجور نہایت مفید ہوتی ہے واہ سبحان اللہ : رسول اللہ ﷺ جسمانی طبیب بھی تھے اور دلوں کے طبیب بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ سحری کا کھانا بالعموم آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔[۲]

رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول ہوتا تھا کہ آپ ﷺ اکثر و بیشتر ذکر الٰہی، استغفار، مناجات اور تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے میں مصروف رہتے تھے آپ ﷺ خود تو وصال کا روزہ رکھتے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصال کا روزہ رکھنے سے منع کرتے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یا رسول اللہ ﷺ آپ دن رات ملا کر روزہ رکھتے ہیں یعنی سحری کھائے بغیر اگلے دن کا روزہ رکھ لیتے ہیں۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنَّ رَبِّي يطعمني وَ يَسْقِيْنِيْ))[۳]

---

۱ انظر ما قبله

۲ سنن الترمذی۔ کتاب الصوم، باب ما جاء فی تاخیر السحور (۷۰۳)

۳ صحیح البخاری۔ کتاب الصوم، باب الوصال (۱۹۶۳) صحیح مسلم کتاب الصیام، باب النهی عن الوصال (۵۵/ ۱۱۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں تم جیسا نہیں ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

اس روایت کو حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے۔

اہل علم نے اس کھانے پینے کی دو صورتیں بیان کی ہیں۔

بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے یہ کھانا پینا محسوس صورت میں ہوتا تھا۔ یہ بات اگر درست مان لی جائے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں کھانا پینا میسر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔

دوسری صورت کھانے پینے کی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی غذا میسر آتی تھی اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل پر معارف کا فیض وارد ہوتا۔ مناجات کی لذت محسوس ہوتی اور ذکر الٰہی کی مٹھاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آشنا ہوتے' اور دعا کی شیرینی سے آپ لطف اندوز ہوتے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تازگی محسوس ہوتی' ذکر الٰہی' تنہائی میں دعا اور مناجات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی لذت محسوس ہوتی کہ کھانے کا خیال ہی دل میں نہ آتا۔ اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جسم میں توانائی بھی محسوس ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ جب لوگوں کو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے تو وہ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔ خوشی کے اوقات میں ان کے رخساروں پر آنسو بہتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں۔

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی عبودیت سے اتنا زیادہ خوش ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی' عبادت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل انتہائی خوش ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں انشراح پیدا ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کیفیت کو کھانے پینے کے قائم مقام جانتے۔

علامہ اندلسی ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی نصیحت کے لئے ایک قصیدہ کہتے ہیں جس کا ایک شعر ملاحظہ کریں

فَقُوتُ الرُّوح ارواح المعانی
فلیس بان طعمتَ وَلَا شَرِبتَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''روح کی غذا معانی کی روحیں ہیں روح کی غذا کھانے پینے سے حاصل نہیں ہوتی۔''

رسول اللہ ﷺ ذکر الٰہی تحلیل و تکبیر، تسبیح، استغفار، کثرت دعا کے ذریعے روحانی غذا حاصل کیا کرتے تھے۔

اے نیک دل برادران اسلام! میں تمہاری خدمت میں یہ التجا کرتا ہوں کہ رمضان کے مہینے میں ذکر الٰہی، مناجات، استغفار اور دعاؤں میں اپنے آپ کو مشغول رکھا کریں یہ قیمتی لمحات ہیں ان کی قدر کریں اللہ کی رحمتوں کو سمیٹنے کے لئے اپنے دامن کو پھیلائے رکھیں۔ یہ برکت کی گھڑیاں قسمت سے نصیب ہوتی ہیں۔

رمضان کے مہینے میں صبح سے ظہر تک، ظہر سے عصر تک اور عصر سے مغرب تک سوئے رہنا اور رات بھر جاگتے رہنا یہ کوئی قابل تعریف صورت نہیں ہے۔ دن کے وقت شرعاً سونا منع نہیں ہے لیکن دن بھر سوئے رہنا تاکہ رات کو جاگا جا سکے یہ کوئی نیک لوگوں کا طرز عمل نہیں ہے۔ وہی طرز عمل اختیار کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جو سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔

روزہ سب سے بڑھ کر روزے دار کو صبر کی تربیت دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر روح کو اللہ رب العزت کی طرف مائل کرتا ہے۔[1]

پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو باجماعت تراویح پڑھنے کے لئے حکم دیا۔[2]

بخاری مسلم میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يصوم يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ وَجههُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خريفًا))[3]

---

[1] صحيح البخاری۔ كتاب الاذان باب اذا كان بين الامام وبين القوم حائط وسترة (۷۲۹) صحيح مسلم۔ كتاب صلاة المسافرين۔ باب الترغيب فی قيام رمضان وهو التراويح (۱۷۸/ ۷۶۱)

[2] صحيح البخاری۔ كتاب صلاة التراويح۔ باب فضل من قام رمضان (۲۰۰۹۔ ۲۰۱۰)

[3] صحيح البخاری۔ كتاب الجهاد والسير' باب فضل الصوم فی سبيل الله (۲۸۴۰) صحيح مسلم۔ كتاب الصيام۔ باب فضل الصيام فی سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق (۱۶۷/ ۱۱۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کوئی بندہ جب اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال تک کی مسافت تک دور کر دیتے ہیں۔''

((یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))

''فی سبیل اللہ روزہ رکھنے سے کیا مراد ہے۔''

اہل علم کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ روزہ رکھنے سے مراد میدان جنگ میں روزہ رکھنا ہے روزے کی حالت میں دشمن سے نبرد آزما ہونا' بلاشبہ یہ روزہ فی سبیل اللہ ہوگا۔

میرے نیک دل بھائیو! ذرا ٹھنڈے دل سے مجھے بتائیں۔ ہمارے اکثر و بیشتر روزے کیسے ہوتے ہیں کیا واقعی ان روزوں پر فی سبیل اللہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہم تو سائے میں ٹھنڈے پانی سے لذیذ کھانوں سے روزے رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میدان کارزار میں جبکہ تلواروں کی جھنکار تیروں کی بوچھاڑ اور نیزوں کی سرسراہٹ ہر طرف سنائی دے رہی ہوتی تھی اس حال میں وہ روزے کی حالت میں ہوتے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے وہ جنگ موتہ کے تیسرے جرنیل تھے۔ انہوں نے لڑائی کے وقت روزہ رکھا ہوا تھا ان سے پہلے دو جرنیل سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ انہیں یاد آیا کہ چند سال پہلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور یہ معاہدہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اس معاہدے پر عمل پیرا ہونے کا انعام جنت کو قرار دیا گیا تھا۔

بیعت عقبہ کے موقع پر انہوں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَنْ تَحْمُوْنِیْ مِمَّا تَحْمُوْنَ مِنْ نِسَآءِکُمْ وَاَطْفَالِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ))

''تم میری اس طرح حفاظت کرو جس کی طرح اپنی خواتین اپنے بچوں اور مال و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت کی حفاظت کرتے ہو۔''

عرض کیا اگر ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بدلے تمہیں جنت ملے گی۔ عرض کی یہ سودا بڑا نفع بخش ہے ہم اس میں قطعاً ذرہ برابر بھی سستی نہیں کریں گے۔

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس مجلس سے اٹھ گئے اور اس معاہدے پر قائم و دائم رہنے کا دل میں عزم صمیم کرلیا۔

سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ بھوک بہت زیادہ لگی ہوئی تھی۔ روزہ رکھا ہوا تھا۔ تلواروں کی جھنکار میدان جنگ میں گونج رہی تھی۔ تیروں کی بوچھاڑ تھی۔ غروب آفتاب کا وقت قریب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے گوشت کا ٹکڑا دو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا سورج غروب ہو چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ ہاں سورج غروب ہو چکا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے افطاری کی دعا پڑی اور گوشت کا لقمہ کھایا۔ وہ لقمہ کھا تو لیا لیکن نہ کھانے میں لذت محسوس ہوئی نہ پانی کی کوئی لذت تھی۔ کھانے پینے کی لذت بھلا کیسے محسوس ہو کیونکہ ان کے پیش رو جرنیلوں سیدنا زید بن حارثہ اور سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر چکے تھے ان کی لاشیں میدان میں پڑی تھیں اور گھوڑے انہیں روندرہے تھے۔ انہوں نے تلوار کی نیام کو اپنے گھٹنے کے زور سے توڑ ڈالا اور دشمن کی صفوں میں داخل ہو گئے اور آپ ﷺ داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔[1]

﴿يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّة ○ ارْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِيْ عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِيْ ○﴾ [الفجر: ۲۷:۳۰]

''اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوش لوٹ جا میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

اے وہ لوگو جنہوں نے بھوکے پیاسے رہنے کے باوجود اسلام کا جھنڈا بلند کیا اللہ تم سے راضی ہو گیا۔

---

[1] البداية والنهاية ۳/ ۱۳۸ تا ۱۴۵ بیعت عقبة ثانیه ۴/ ۲۱۷-۱۲۸ بالفاظ مختلفة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے وہ لوگو جنہوں نے اللہ کی راہ میں بھوکے پیاسے رہتے ہوئے جدوجہد کی اور مشقت برداشت کی اللہ تم سے راضی ہوگیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ خاندان بنو امیہ کے ایک سردار روح بن زمباع کے حالات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ عمرہ کی غرض سے سفر کر رہے تھے اور ان کے ہمراہ کھانے پینے کا سازو سامان پھل میوہ جات مرغی اور بکرے کا گوشت وغیرہ وافر مقدار میں تھا۔ غرضیکہ اس کا دستر خواں بڑا وسیع تھا اس کے پاس سے ایک بدوی گزرا جو اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ روح بن زمباع نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔ آیئے میرے ساتھ کھانا تناول کیجئے۔

بدوی نے کہا مجھے آپ سے زیادہ بڑھ کر معزز نے اپنے دستر خوان پر دعوت دی ہے۔ اس نے پوچھا وہ کون ہے؟

اس نے کہا اللہ رب العالمین۔

اس نے پوچھا وہ کیسے؟

اس نے کہا میں نے روزہ رکھا ہے عنقریب میں افطار کروں گا۔ روح نے کہا آج چھوڑ دو کل رکھ لینا۔ بدوی نے کہا جناب کیا آپ میری زندگی کی ضمانت دیتے ہیں۔

یہ بات سن کر روح بن زمباع زارو قطار رونے لگا اور روتے ہوئے اس نے کہا آپ نے اپنی زندگی کے دنوں کی حفاظت کی ہے اور ہم نے اپنی زندگی کے دن ضائع کر دیئے ہیں۔[1]

عبادت تو دراصل وہ عبادت ہے جو اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ اس کے سرانجام دینے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو۔ اور نہ ہی طبیعت میں کسی قسم کی کوئی اکتاہٹ محسوس ہو اور نہ ہی بھوکے پیاسے رہنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری محسوس ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سلف صالحین نے رمضان، جہاد اور اللہ کی راہ میں اسلام کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے زندگی بسر کی۔

---

[1] البدایة والنہایة ۹/ ۴۹۔۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ آپ جانتے ہیں یشتر اسلامی جنگیں رمضان میں لڑی گئیں۔ جنگ بدر، فتح مکہ اور دیگر بہت سی جنگیں ماہ رمضان میں لڑی گئیں اس مبارک اور پر بہار مہینے میں بڑی کامیابیاں میسر آئیں جس مہینے میں قرآن حکیم نازل کیا گیا جس نے مردہ امت کو زندگی بخشی جو مویشیوں کو پانی پلانے پر لڑنے جھگڑنے کے علاوہ کچھ جانتی ہی نہ تھی۔ جو تہذیب و تمدن کو جانتی تک نہ تھی ایسی امت کو زندگی بخشی جو ہزاروں سال تک جہالت کی دلدل میں پھنسی رہی۔ قرآن اس لئے نازل ہوا تا کہ امت مسلمہ سے کہے کہ ہوش میں آ۔ آسمان کی طرف دیکھ، لا الہ الا اللہ کے ذریعے انسانیت کو آزادی دے۔ اللہ کے حضور قرآن اور رمضان پیش ہوں گے اور تم بھی قرآن اور رمضان کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کا باعزت طریقے سے سامنا کر سکو گے۔

اے میرے نیک دل بھائیو جن کی داڑھی کے بال اسلام کی خدمت سرانجام دینے میں سفید ہوئے۔ یہ مبارک مہینہ یوں سمجھئے جیسے کہ زندگی کا آخری مہینہ ہے۔

اے جوان! جو اس مبارک مہینے میں تو اللہ کی طرف متوجہ ہوا ہے تیرا یہ عمل اللہ قبول کرے کیونکہ یہ مہینہ توبہ کا مہینہ ہے اللہ کی طرف رجوع کا مہینہ ہے اس کو اپنے لیے غنیمت جانیئے۔

اے گناہوں میں ملوث رہنے والے یہ تیرے لئے سنہری موقع ہے یہ تیرے لئے بڑے ہی قیمتی دن ہیں۔ گویا کہ یہ مہینہ تیرے لئے نشاۃ ثانیہ ہے کافر دو دفعہ مرتا ہے اور مؤمن دو دفعہ زندہ ہوتا ہے۔ کافر کی موت ایک تو اس وقت ہوتی ہے جب اس کی زندگی کے دن پورے ہو جاتے ہیں، اور اس سے پہلے جب وہ لا الہ الا اللہ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا۔ اس وقت بھی اس کو روحانی موت واقع ہو جاتی ہے۔ لا الہ الا اللہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے اس کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔

مومن دو دفعہ پیدا ہوتا ہے۔ اور دو زندگیاں بسر کرتا ہے۔ پہلی زندگی اسے اسلام قبول کرنے کی صورت میں میسر آئی یاد رہے کہ بہت سے لوگ زندہ ہوتے ہیں لیکن حقیقی زندگی سے محروم ہوتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں لیکن وہ حقیقت میں زندہ نہیں ہوتے۔

اصل زندگی یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ کی طرف سفر کرے، اصل زندگی وہ ہے جو اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد میں بسر ہو، حقیقی زندگی یہ ہے کہ تم اپنی عمر کو اللہ کی عبادت میں گزارو۔

اور دوسری زندگی وہ ہے جو تجھے تیری فطرت کے مطابق جنم دیتی ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے نیک اعمال قبول کرے۔ ہمارے گناہوں سے درگزر کرے اور ہمیں ان میں شامل کر دے۔ جو اس مبارک مہینے میں جہنم سے آزاد کئے جائیں گے۔ اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کر دے جن کو توبہ کرنے کی توفیق دی گئی ہے اور ان خوش نصیبوں میں کر دے جن کو جنت کا وارث بنایا گیا ہے اور جن کی توبہ اس مبارک مہینے قبول کی گئی جن کا انجام بخیر ہوا اور جنھوں نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کا قیام کیا۔ (آمین)

((سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ))

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم تَسْلِيْمًا كثيرا

رمضان کے آخری دن

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ خَيْراً مِمَّا نَقُوْلُ، وَمِثْلَ مَانَقُوْلُ، وَفَوْقَ مَانَقُوْلُ، لَكَ الْحَمْدُ بِالْاِيْمَانِ، وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْاِسْلَامِ، وَلَكَ الْحَمْدُ بِالصِّيَامِ وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْقِيَامِ۔

عَزَّ جَاهُكَ، وَجَلَّ ثَنَاءُ كَ، وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَآءُ كَ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فِي السَّمَآءِ مُلْكُ، وَفِي الْاَرْضِ سُلْطَانُكَ وَ فِي الْبَحْرِ عَظْمَتُكَ وَ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُكَ، وَ فِي النَّارِ سُطُوْتُكَ، وَفِي كُلِّ شَيْئٍ حِكْمَتُكَ، وَآتَيْكَ۔ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ قُرْبَتُهُ، وَمَنْ اُحَبَّكَ اَحْبَبْتَهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ اِلَيْكَ قَبِلْتَهُ وَمَنْ عَصَاكَ اَدَّبْتَهُ، وَمَنْ حَارَبَكَ كَبَتَّهُ، لَكَ الْحَمْدُ حَتَّى تَرْضٰى، وَلَكَ الْحَمْدُ اِذَا رَضِيْتَ وَلَكَ الْحَمْدُ بَعْدَ الرِّضٰى۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ رُّفِعَت بِهِ مَنَارَةُ الْاِسْلَامِ وَحُطِمَتْ بِهِ دَوْلَةُ الْاَصْنَامِ' و فرضت به الصلاة والصيام' وَالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ' خَيْرٌ مَّنْ اَفْطَرَ وَ صَامَ' وَ خَيْرُ مَنْ سَجَدَ وَقَامَ ' رَسُوْلُ الْبَشَرِيَةِ ' وَمعلم الْاِنْسَانِيَه' ومزعزع كيان الوثنية'

صلى الله عليه وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْرًا

اَمَا بَعْدُ:

الٰہی تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں' الٰہی تیری سب تعریفیں ہماری ان سب باتوں سے بہترین ہیں جو ہم کہتے ہیں جو کچھ ہم بولتے ہیں ان سب باتوں پر تیری تعریفیں فوقیت رکھتی ہیں۔

سب تعریفیں تیرے لئے ہیں ایمان کے ساتھ' سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ اسلام کے ساتھ' سب تعریفیں تیرے لئے ہیں روزوں کے ساتھ' اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں راتوں کے قیام کے ساتھ۔ الٰہی تیری عظمت بڑی بلند ہے۔ تیری تعریف بڑی جلیل ہے۔ تیرے نام بڑے مقدس ہیں' تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ سمندر میں تیری عظمت ہے' جنت میں تیری رحمت ہے۔ جہنم میں تیرا رعب و دبدبہ ہے اور ہر چیز میں تیری حکمت اور نشانی ہے۔

جس نے تیرا قرب چاہا اسے تو نے اپنے قریب کر لیا جس نے تجھ سے محبت کی تو نے اس سے محبت کی جس نے تیرا وسیلہ چاہا تو نے اسے قبول کیا۔ جس نے تیری نافرمانی کی تو نے اسے ادب سکھلایا اور جس نے تجھ سے لڑائی کی تو نے اسے اوندھے منہ گرا دیا۔ تیرے لئے سب تعریفیں ہیں یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے لئے سب تعریفیں ہیں جب تو راضی ہو جاتا ہے اور تیری رضا کے بعد بھی سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔

درود و سلام ہو اس ذات پر جس کے ذریعے تو نے اسلام کے مینار کو بلند کیا اور اس کے ذریعے بتوں کی حکومت کو ریزہ ریزہ کیا اور جس کے ذریعے تو نے نماز' روزے اور بیت اللہ کا طواف کو فرض کیا [illegible] بہتر ہے جنہوں [illegible] رکھا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افطار کیا اور وہ ان سب سے بہتر ہے جنہوں نے اب تک سجدہ اور قیام کیا وہ شریعت کے رسول ہیں وہ انسانیت کے معلم ہیں اور وہ بت پرستانہ معاشرے کو لرزہ براندم کرنے والے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا

لوگو! تم اس مبارک مہینے کے آخری دن گزار رہے ہو جس نے اس مہینے میں روزے رکھے اور قیام کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہو گیا۔ یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور شیطان کے کارخانے بند کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے پہلے دس دن رحمت' درمیانی دس دن مغفرت کے اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں۔

یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں روزے داروں کے سانس اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عظیم مہینہ ہے جس میں ہر رات اللہ تعالیٰ ان ایک لاکھ افراد کو آزادی دیتے ہیں جن پر جہنم کا داخلہ واجب ہو چکا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مہینے کو اپنے اور گناہگاروں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر مکلّف سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ہر نیک عمل کے بعد استغفار کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول مقبول علیہ السلام سے آخری عمر میں یہ فرمایا

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا○﴾ [سورة النصر]

"جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی تو تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اس سے بخشش مانگو بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام حجاج کرام کو یہ حکم دیا کہ جب وہ اپنے حج سے فارغ ہوں تو یہ عمل کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَّحِيمٌ﴾ [البقرة:۱۹۹]

''پھر جہاں سے اور لوگ پلٹتے ہیں وہیں سے تم بھی پلٹو اور اللہ سے معافی چاہو یقیناً وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

برادران اسلام رمضان کے دنوں اور راتوں میں تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے مالک' علام الغیوب' رب العالمین کی طرف رجوع کرو۔ ان مختصر گھڑیوں کو جو اس مبارک اور جلیل القدر مہینے کی باقی رہ گئیں ہیں توبہ اور استغفار میں صرف کرو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری توبہ کو قبول کرے تجھے معاف کردے اور تجھے اپنا بنالے۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ طرز عمل تھا کہ وہ ہر اچھے کام کے بعد استغفار کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا

((فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَال وَ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ اَنْهَارًا))

''میں نے کہا اپنے رب سے استغفار کرو وہ بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا۔ تمہاری مال و دولت اور بیٹوں سے مدد کرے گا۔ تمہیں باغات اور نہروں سے نوازے گا۔''

آدم اور اس کی زوجہ محترمہ حوا علیہما السلام نے یہ کہا

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ [الاعراف: ۲۳]

''اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں سے ہوجائیں گے۔''

سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا

﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ﴾ [هود:۳]

''اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو۔ وہ تمہیں اچھا فائدہ پہنچائے گا ایک مزید وقت تک اور دے گا ہر صاحب فضل کو اپنا فضل۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنی سلطنت اور لشکر کو دیکھ کر کہا:

((رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ))

''میرے رب مجھے معاف کردے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو بھی میسر نہ آئے۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں یہ کہا

﴿وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَلِیْ خَطِيْٓئَتِیْ يَوْمَ الدِّيْنِ﴾ [الشعراء: ۸۲]

''اللہ سے میری دلی تمنا ہے کہ وہ قیامت کے دن میری غلطی کو معاف کردے گا۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے استغفار کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے اس وقت تک وہ انہیں پکڑے گا نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [انفال:۳۳]

''اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہیں کرے گا اس حال میں کہ تم ان میں ہو اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب کرنے والا ہے۔اس حال میں کہ وہ استغفار کرتے ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام لوگوں کو پکار کر یہ فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔﴾

''کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔اللہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا جس نے گناہ کے بعد استغفار کیا اور جس نے برائی کے بعد توبہ کی اور زندہ وجاوید اللہ کریم کی طرف رجوع کرلیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ○﴾ [آل عمران:۱۳۵۔۱۳۶]

''وہ لوگ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کی معافی دے سکتا ہے وہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں حق کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عمل اجر بہت بہتر ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الشوریٰ:۲۵]

''اللہ وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور بہت سی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا

﴿ افلا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ واللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [المائدۃ:۸۴]

''وہ اللہ کے حضور توبہ کیوں نہیں کرتے اور اس سے معافی کیوں نہیں مانگتے' اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو معاف کردیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ [النساء:۳۱]

"اگر تم بڑے گناہوں سے اجتناب کرو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے ہم تمہارے گناہوں کو مٹا دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔"

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ [سورة النساء:۶۴]

"اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے تو تمہارے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے' اور رسول بھی ان کیلئے معافی کی درخواست کرتا۔ تو یقیناً اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:۱۱۰]

"جو برائی کرتا ہے اور اپنے اوپر ظلم کرتا ہے پھر وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتا ہے۔"

پاک ہے وہ اللہ جو رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گنہگار کی توبہ قبول کرے اور وہ دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے خطا کار کو معاف کر دے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔[1] یعنی قیامت تک اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی توبہ قبول کرتے رہیں گے۔

جو رمضان میں توبہ نہیں کرتا وہ پھر کب توبہ کرے گا۔؟

جو رمضان میں اللہ رحمان کی طرف نہیں لوٹتا تو پھر وہ کب اس کی طرف لوٹے گا؟ جو رمضان میں اللہ واحد کی طرف رجوع نہیں کرتا تو وہ کب اس کی طرف رجوع کرے گا؟

رمضان کا مہینہ گزر جائے گا اور گناہ نہیں مٹائے جائیں گے۔ رمضان کا مہینہ گزر

---

[1] صحيح مسلم۔ كتاب التوبة' باب قبول التوبة من الذنوب وان تكذرت الذنوب والتوبة (۳۱/ ۲۷۵۹) مسند احمد ۴/ ۳۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور تو اپنی گردن کو جہنم کی آگ' ذلت اور رسوائی سے نہیں چھڑائے گا یہ تو بڑے نقصان کی بات ہے۔

کیا یہ حسرت و ندامت کی بات نہیں کہ لاکھوں کو معافی مل جائے اور تو محروم رہ جائے۔؟

کیا یہ عیب' رسوائی اور خسارے کا سودا نہیں کہ رمضان کا مبارک مہینہ گزر جائے اور تیرا شمار ان لوگوں میں سے ہو جن پر اللہ راضی نہیں ہوتا ہے۔

اس صورت سے اللہ کی پناہ

اے مسلمان بھائی' رمضان کی مبارک راتوں میں اپنی گردن کو جہنم کی آگ سے بچالے۔ ان سنہری گھڑیوں میں زیادہ سے زیادہ درود و سلام توبہ اور استغفار کیا کر۔ جلدی جلدی نیکیاں کمالے کیا پتہ ہے کہ تو نے کوئی ایسا بڑا گناہ کر لیا ہو جس کی معافی ان مبارک راتوں میں دی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ تو نے کسی ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کر لیا ہو کہ وہ جرم ان مبارک راتوں میں معافی مانگنے سے ہی تیرے نامہ اعمال میں مٹا دیا جائے۔

میرے بھائی اپنی گردن کو جلدی جلدی جہنم سے آزاد کرالے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھا۔ تجھے کیا معلوم کہ یہ رمضان تیری زندگی میں دوبارہ نہ آئے۔

اے روزوں اور نماز کے مہینے الوداع: اے پر بہار دنوں جن کو ہم نے ذکر الٰہی اور تلاوت کرتے ہوئے بسر کیا۔ الوداع!

ہم نہیں جانتے کہ کیا یہ دن ہم سے قبول کر لئے جائیں گے اور ہم راضی خوشی عید کے لئے نکلیں گے؟

یا ہمارے اعمال کو رد کر دیا جائے گا۔ (اللہ کی پناہ) اور ہم حسرت' مایوسی ندامت اور خسارے کی صورت میں عید کے لئے باہر نکلیں گے!

خوش قسمت تو وہ ہے جس کے نصیب میں اللہ تعالیٰ خوش قسمتی لکھ دے۔ اور وہ بد بخت ہے جس کو اللہ رسوا کر دے اور اس پر ناراض ہو جائے۔ جب یہ صورت حال اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے تو پھر میں اپنی ذات کو اور آپ تمام کو یہ تلقین کرتا ہوں کہ راتوں میں خالص توبہ کرنے اور کثرت سے استغفار کرنے کا اہتمام کریں اور گڑگڑاتے ہوئے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحانہ وتعالیٰ کے حضور اپنے عاجزانہ ہاتھ اٹھائیں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کر دے۔ اللہ کی قسم ہمارے پاس تو ایسے بھاری بھر کم اعمال ہی نہیں جو اللہ کے حضور پیش کر سکیں۔ ہمارے بیشتر اعمال تو خطاؤں اور گناہوں سے آلودہ دیکھائی دیتے ہیں۔

ہم سراپا محتاج' عاجز اور کوتاہ ہیں ہر دم یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ہمارے اعمال میں ریا اور شہرت کی آمیزش ہو کر انہیں اول وآخر باطل قرار دینے کا باعث بن جائے۔

انسان بسا اوقات یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے نماز پڑھی' قرآن کی تلاوت کی۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہا تو بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا۔

عیش وعشرت' کھیل کود' کھانے پینے' آنے جانے' اور اکڑفوں کرنے کے اوقات کدھر جائیں گے۔

اے برادران اسلام' اے وہ خوش نصیب لوگو جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور سیدنا محمد ﷺ کے نبی رسول ہونے پر راضی ہو گئے ہو۔

سبحان اللہ ان راتوں میں تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے لئے کیا لکھ دیا جائے گا۔ کون اس راز کو جانتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہاری بدبختی کو خوش بختی میں تبدیل کر دے۔ تمہاری دوری کو اپنے قرب میں تبدیل کر دے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تم پر ناراض ہو جائے اللہ کی اس سے ہم پناہ مانگتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تمہیں اپنا دوست بنا لے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے عدل والوں کے لئے عدل کا ترازو قائم کیا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے مقبول لوگوں کے لئے قبولیت کا دروازہ کھول دیا پاک ہے وہ ذات جس نے توبہ کرنے والوں کے لئے توبہ کا دروازہ کھول دیا۔ ان میں کچھ آنے والے ہیں اور کچھ پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے والے ہیں۔ کچھ سعادت مند ہیں اور کچھ بدبخت ہیں۔ کچھ توبہ کرنے والے اور کچھ خائب وخاسر رہنے والے بھی ہیں۔

ہم اس اللہ ہی سے مانگتے ہیں جس کے ہاتھ میں دلوں کی چابیاں ہیں کہ وہ ہمارے اور تمہارے دلوں کو کھول دے۔ ہماری اور تمہاری گردنوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے اور ہم سب کو جہنم کے عذاب سے بچائے اور ہمیں ان میں سے کرے جن کے روزوں' قیام' ذکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تلاوت کو اس نے قبول کرلیا ہے۔ (آمین)

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اَحْسَنَ مَا عَمِلْنَا وَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِنَا فِي اَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ))

عید کا دن

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا وَتَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوجًا وَ قَمَرًا مُنِيرًا وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُورًا وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَعَثَهُ رَبُّهُ هَادِيًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا بَلَّغَ الرِّسَالَةَ، وَاَدَّى الْاَمَانَةَ وَنَصَحَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِينُ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا))

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کو دیکھنے والا ہے۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ اور روشن چاند بنایا اور وہ ذات جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا ہر اس شخص کے لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے۔''

درود و سلام ہو اس پر جس کو اس کے رب نے ہدایت دینے والا' خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور اسے اپنے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنایا۔ اس نے پیغام پہنچا دیا۔ امانت ادا کر دی۔ امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں آخری دم تک جہاد کیا۔

درود و سلام ہو اس پر اس کی آل پر اس کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور بہت بہت سلام ہو۔

اے اللہ کے بندو! آج ہم عید کے دن صبح کے وقت سانس لے رہے ہیں۔ آج عید کا سورج جھانک رہا ہے۔ اور اپنی روشن کرنیں ہر سو بکھیر رہا ہے۔ اس جادو اثر وقت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان سے جماعتی اور انفرادی صورت میں فرشتے فاخرانہ لباس میں اتر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی عید کی صبح فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ فرشتوں کے پاس صحیفے ہیں۔ وہ گلی' کوچوں' اور شاہراہوں کے کناروں پر کھڑے نماز گاہ کی طرف جانے والوں کے نام درج کر رہے ہیں اور ان میں معنوی اور روحانی تحائف بانٹ رہے ہیں۔ جن کے بانٹنے کا فریضہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں سونپا ہے۔

جس نے اپنا انعام دائیں ہاتھ میں لیا۔ وہ خوش قسمت ٹھہرا اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بدبخت اور حرمان نصیب ٹھہرے۔

جب لوگ عید گاہ سے واپس جاتے ہیں تو فرشتے مقبولیت کے اعمال قبول ہو جانے کی گواہی دیتے ہیں۔ اور ان بدبخت لوگوں کے اعمال کے مردود ہونے کی بھی گواہی دیتے ہیں جن کے اعمال شرف قبولیت حاصل نہ کر سکے۔ واہ سبحان اللہ جن کے اعمال قبول ہو گئے وہ کس قدر خوش ہیں اور جن کے اعمال مردود ہو گئے وہ کس قدر خائب وخاسر ہیں۔

جنہوں نے رمضان کا مہینہ روزوں اور قیام میں گزارا' ذکر الٰہی اور تلاوت میں مصروف رہے اور خضوع وخشوع کے ساتھ عبادت کرتے رہے اللہ نے عید کے دن اسے قبول کر لیا۔ نئے کپڑے پہننے کے ساتھ ساتھ انہیں نئی توبہ کے لباس سے بھی نوازا۔ اللہ نے انہیں بخش دیا اور ان پر راضی ہو گیا جس نے رمضان میں اپنی عمر ضائع کر دی اللہ کی نافرمانی کرتا رہا۔ ماہ رمضان کی حرمت کا اس نے خیال نہ رکھا اللہ کی حدود کو اس نے توڑا' اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو اپنے استعمال میں لایا' اللہ کی قسم! عید کے دن نیا لباس پہننا اسے کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ بلکہ وہ عید گاہ سے خائب وخاسر واپس پلٹے گا۔

عید کا دن اس امت کے اسرار ورموز میں سے ایک پوشیدہ راز ہے۔ امت مسلمہ اس میں باہمی اتحاد واتفاق کا عملی مظاہرہ کرتی ہے۔ عید کے دن ہمارا زندہ وجاوید ترانہ ہر طرف گونجتا ہے۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر ہم اعلان کرتے ہیں کہ اللہ ہر طاقت سے بڑا ہے۔ اللہ ہر ھیئت سے بڑا ہے۔ اللہ ہر پہلو سے بڑا ہے۔

اللہ اکبر: بلندی اور بقاء اسی کے لئے ہے۔

اللہ اکبر: ثناء اور بزرگی اسی کے لئے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر: ہمیشہ کے لئے بقاء اسی کو حاصل ہے۔

عید کے دن تکبیریں کہنا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ گویا ہم لوگوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے جابر و ظالم اور متکبر ''اللہ تجھ سے بڑا ہے'' اے اللہ کے سرکش و نافرمان ''اللہ تجھ سے بڑا ہے۔''

ہم عید کے دن نیا لباس پہنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمت کا اظہار کرتے ہیں جو اس نے ہم پر کی گویا کہ ہم زبان حال سے یہ اعلان کرتے ہیں اے پروردگار یہ تیری ہم پر نعمتیں ہیں۔ اے اس نئے لباس کے رب جس نے یہ لباس ہمیں پہننے کے لئے دیا ہم تیرے فضل و کرم کے دلی طور پر معترف ہیں۔ ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں۔ لوگو! ہم پر اللہ کی نعمتوں کے آثار کو دیکھو۔ ہم پر اللہ کے فضل و کرم کو دیکھو! (سنن کبری) بیہقی میں سند حسن کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَرَى اَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ))[1]

''اللہ پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔''

کبھی رسول اللہ ﷺ عید کے دن گھر سے نکلتے تا کہ امت اسلامیہ کو عید کی نماز پڑھائیں اور عوام الناس کو مہکتے ہوئے گلہائے الفاظ پر مشتمل خطبے سے نوازیں۔ آپ روانہ ہوتے وقت سرخ رنگ کا نہایت ہی خوبصورت چغہ زیب تن کر لیتے تا کہ آپ اسلام کے جمال کا اظہار کر سکیں۔

عید کے دن ہم وضو بھی کرتے ہیں اور غسل بھی کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔[2]

---

1. سنن الکبری للبیہقی ۳/ ۲۷۱ سنن الترمذی (۲۸۱۹)
2. عید کے روز غسل کی مرفوع روایات ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (القول المقبول فی شرح وتعلیق صلوۃ الرسول ص ۶۵۱) عید کے روز غسل کرنا مستحب ہے۔ ''مسند الشافعی'' (۳۸۵) بیہقی ۳/ ۲۷۸ میں علی رضی اللہ عنہ کا اثر بسند صحیح مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مؤطا ۱/ ۱۷۷ کتاب الام ۱/ ۲۰۵' عبدالرزاق ۳/ ۳۰۹ اور ابن ابی شیبہ ۲/ ۱۷ وغیرہ میں مروی ہے اور اسی طرح ''سائب بن یزید'' رضی اللہ عنہ سے احکام العیدین (۸۰) میں موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہم جب نمازِ عید پڑھنے کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے جسموں کو تو پاک کر لیا اب تو ہمارے دلوں کو پاک کر دے۔ ہم نے اپنے ظاہر کو پاک کر لیا تو ہمارے باطن کو پاک کر دے۔ ہم میں جو کچھ لوگوں کو دیکھائی دیتا تھا اسے تو نے پاک کر دیا' اب جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے اسے بھی تو پاک کر دے۔

عید کے دن ہم ایک راستے سے عید گاہ کی طرف جاتے ہیں اور دوسرے راستے سے واپس آتے ہیں۔[۱] بہتر یہ ہے کہ ہم پیدل چل کر عید گاہ پہنچیں تا کہ اسلام کے دشمنوں کو ہم کہہ سکیں کہ ہم ہیں امت مسلمہ جو اللہ کی طرف نکلے ہیں۔ اللہ کے حضور سر جھکائے ہوئے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے زمین پر پیدل چل رہے ہیں اور اس طرز عمل کو ہم افضل سمجھتے ہیں۔ تا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ثواب کا مطالبہ کر سکیں تا کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ اے زمین ہم تجھ پر پیدل چلتے ہیں' تجھ سے کھاتے پیتے ہیں' تیرے اندر ہی ہمیں دفن کیا جانا ہے۔ ہمارا ضمیر تیری مٹی ہی سے تو تیار کیا گیا ہے۔ ہم عید کے دن دوسرے راستے سے واپس گھروں کو آتے ہیں تا کہ ہمیں وہ لوگ بھی دیکھ لیں جنہوں نے جاتے وقت نہیں دیکھا تھا۔ ہم اس طرح آتے جاتے ہیں جیسے کہ منظّم گروہ' منظّم لشکر ابھرتے ہوئے ٹیلے پر ہر سو بکھرنے والی نور کی کرنیں ہوتی ہیں۔

عید کے دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ہم صدقۃ الفطر ادا کریں تا کہ ہم فقراء کو غنی کر دیں۔[۲]

یہ درست نہیں کہ ہم بہت مہنگا لباس پہنیں' عالیشان سواریوں پر سوار ہوں اور بلند و بالا محلات میں رہائش اختیار کریں' جبکہ فقراء فٹ پاتھوں پر بھوکے پیاسے اور سردی سے ٹھٹھر کر مر رہے ہوں۔

---

[۱] صحیح البخاری۔ (۹۸۲) ترمذی (۵۴۱)

[۲] صحیح البخاری۔ ابواب صدقة الفطر' باب فرض صدقة الفطر (۱۵۰۳) صحیح مسلم۔ کتاب الزکاۃ۔ باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر (۱۳/ ۹۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے عید منانے والی امت تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ عید کا اصل مطلب یہ ہے کہ ہم زندہ وقیوم ایک اللہ کی طرف رجوع کریں۔ یادرکھو جواللہ کی طرف نہیں پلٹتا اور اللہ کی طرف وہ اپنے پلٹنے کا اعلان نہیں کرتا اس کی کوئی عید نہیں۔

وہ شخص بھلا کیسے خوش ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے دور ہے ایسا شخص کیسے خوش ہوتا ہے جبکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے باہمی تعلقات منقطع ہو چکے ہیں۔ ایسا شخص بھلا کیسے خوش ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اس کے درمیان توبہ کے دروازے بند کر دیئے ہیں؟

عید کا اصل مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹو اور اپنی توبہ کا اعلان کرو جس طرح کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کی طرف لوٹتا ہے۔ عید کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم نماز عید ادا کرنے کے لئے صفوں میں کھڑے ہوں تو گویا ہم یہ کہہ رہے ہوں۔ اے ہمارے پروردگار اگر تو نے ہماری نماز قبول کر لی تو اس کی قبولیت میں مزید اضافہ کر دے۔ اگر تو ناراض ہے تو ہم پر راضی ہو جا اگر ہم گناہ کے مرتکب ہوئے تو ہمیں اپنے فضل وکرم سے معاف کر دے۔

عید کے اسرار ورموز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم مسلمان ایک دوسرے سے ملیں اور ایک دوسرے کی خیر وعافیت معلوم کریں۔ اور ہم ان کی طرح نہ ہو جائیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾

[محمد: ۲۲:۲۳]

''اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے۔ یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان کو اندھا اور بہرہ بنا دیا۔''

مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهٖٓ أَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ﴾ [الرعد:۲۵]

''جولوگ اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں جو رابطوں کو کاٹتے ہیں جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔اور جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہ لعنت کے مستحق ہیں اوران کے لیے آخرت میں بہت برا ٹھکانہ ہے۔''

جب آپ عید کے دن اپنے ماں باپ' بہن بھائی' چچا چچی' خالہ خالو یا کسی بھی اپنے رشتہ دار سے ملتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تم پر ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ کچھ بات کرو تو اس نے کہا کہ میں قطع رحمی سے تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔اور وہ عرش الٰہی کے ساتھ لٹک گئی۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس سے ملوں جو تجھ سے ملتا ہے اور میں اس سے تعلق توڑلوں جو تجھ سے تعلق منقطع کرتا ہے۔

اس نے کہا ہاں!

اللہ نے فرمایا: یہ تیرے لئے خاص ہے۔[1]

اللہ نے رحم کو نازل کیا جو صلہ رحمی کرے گا اللہ اس سے ملیں گے جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنا تعلق ختم کریں گے' جو عید کے دن صلہ رحمی نہیں کرتا گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں' عید کے اسرار و رموز میں سے ایک یہ بھی راز ہے کہ تم صلہ رحمی کرو۔اللہ تعالیٰ نے تیرے اور جن کے درمیان قریبی تعلقات قائم کئے ہیں ان کے لئے خوشی کا سامان پیدا کرو وہ تجھے خوشی سے دیکھیں۔اشتیاق کے ساتھ تیری باتیں سنیں۔

بھائی یہ زندگی بہت مختصر ہے اسے قطع رحمی سے ضائع مت کرو۔

عید کے اسرار و رموز میں سے ایک یہ بھی راز ہے کہ تم مسلمانوں کے پاس جاؤ ان سے ملو ان سے تحائف کا تبادلہ کرو' ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلو تم ثابت کرو کہ تم ان کا

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الادب۔ باب من وصل وصله الله (۵۹۸۷'۵۹۸۸) صحيح مسلم۔ كتاب البر والصلة والادب باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها (۱۶/ ۲۵۵۴۔ ۱۷/ ۲۵۵۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ ہو'ان کے جسم کا ٹکڑا ہو اور تم اس معاشرے کا ایک فرد ہو۔ قوم کے لئے یہ ایک بڑی بدبختی کی بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو صرف رمضان میں پہچانے۔ اس انسان کی بھی بڑی بدنصیبی ہے کہ جب رمضان آتا ہے تو وہ روزے رکھتا ہے۔ راتوں کو قیام کرتا ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے۔

پھر جب وہ عید سے واپس آتا ہے تو سب کچھ ضائع کر بیٹھتا ہے۔ جونہی اس نے عید کا اعلان سنا تو خوشی سے بغلیں بجانے لگا اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سرکش ہو جاتا ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ کیا رمضان کا رب شعبان اور شوال کا بھی وہی رب نہیں ہے؟ کیا رمضان کا رب رازہائے دروں سے واقف نہیں؟ کیا رمضان کا رب ان احساسات سے ناواقف ہے جو لوگوں کے ضمیروں میں چھپے ہوئے ہیں۔

اللہ کے بندو! جس نے رمضان میں اللہ کو پہچان لیا اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر گھڑی اس کو پہچانے' جس نے رمضان میں اللہ کے حضور توبہ کی اسے چاہئے کہ ہر وقت اور ہر جگہ اس کے حضور توبہ کرنے کو اپنا وطیرہ بنائے رکھے۔

رمضان کے تاثرات

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نبینا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ))

اما بعد

ماہ رمضان کے بارے میں یہ چند ایک تاثرات ہیں جن کو ہمارے پیش نظر رہنا ضروری ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ تمام اعمال صالحہ اخلاص کی بنیاد پر سرانجام دیئے جائیں اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ روزے دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کی حفاظت کا اہتمام کرے۔ روزے کے دوران اپنے دل' آنکھ' کان اور زبان کی حفاظت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرے۔

تیسری بات یہ ہے کہ نوجوان اپنے وقت کا خیال رکھیں اسے کھیل کود میں ضائع نہ کریں۔

۱۔اخلاص عمل:

ہر نیک عمل کو سرانجام دیتے وقت نیت کو خالص رکھا جائے نیت یہ ہو کہ اس عمل سے اللہ راضی ہو جائے۔

ایک واعظ کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب وہ وعظ کہنے کے لئے کسی مجلس میں بیٹھتا تو آسمان کی طرف دیکھ کر یہ کہتا الٰہی تو جانتا ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں تیرے سوا ہر چیز فنا ہو جائے گی جو دنیا کے لئے کام سرانجام دیا جائے گا وہ فنا ہو جائے گا جو لوگوں کی خوشنودی کے لئے کام کیا جائے گا وہ لوگوں کی طرف چلا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَقَدِمْنَا اِلٰی مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا﴾ [سورۃ الفرقان: ۲۳،۲۴]

’’اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے۔ اور دوپہر گذارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [البینہ: ۵]

’’ان کو اس کے علاوہ کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی بندگی کریں اور اپنے دین کو اس کے لیے خاص کریں۔‘‘

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الخالص﴾ [الزمر: ۲]

’’دین کو اللہ ہی کیلئے خالص کرتے رہو۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾

[الكهف:۱۱۰]

"اے نبی کہو! میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا اللہ بس ایک ہی اللہ ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔"

یاد رہے روزے دار دونوں ہیں۔ یہ بھی بھوکا ہے وہ بھی ہے۔ یہ بھی پیاسا ہے اور وہ بھی پیاسا ہے۔ یہ بھی جاگتا ہے وہ بھی جاگتا ہے لیکن دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس کے عمل کو اللہ نے قبول کر لیا چونکہ اس نے اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھا تھا۔ اس کے پیش نظر تھا کہ میرا اللہ خوش ہو جائے اور دوسرے کے عمل کو رد کر دیا اس کی بھوک پیاس اور بیداری کو اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا کیونکہ اس نے دکھلاوے کے لئے یہ سب کچھ کیا اس کی نیت میں اخلاص نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ اَشْرَكَ مَعِيَ فِيْ عَمَلٍ اَحَدًا تَرَكْتُهُ وَ شِرْكَه))[1]

"جس نے میرے ساتھ کسی عمل میں کسی کو شریک کیا تو میں نے اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیا۔"

بخاری و مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

((مَنْ يُّرَائِ يُرَائِ اللّٰهُ بِه، وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِه))[2]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الزھد، باب تحریم الریاء (۴۶/ ۲۹۸۵) مسند احمد ۲/ ۳۰۱۔ ابن ماجه (۴۲۰۲) بمعناه

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب الریاء والسمعة (۶۴۹۹) صحیح مسلم (۴۷/ ۲۹۸۶) میں یہ حدیث "من ستمع سمّع الله به ومن رایا رایا الله به" کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جس نے دکھلاوہ کیا اللہ بھی اس کے ساتھ دکھلاوہ کرے گا اور جس نے شہرت طلب کرنے کے لئے کوئی نیک کام کیا اللہ بھی اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرے گا۔“

برادران اسلام‘ فاضلین کرام اور معززین اخلاص کے بارے میں دو باتوں کو اچھی طرح پہچان لینا چاہئے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیں اچھی طرح یہ جان لینا چاہئے کہ اس کے ہاتھ میں دلوں کی چابیاں ہیں۔ وہ عطا کرنے والا محتاج بنا دینے والا‘ روکنے والا‘ قدرت رکھنے والا‘ فراوانیاں عطا کرنے والا‘ زندگی دینے والا اور موت دینے والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ آلِهَةً لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا﴾

[سورۃ الفرقان:۳]

”اور لوگوں نے اللہ کے سوا کئی اور الہ بنا ڈالے جو کوئی چیز پیدا تو کیا خاک کریں گے وہ تو خود مخلوق ہیں۔ انہیں خود اپنے نفع ونقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں اور نہ ہی انہیں کسی کو مارنے زندہ کرنے اور مردہ کو اٹھا سکنے کا کچھ اختیار ہے۔“

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى))[1]

”بلاشبہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔“

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ لوگوں کو دکھلانے کے لئے اچھے انداز میں نماز ادا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو لوگوں کو دکھلانے کے لیے روزے رکھتے ہیں۔ اور بہت

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب بدء الوحی حدیث (۱)
صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ باب قولہ ﷺ "انما الاعمال بالنیۃ......الخ (۱۵۵/ ۱۹۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایسے ہیں جو لوگوں کو دکھلائے کے لئے تلاوت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾

''یہ وہ لوگ جن کے اعمال ضائع ہوگئے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔''

برادران اسلام! سب سے پہلے میں اپنی ذات کو اور آپ تمام کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرو۔

اللہ وہ ذات ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے تاریخی موقع پر یہ ارشاد فرمایا تھا:

﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾[سورۃ طٰہٰ:۱۴]

''بلا شبہ میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لیے' نماز قائم کرو۔''

ہمارے لئے ضروری ہے کہ مسجد' مجلس اور بازار میں توحید کے علمبردار بن کر داخل ہوں۔ ہماری عزت' اصلیت اور گہرائی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے تسلیم کرنے میں ہے۔

ہمیں گانا گانے' رقص و سرود کی محفلیں سجانے' گناہوں سے آلودہ ڈرامے کرنے یا تباہ کن ویڈیو سے لطف اندوز ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ ہم تو زندہ اس لئے ہیں کہ ہم عبادت کے مفہوم اور اخلاص کی حقیقت سے آشنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد یہ دوسری حقیقت ہے جس سے آشنائی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا تعلق ہے۔ آپ روزہ' نماز' حج اور اپنے لیل ونہار کے معمولات کو سرانجام دیتے ہوئے اپنے دل سے پوچھیں تیرا امام کون ہے؟ تیرا مقتدی کون ہے؟ تیرا پیشوا کون ہے؟ وہ کون ہے زندگی میں جس سے تجھے والہانہ پیار ہے؟

میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ زندگی میں تیرے لئے نمونہ کون ہے؟ اپنے اعمال کو سیدنا محمد ﷺ پر پیش کریں۔ وہی ہمارے لیے برھان اور دلیل ہیں۔ اپنے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کے اقوال سے تولیے وہی ہمارے لئے میزان ہیں۔

اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی تو یاد رکھیں آپ کے سارے اعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضائع ہو جائیں گے۔ تیرا مال کھوٹا ہو جائے گا' نقدی کھوٹی ہو جائے گی اور کھوٹے مال کو اللہ قبول نہیں کرتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ [الفرقان:۲۳]

''اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔''

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [سورۃ الاحزاب:۲۱]

''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔''

اللہ کے حکم سے بھلا دلوں کو کس نے زندہ کیا؟ کس نے مردہ دلوں میں لا الہ الا اللہ کا بیج بویا؟

جہاں میں سیدنا ابوبکر' سیدنا عمر' سیدنا عثمان' سیدنا علی' سیدنا طلحہ' سیدنا حسان اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کو کس نے متعارف کرایا اور کندن بنایا۔ وہ ہمارے رسول کریم ﷺ ہی تو ہیں۔ کیا یہ عیب کی بات نہیں کہ بعض لوگوں کو انسانیت کی تاریخ تو یاد ہو۔ لیکن انہیں سب سے بڑی شخصیت کی تاریخ بھولی ہوئی ہو۔

وہ کمینے ترین شخص کی سیرت کو تو پڑھتے ہوں لیکن معزز ترین شخصیت کی سیرت کے مطالعے سے غافل ہوں۔ وہ حقیر ترین شخص کے آداب کو بروئے کار لائیں لیکن معزز ترین شخصیت کے آداب کو خاطر میں نہ لائیں۔

مسلمانوں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ روزے رکھنے میں رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کریں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح روزے رکھتے تھے۔ روزے رکھنے میں آپ ﷺ کا طرز عمل کیا تھا؟

اس سلسلے میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کیا خوب لکھا ہے

رسول اللہ ﷺ روزوں میں سب لوگوں سے بڑھ کر صبر کرتے تھے۔ آپ ﷺ وصال کا روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ یعنی کچھ کھائے پیے بغیر اگلے دن کا روزہ رکھ لیتے۔ صحابہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کا روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((اِنِّیْ لَسْتُ کھیئتکم' اِنِّیْ اَبیتُ فیطعمنی ربی ویسقینی))[1]

''میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور وہی مجھے پلاتا ہے۔''

سبحان اللہ اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کھلاتا پلاتا ہے تو پھر آپ ﷺ کا روزہ کیسے ہوا؟۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ کھانا پینا ظاہری اور محسوس نہیں تھا۔ بلکہ یہ معنوی اور روحانی کھانا تھا۔ روحانی کھانا ان روشن کلمات پر مشتمل ہوتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ یہ حکمت' دانائی اور معرفت کی صورت میں میسر آتا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو معرفت اور دانائی کی صورت میں روحانی غذا عطا کرتے تھے۔ وصال کے روزے میں یہی آپ کا کھانا پینا ہوتا۔

اخلاص کے علاوہ صداقت اور اللہ تعالیٰ کی طرف حسن توجیہہ کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ اخلاص کا گہرا تعلق صداقت سے ہے اور صداقت کا تعلق اخلاص سے ہے البتہ صداقت سے اخلاص میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے حقیقی صداقت یہ ہے کہ تم اپنی عبادت میں صداقت کا ثبوت دو یعنی عبادت اخلاص کے ساتھ سرانجام دو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[العنکبوت: ۶۹]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں اور اللہ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

گفتگو میں بھی صداقت کو اختیار کرو اور عمل میں بھی صداقت کو بروئے کار لاؤ' رسول

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الوصال (۱۹۶۴)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب النهی عن الوصال (۵۵/ ۱۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ ﷺ برحق فرماتے ہیں۔

((اِنَّ الصِّدُقَ یَھْدِیُ اِلٰی البِرِّ وَاِنَّ الْبِر یَھْدِیُ اِلٰی الجنة' ولا یزال الرجل یصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند الله صدیقا))[1]

''سچائی نیکی کی راہ دکھلاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھلاتی ہے آدمی مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔''

صدق بڑی عجیب وغریب ہے اور صدق سب سے احسن عمل ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ: بغداد کی جیل میں ایک نیک دل عالم کو قید کیا گیا۔ اسے خلیفہ بن ابی جعفر المنصور المھدی نے گرفتار کیا تھا' گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ خلیفہ اس عالم ربانی سے مطالبہ کرتا تھا کہ تم مجھے بتاؤ کہ عیسی بن زید کہاں ہے۔ اس کا تعلق علی بن ابی طالب کے خاندان سے تھا وہ بڑا عالم' فاضل اور عظیم شخص تھا۔ لیکن اس پر یہ الزام عائد کر دیا گیا کہ وہ خلافت کا خواہشمند ہے چغل خور لوگ خلیفہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس صوفی منش آدمی سے پوچھئے جو آپ کی تحویل میں ہے لہٰذا اسے خلیفہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے اس سے کہا: عیسیٰ بن زید کے بارے میں بتائیے کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اگر عیسیٰ بن زید میری چمڑے اور میری ہڈیوں میں ہوتا تو تب بھی میں اسے باہر نہ نکالتا۔ کیا تم دختر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند کو قتل کرنا چاہتے ہو؟

لوگوں نے کہا اس کی گردن اڑا دو۔ لوگ اس کی گردن کے قریب تلوار لائے۔ خلیفہ نے کہا اب بھی وقت ہے بتا دو وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کیا سچائی کا بدلہ جنت ہے؟ اس نے کہا ٹھیک ہے میری گردن اڑا دیجئے۔ جلاد نے تلوار

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الادب۔ باب نمبر ۶۹ (۶۰۹۴) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (۱۰۳/ ۲۶۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ماری اور گردن تن سے جدا کر دی۔صدق کا مفہوم یہ ہے کہ تم عبادت میں سچائی کو اختیار کرو اور سچائی کا مطلب یہ ہے کہ یہ عبادت رسول کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔

دلوں کا روزہ

برادران اسلام! اکثر مسلمانوں کے نزدیک روزے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک روٹی' میوے اور گوشت وغیرہ کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ تو شرعی طور پر روزے کی تعریف ہے۔لیکن روزے کا صحیح مفہوم مقصد اور عزم یہ ہے کہ تیرا دل برائیوں کو چھوڑ کر تکبر خود پسندی کینہ اور حسد سے پاک ہو جائے یاد رہے کہ اس کیفیت کو دل کا روزہ کہتے ہیں۔ پیٹ کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ دل کا روزہ نہ ہو۔ وہ شخص کیسے روزے دار کہلا سکتا ہے جو برے اور باطل اعتقادات رکھتا ہو اور وہ کتاب وسنت سے اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اور نیک لوگوں کے ساتھ مذاق کرنے کو اپنا وطیرہ بنائے رکھتا ہے اور لوگوں سے تکبر سے پیش آتا ہے اور وہ اپنے عہدے' دولت' منصب' گاڑی یا کسی قسم کی بھی سواری پر فخر کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ بخدا بعض لوگوں کے دل فرعون کے دل کی مانند ہوتے ہیں۔اگرچہ وہ لوگوں کے ساتھ بظاہر نماز پڑھتے ہوں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہوں اور بیت اللہ کا حج کرتے ہوں لیکن ان کے دل فرعون کے دل کی مانند ہوتے ہیں وہ نہ تو لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ نہ سلام کا جواب دیتے ہیں' نہ مسکراتے ہیں اور نہ اسلام کے کسی حکم کو جانتے ہیں۔شیطان نے ان کے تصور میں یہ جاگزیں کر دیا ہوتا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے بڑے ہیں۔

تکبر معاشرے میں ہر سو پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔خاص طور پر جب کسی شخص کو کوئی منصب حاصل ہوتا ہے یا دولت اس کے ہاتھ لگتی ہے یا جب وہ کسی علم یا معرفت کے اہم مقام پر فائز ہوتا ہے یا کوئی بڑی ڈگری حاصل کر لیتا ہے یا وہ تہذیب وتمدن کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہو جاتا ہے تو تکبر اس کے دامن گیر ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

آپ متکبر کو اس حالت میں پائیں گے کہ وہ لوگوں کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔جن لوگوں کے دل روزہ نہیں رکھتے وہ بسا اوقات اس انداز میں اپنی نخوت کا اظہار کرتے ہیں کہ لوگوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سیدھے منہ بات ہی کرنا پسند نہیں کرتے مسکراہٹ تو ان سے کوسوں دور دکھائی دیتی ہے۔

نیک لوگوں کی رمضان اور غیر رمضان میں علامتیں یہ ہوتی ہیں کہ وہ مسکراتے ہوئے حسن اخلاق کے پیکر' نرم خو' دوسروں کی ملاقات کے شائق' سلام کا جواب دینے والے اور اچھے انداز میں ملنسار دکھائی دیتے ہیں۔ یا تو انسان کا دل تکبر سے بھر جاتا ہے وہ اپنے مادی وسائل کی وجہ سے لوگوں پر رعب جماتا ہے اللہ کی پناہ! یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نے روزہ رکھا ہی نہیں۔ دل کا روزہ یہ ہے کہ انسان باطنی' زندیقی اور الحادی اعتقادات اور بڑے شکوک وشبھات سے کامل پرہیز کرے۔

برادرانِ اسلام! میں ان نوجوانوں سے اکثر و بیشتر یہ سنتا ہوں جو ہدایت کے راستے کی طرف آنے لگتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے دلوں میں عجیب وغریب قسم کے وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا علاج دو چیزوں سے ہوتا ہے۔

① اللہ کی کتاب قرآن مجید پر صبح وشام غور وتدبر کرنے سے دلوں کے وسوسے دور ہوتے ہیں۔

② اللہ وحدہ لاشریک کی طرف کامل توجہ کرنے اور اس کیفیت پر ڈٹ جانے سے دلوں کے وسوسے دور ہوتے ہیں۔

روزوں کے ساتھ تکبر کی کوئی مناسبت دکھائی نہیں دیتی۔

اللہ کا بندہ ہوتے ہوئے تکبر کرنا چہ معنی دارد؟ مسکین کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ تکبر کا اظہار کرے۔ ضعیف کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اکڑ فوں کرتا پھرے۔ جو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا وہ اپنے رب کو کیسے پہچان سکتا ہے۔ اسی لئے سلف صالحین متکبرین کو احمق قرار دیتے ہیں۔ ایک نیک آدمی سے پوچھا گیا کہ احمق کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا! جس نے اپنے رب کو نہ پہچانا اس نے اپنی ذات کو نہ پہچانا۔

ابن هبیرہ بنی امیہ کے ایک سالار کے پاس سے گزرا وہ سجے سجائے گھوڑوں پر سوار ایک بڑے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا وہ ایسا امیر لشکر تھا کہ اسے نہ اپنی ذات کی پہچان تھی اور نہ ہی اپنے اللہ کی اسے دیکھ کر سب لوگ کھڑے ہو گئے لیکن حسن بصری رحمہ اللہ بدستور بیٹھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے:

امیر لشکر نے تعجب سے پوچھا اے حسن بصری تم میری آمد پر کھڑے کیوں نہیں ہوئے جبکہ سب لوگ میری تعظیم میں کھڑے ہوئے۔ اس نے کہا میں کھڑا ہونا چاہتا تھا لیکن مجھے تیری تین خصلتیں یاد آ گئیں تو میں کھڑا نہیں ہوا۔

اس نے پوچھا وہ کون سی؟

حسن بصری نے کہا!

مجھے معلوم ہے کہ تو ایک گندے نطفے سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

﴿يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ﴾ [الطارق: ۷]

''نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کے درمیان سے۔''

دوسری بات مجھے یہ معلوم ہوئی کہ تیرے پیٹ میں گندگی موجود ہے۔

تیسری بات مجھے یہ معلوم ہوئی کہ آخر کار تجھے مرنا ہے اور پھر تجھے مٹی میں دبا دیا جائے گا۔

امیر لشکر نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سن کر شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور اپنی راہ لی۔

مؤحدین کے نزدیک تکبر کرنے والوں کی قدر و قیمت یہ ہے۔ ضروری ہے کہ مسلمان کا دل خود پسندی سے روزہ رکھے یعنی وہ اپنی ذات پر کسی خوبی کے مل جانے پر خود پسندی کا اظہار نہ کرے۔ علم، تہذیب یا کوئی ڈگری ملنے پر نہ اترائے۔

برادران اسلام! انسان کو خواہ کتنی اعلیٰ قسم کی ڈگریاں مل جائیں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جائے اگر ایمان نہیں ہے تو ان کی قدر و قیمت جوتی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس کا نہ دنیا میں کوئی وزن ہے اور نہ آخرت میں۔ اگر انسان کے پاس ایمان کی دولت نہیں، اس کا قرآن مجید کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مسجد میں جانے کا اہتمام نہیں اور اللہ کا ڈر نہیں تو اس کے عہدے اور منصب اس کے لئے وبال جان ہیں۔ دنیا میں عہدے اور منصب کی کیا حیثیت ہے۔ فرعون کو دنیا میں سب سے اعلیٰ منصب میسر آیا وہ یہ کہا کرتا تھا۔

((أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُبۡصِرُوۡنَ))
''کیا مصر کا ملک اور یہ نہریں جو میرے حکم سے چلتی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔''
وہ یہ بھی کہا کرتا تھا:
((مَا عَلِمۡتُ لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرِی))
''میں اپنے علاوہ تمہارے لئے کوئی معبود نہیں جانتا۔''
لیکن اس نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یہ کہا
((آمَنۡتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡ آمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡ اِسۡرَائِیۡلَ))
''میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔''

کہاں گیا تیرا منصب' کہاں گیا تیرا عہدہ؟ کہاں گیا تیرا جاہ وجلال؟

ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے دل سے حسد اور کینے کو یکسر نکال دے یہ اس کے دل کا روزہ کہلائے گا۔ حسد بڑی بدترین خصلت ہے یہ بنی اسرائیل کی خصلت تھی جو شیطان نے ان پر مسلط کر رکھی تھی اسی طرح کینہ بھی بہت بری اور رذیل خصلت ہے۔

آنکھوں کا روزہ:

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پیٹ' شرمگاہیں' جگر تو روزہ رکھتے ہیں لیکن آنکھیں روزہ نہیں رکھتیں ان کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھتی ہیں اور وہ ایسے مناظر کو دلچسپی سے دیکھتی ہیں جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اس طرح کا طرز عمل اختیار کرنے والوں کا روزہ کہاں!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ﴾ [سورة النور:۳۰]
''مومنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سَهَامِ اِبْلِيْسَ))[1]

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔''

نظر نیچی رکھنے والے کو بدلے میں ایمانی حلاوت محسوس ہوتی ہے اس کا سینہ ایمان کی مٹھاس سے سرشار ہو جاتا ہے۔

لوگوں میں سے ایک شخص نے ایک زہد شکن حسن و جمال کی پیکر عورت کی طرف دیکھا تو اسے ایک نیک شخص نے کہا: کیا تو حرام کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! تجھے اس کی سزا ملے گی خواہ کچھ عرصے کے بعد ہی کیوں نہ ملے وہ کہتا ہے کہ میں چالیس سال بعد قرآن بھول گیا یہ اس مصیبت کا بدلہ تھا جس کا ارتکاب اس کی آنکھ نے کیا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں غم، حزن و ملال، مصیبتیں، پریشانیاں، شکست، حرماں نصیبی محتاجی یا بیماری وغیرہ سے دوچار ہوتے ہیں یہ سب کچھ گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے یہ اپنا کیا دھرا ہی ہوتا ہے جو ہمارے سامنے آتا ہے۔

بعض اہل علم اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان میں نکتہ بیان کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ [سورة الحجر:۷۵]

''جو لوگ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھتے ہیں اللہ انہیں ایمانی فراست عطا کرتا ہے۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں! اس لئے کہ وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اپنی نگاہوں کو بچاتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ انسان کا چہرہ دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے یہ زانی ہے اور یہ دھوکے باز ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں آنکھیں ایسی تھیں۔ گویا دو زبانیں ہوں۔

زبان ایک زہریلا اور تیز ہتھیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں

---

[1] مجمع الزوائد ۸/ ۱۲۲۔ (۱۲۹۴۶) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال الهيثمي: "رواه الطبراني، وفيه عبدالرحمن بن اسحاق الواسطي، وهو ضعيف"۔ ضعيف الترغيب والترهيب للالباني رحمه الله (۱۱۹۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((الا ادلُّك ملاك ذالكَ كُلّه))

''کیا میں تجھے ان سب پر بھاری کے بارے میں نہ بتاؤں۔''

جو تیرے لئے خیر و بھلائی کو اکٹھا کرنے کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا اس پر قابو رکھو

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَقِلَتْكَ اُمّكَ يَا مَعَاذُ، وَهَلْ يكب الناسُ فِى النَّارِ عَلٰى أَنُوفِهِمْ إِلَا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِيهِمْ))[1]

سبحان اللہ زبان کتنی بڑی ظالم ہے:

سبحان اللہ زبان کا تقویٰ کتنا زیادہ ہے۔

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [سورۃ ق:۱۸]

''وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا ہے مگر اس کے پاس ایک تیار نگران موجود ہوتا ہے۔''

تم مذاق کرتے ہو فرشتے لکھ لیتے ہیں تم گفتگو کرتے ہو۔ ذکر الٰہی کرتے ہو، کوئی نافرمانی کرتے ہو، کوئی جھوٹ بولتے ہو یا کسی کو لعن طعن کرتے ہو یا کسی کی چغلی کرتے ہو یا جھوٹ بولتے ہو یہ سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن لوگ کہیں گے۔

﴿مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ أَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ [الكهف:۴۹]

''اس کتاب نے تو کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے اور نہ بڑی، سب کچھ ہی شمار کر دیا ہے اور جو کام وہ کرتے رہے سب اس میں موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی

---

[1] سنن الترمذی۔ کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة (۲۶۱۶) مسند احمد ۵/ ۲۳۱، سنن ابن ماجه (۳۹۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ظلم نہیں کرے گا۔''

ایک حدیث میں آیا ہے:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا))[1]

''کہ جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَاللّٰهِ مَا فِي الدُّنيَا اَحَقَّ بِطُوْلِ حبس، مِنُ اللّسَانِ))[2]

''اللہ کی قسم دنیا میں زبان سے زیادہ قابو رکھنے کی کوئی اور چیز نہیں۔''

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کرتے تھے

((هَذَا اَوردَنِي الْمَوَارِدَ وَ يَبْكِي))[3]

''اس نے مجھے گھاٹوں پر وارد کیا اور رونے لگتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کوہ صفا پر روتے ہوئے فرماتے

((يَالِسَانُ قُلْ خَيرًا تغتنم اَوْاُسْكُتْ عَنْ شَرِّ تَسْلِمِ))[4]

''اے زبان بہتر کہہ غنیمت میں رہے گی یا خاموش رہ برائی سے تو محفوظ رہے گی۔''

کیا ہم نے اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا؟ کیا ہم نے کبھی اپنا محاسبہ کیا کہ ہم لوگوں کی عزت پامال کرنے، ان کی مذمت کرنے۔ مسلمانوں کی حرمت پامال کرنے اور اللہ کے موحد بندوں کی غیبت کرنے میں اپنی زبانوں کو کس قدر استعمال کرتے ہیں۔

کیا ہم جھوٹے، فریب، غیبت، فحش کلامی، لعن طعن وغیرہ سے دور رہے یہ سارے جرم زبان ہی سے تو ہوتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ دس میں سے نو گناہ زبان کے ہوتے

---

[1] مسند احمد ۲/ ۱۵۹

[2] کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۲۳)

[3] کتاب الصمت (۱۳، ۱۹)

[4] کتاب الصمت (۴۵) اس کی سند کمزور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

کان کا روزہ

باطل سماع اور شیطانی سماع سے کان کو بچائے رکھنا کان کا روزہ ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاستقامہ میں سماع کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔

ا۔سماع رحمانی' دینی' شرعی۔

ا۔سماع شیطانی' طاغوتی' الحادی۔

یاد رہے کہ اہل ایمان قرآن سنتے ہیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بھی اپنے دل میں سختی محسوس کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کرتے اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہتے کہ ہمیں قرآن سناؤ اس لئے کہ ان کی آواز میں بڑا ترنم تھا۔[1]

وہ خوش الحانی سے قرآن پڑھتے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غور سے سنتے اور قرآن کی تاثیر سے رونے لگتے۔یہ نسل قرآن کے ساتھ زندہ رہی' قرآن ان کی زندگی میں نازل ہوا۔کوئی اگر کام سرانجام دیتا تو قرآن فتویٰ صادر کردیتا۔

کوئی اگر سوال کرتا تو قرآن اس سوال کا جواب دیتا وہ بدر' احد' احزاب' حنین کے معرکوں میں شریک ہوئے قرآن نازل ہوتا اور انہیں معرکے کے بارے میں خبر دیتا اس لئے وہ قرآن کے سایہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جزیرۃ العرب میں اب سینکڑوں نوجوان ایسے ہیں جو فحش گانوں اور رقص وسرود کی محفلوں میں اپنے قیمتی وقت کو ضائع کرتے ہیں اور اس تباہی پر اغیار بھی ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔انسان کیسے راضی ہوجاتا ہے کہ وہ ساری زندگی گانوں کا رسیا ہوکر اپنے رب کی کتاب قرآن مجید سے غفلت میں گزارے۔

میرے دینی پیارے بھائیو!

تم قرآن سنا کرو جو تمہارے دلوں کو زندہ کرتا ہے اور فحش گانوں سے اجتناب کیا کرو

---

[1] طبقات ابن سعد ۴/ ۱۰۹۔ تاریخ ابن عساکر ۳۲/ ۴۷۔۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوانسان کے کردار کو بگاڑنے کا باعث بنتے ہیں۔

ہاتھ کا روزہ:

تم اپنے ہاتھ کو نیکی اور حسن سلوک کے کاموں میں پھیلاؤ برے اور باطل کے کاموں سے اسے روکے رکھو۔ اپنے ہاتھ سے فقراء ومساکین کو صدقہ وخیرات دو' بھوکوں کو کھانا کھلاؤ 'لوگوں کی مدد کرو۔ گناہوں کے ارتکاب سے اپنے ہاتھوں کو روکو!

ماہ رمضان میں بہت زیادہ صدقہ دینے کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ صدقہ وخیرات کا مہینہ ہے یہ نیکی اور احسان کا مہینہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔

لوگ اللہ کے عیال ہیں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو اس کے عیال کو صدقہ وخیرات کے ذریعے فائدہ پہنچائے اور بابرکت مہینے میں ان کی ضروریات کو پورا کرے۔ اس مہینے میں نوجوانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اوقات کو ترتیب دیں اور کھیل کود میں وقت ضائع نہ کریں جس طرح کہ دوسرے مہینوں میں وہ اپنے اوقات کو ضائع کرنے کے عادی بنے رہے۔ اس مہینے میں وہ معصیت کی دنیا سے اطاعت کی دنیا کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور اسی طرح وہ گمراہی کی دنیا سے ہدایت کی دنیا کی طرف سفر کرتے ہیں۔

جو نوجوان اپنے وقت کا خیال رکھتے ہیں کھیل کود بات چیت اور معصیت میں وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ وہ اپنا سارا وقت قرآن مجید کی تلاوت اس پر غور وتدبر' مفید باتیں سننے اور قرآنی آیات کو زبانی یاد کرتے ہیں۔ ایسے نوجوان مبارک باد کے مستحق ہیں وہ نوجوان سحری کے اس سہانے وقت کو غنیمت جانتے ہیں جس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوکر یہ اعلان کرتا ہے۔

هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَه؟
هَلْ مِنْ دَاعٍ فَأَسْتَجِيْبُ لَهُ؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرُ لَهُ؟[1]

ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے دوں؟

ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟

ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ یہ سہانا اور قیمتی وقت اللہ حی و قیوم کے حضور گریہ وزاری میں گزارا جائے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرے اور ان کے حالات کو درست کر دے۔ نہ کہ یہ وقت کھیل کود اور فضول معصیت کے کاموں میں صرف کیا جائے۔ روزے دار کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ افطاری کی تیاری کرے افطار کے وقت دعا کرے کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت کی گئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ یہ ضروری ہے کہ ان لمحات میں اپنے آپ کو تیار کیا جائے اور اللہ کی طرف کامل توجہ کی جائے۔

نماز تراویح کا پڑھنا بھی تم پر لازم ہے یہ سالانہ عبادت روحانیت کی بالیدگی اور دل میں زندگی پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ یہ عبادت مسلمان کے لئے روحانی راحت کا باعث بنتی ہے۔ مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح پڑھنے میں بہت زیادہ دلچسپی لے بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ اس کے اہتمام کرنے کا عادی بنائے۔

یہ چند ایک رمضانی تاثرات تھے جو گزشتہ سطور میں بیان کئے گئے ہیں ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان تاثرات کو حرز جان بنائے اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔

وصلی اللہ علی النبی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

معزز مہمان خوش آمدید

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جب کوئی چاند دیکھے تو یہ کہے

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاۃ وآخر اللیل (۱۱۴۵)
صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین۔ باب الترغیب فی الدعاء والزکر فی آخر اللیل والاجابة فیه (۱۶۸/ ۷۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ، اَللّٰهُمَّ اَهِلَّه عَلَيْنَا بِالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالْاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ)) [1]

''میرا اور تیرا رب اللہ ہے خیر و بھلائی کا چاند' الٰہی اسے ہم پر امن اور سلامتی سے طلوع کر نیز اسے ہم پر امن اور ایمان سے طلوع کر۔''

''رمضان سب سے اشرف مہینہ ہے۔ اس کے تمام منتظر ہیں۔ نیک لوگ ماہ رمضان کی کم آمد اور عرصہ دراز کے بعد آنے پر بے چین ہوتے ہیں۔

''الٰہی میرے رب! ہمارا روزہ قبول کر لے۔ پھر اپنی بھاری بھر کم عطاؤں سے ہم کو نواز دے۔''

یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ اس مہمان کی آمد سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ دلوں کو درست کر دیتا ہے اور اس کی زیارت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس کے ملاپ سے عیوب کو چھپاتا ہے۔ اے مہمان معزز خوش آمدید۔

روزے میں رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آله وَصَحْبِهٖ وَمَنْ وَّالَاه، وبعد:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ماہ رمضان میں طرز عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ مختلف نوعیت کی عبادات کثرت سے کیا کرتے تھے' رمضان میں جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ سے قرآن مجید کا دور کرتے' آپ ﷺ کے ساتھ جبریل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ تیز آندھی سے بھی زیادہ صدقہ و خیرات کرتے آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ اس میں

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما يقول عند رؤية الهلال (۳۴۵۱) مسند الدارمی۔ باب ما يقال عند رؤية الهلال (۱۶۲۹) صحيح ابن حبان ۳/ ۱۷۱۔(۸۸۸) سنن ابی داؤد (۵۰۹۲) هلال خير ورشد الفاظ سنن ابی داؤد۔ كتاب الادب۔ باب ما يقول الرجل اذا رأى الهلال (۵۰۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صدقہ وخیرات، حسن سلوک، قرآن کریم کی تلاوت، نماز، ذکر الٰہی اور اعتکاف کا اہتمام کرتے۔

ماہ رمضان میں عبادت کا خاص اہتمام کرتے جو دوسرے مہینوں میں نہیں ہوتا تھا۔

آپ ﷺ بعض اوقات وصال کا روزہ رکھتے تا کہ دن رات زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکیں آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وصال کے روزے سے منع فرمایا کرتے تھے جب وہ یہ کہتے یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو وصال کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ ان کو یہ جواب دیتے

((لَسْتُ کَهَیْئَتِکُمْ اِنِّی اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی یُطْعِمُنِی وَیَسْقِیْنِی))[1]

''میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول مقبول علیہ السلام کو وصال کے روزے میں حکمت ودانائی اور معارف اور انوار رسالت کے فیض سے شاد کام کرتے، یہ حقیقی کھانا پینا تو نہ ہوتا بلکہ روحانی کھانا آپ ﷺ کو مہیا کیا جاتا۔ اگر حقیقی کھانا مہیا کیا جاتا تو پھر وصال کے روزے کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہتی۔ یہاں کھانے پینے سے مراد روحانی غذا ہے

جب رسول اللہ ﷺ کی اپنے رب سے ملاقات کر کے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی، سینے میں انشراح پیدا ہو جاتا اپنے آقا کی یاد سے دل باغ باغ ہو جاتا اور اپنے رب کا قرب حاصل ہوتا تو آپ ﷺ کو کھانا پینا بھول جاتا۔

رسول اللہ ﷺ سب ذکر کرنے والوں سے بڑھ کر ذکر کرنے والے اور سب عبادت کرنے والوں سے بڑھ کر عبادت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے ماہ رمضان کو عبادت کا موسم بنا لیا تھا۔ اور ماہ رمضان کو ذکر الٰہی اور تلاوت کا وقت قرار دے لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو قیام کرتے اپنے مولا سے سرگوشیاں کرتے اور اپنے رب سے درستگی، فتح اور رہنمائی مانگتے، آپ ﷺ رات کی نماز کے دوران لمبی سورتیں تلاوت کرتے، رکوع اور سجود

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی (۲۵۸/ ۸۱۰) سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر۔ باب ما جاء فی آیۃ الکرسی (۱۴۶۰) مسند احمد ۵/ ۱۴۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طویل کرتے، آپ ﷺ عبادت سے سیر نہیں ہوتے تھے' آپ ﷺ نے رات کے قیام کو قوت' طاقت اور زادِ راہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ، قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [سورة المزمل :۲۱]

''اے کپڑا اوڑھنے والے' رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی قیام کیجئے۔''

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [بنی اسرائیل : ۸۹]

''اور رات کو تہجد ادا کیجئے یہ آپ کے لئے زائد ہے ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کردے۔''

رسول اللہ ﷺ دن کو دعوت وتبلیغ ' جہاد' پند ونصیحت' تربیت' وعظ وارشاد اور فتویٰ صادر کرنے کے لئے مخصوص کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کا زندگی بھر یہ طرز عمل رہا کہ آپ ﷺ رمضان کے روزے یا چاند خود دیکھ کر شروع کرتے یا پھر کسی کے چاند دیکھنے کی گواہی دینے پر روزہ رکھتے۔

رسول اللہ ﷺ سحری کا کھانا کھانے کی ترغیب دیا کرتے تھے

آپ ﷺ کا ارشاد ہے

((تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً))[1]

''سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

سحری کا وقت بابرکت ہوتا ہے کیونکہ یہ رات کا پچھلا پہر ہوتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرتے ہیں۔ یہ توبہ واستغفار کا وقت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب برکۃ السحور من غیر ایجاب (۱۹۲۳) صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب فضل السحور وتاکید استحبابه واستحباب تاخیره و تعجیل الفطر (۴۵/ ۱۰۹۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [سورة الذاريات: ١٨]

''وہ سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ﴾ [سورة آل عمران:١٧]

''اور مغفرت طلب کرنے والے سحری کے وقت۔''

سحری کا کھانا روزے اور عبادت میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور اس سے منعم حقیقی کی عبادت کرنے میں مدد ملتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور آپ ﷺ کی سنت بھی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جلدی افطاری کرلیا کرتے تھے۔

آپ روزہ تر یا خشک کھجور یا پانی سے افطار کیا کرتے تھے۔

اس لئے خالی معدہ کے لئے میٹھی چیز کا کھانا مفید ہوتا ہے تر یا خشک کھجور' بھوکے روزے دار کے لئے نہایت مفید ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

((إِنَّ لِلصَّائِمِ عند فَطْرَةٍ دَعْوَةً لَّا تُرَدُّ))[1]

''افطاری کے وقت روزے دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔''

رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت دنیا و آخرت کی بھلائی کی دعا کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز ادا کرنے سے پہلے روزہ افطار کرلیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا فَقَدِ أَفْطَرَ الصَّائِمُ))[2]

---

[1] سنن ابن ماجہ۔ کتاب الصیام' باب فی الصیام لا ترد دعوته (١٧٥٣) المستدرك للحاكم ١/ ٤٢٢

[2] سنن الترمذی۔ الصوم' باب ما جاء فی تعجیل الافطار (٧٠٠) مسند احمد ٢/ ٢٣٧' ٣٢٩' ابن خزیمہ (٢٠٦٢) شرح السنة للبغوی (١٧٣٢'١٧٣٣) میں ان الفاظ سے مروی ہے۔ قال الله عزوجل: ان احب عبادی الی اعجلهم فطرا'' اس کی سند میں قرۃ بن عبدالرحمٰن ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب رات ادھر سے آ جائے اور دن اُدھر سے چلا جائے تو روزے دار روزہ افطار کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں سفر کیا۔ آپ ﷺ نے سفر کے دوران روزہ رکھا تھا اور چھوڑا بھی۔ اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دونوں کا اختیار دیا چاہے سفر کی حالت میں روزہ رکھ لیں یا چھوڑ دیں۔[1]

دشمن سے لڑائی کے وقت رسول اللہ ﷺ روزہ چھوڑنے کی تلقین کرتے تا کہ دشمن کے خلاف بھرپور طاقت کا مظاہرہ کریں۔[2]

رسول اللہ ﷺ بعض غزوات کے لئے ماہ رمضان میں روانہ ہوئے۔ غزوہ بدر کے لئے آپ ﷺ ماہ رمضان میں نکلے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مثالی فتح عطا کی جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

ترمذی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو غزوں میں روزہ نہ رکھا۔[3] رسول اللہ ﷺ نے روزے دار کے لئے روزہ افطار کرنے کے لئے مسافت کی حد مقرر نہیں کی۔

رسول اللہ ﷺ اگر جنبی ہوتے تو فجر کے وقت غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔[4] رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل تھا کہ اگر کوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لیتا تو آپ ﷺ اس

---

۱ صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب لم یصب اصحاب النبی ﷺ بعضهم بعضا فی الصوم والافطار (۱۹۴۷) صحیح مسلم۔ الصیام باب جواز الصوم فی شهر رمضان للمسافر فی غیر معصیة...... الخ (۹۳/ ۱۱۱۶)

۲ صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل (۱۰۲/ ۱۱۲۰)

۳ سنن الترمذی۔ الصوم' باب ما جاء فی الرخصة للمحارب فی الافطار (۷۱۴) مسند احمد ۱/ ۲۲ اس کی سند میں عبداللہ بن لھیعہ سیئ الحفظ ہے۔ اس کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا۔ (نهایة الاغتباط ص۱۹۰)

۴ صحیح البخاری۔ کتابِ الصوم' باب الصائم یصبح جنبا (۱۹۲۵-۱۹۲۶) صحیح مسلم' کتاب الصیام' باب صحة صوم من طلع علیه الفجر وهو جنب (۷۵/ ۱۱۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر روزے کی قضاء کو ساقط کر دیتے اور اس کے روزے کو جائز قرار دیتے آپ ﷺ فرماتے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا۔[1]

رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے[2]

اعتکاف کے دوران آپ ﷺ دل لگا کر اللہ کی عبادت کرتے اور دنیا کے غموں سے اپنے دل کو فارغ کر لیتے۔ اور اپنے دل کی آنکھ ارض وسما کی کائنات میں لگا دیتے آپ ﷺ لوگوں کی طرف بہت کم توجہ دیتے۔ آپ ﷺ کامل یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات کرتے۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کھانے' پینے[3] سینگی لگانے[4] قے کرنے[5] اور جماع کرنے کو روزہ توڑنے کا باعث قرار دیتے۔[6]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیا (۱۹۳۳)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب اکل الناسی وشربہ وجماعہ لا یفطر (۱۷۱/ ۱۱۵۵)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الاعتکاف' باب الاعتکاف فی العشر الاخرۃ (۲۰۲۶)
صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف' باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان (۵/ ۱۱۷۲)

[3] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب الصائم اذا اکل او شرب ناسیا (۱۹۳۳)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام' باب اکل الناسی وشربہ وجماعہ لا یفطر (۱۷۱/ ۱۱۵۵)

[4] یہ حدیث سنن داؤد۔ کتاب الصیام' باب فی الصائم یحتجم (۲۳۶۷) کے علاوہ دیگر کتب میں بھی ہے۔ لیکن اس سے روزے کے فاسد ہونے کا استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حکم منسوخ ہے۔ جس کی ناسخ حدیث ابن عباس "ان النبی احتجم وھو صائم محرم" کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی ہے اس لیے اس حدیث پر امام ابوداؤد نے باب قائم کیا ہے۔ باب فی الرخصۃ فی ذلک اور یاد رہے کہ حدیث افطر الحاجم والمحجوم کے بعض طرف میں آیا ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ والے دن کا ہے اور ابن عباس نے یہ حدیث حجۃ الوداع کے موقع پر مشاہدہ کرنے کے بعد میں بیان کی ہے۔

[5] خود قے آنے سے روزہ ٹوٹنے کی روایات ضعیف ہیں دیکھیں[ابو داؤد (۲۳۸۰) سنن الترمذی (۷۲۰) سنن ابن ماجہ (۱۶۷۶)] ہاں قصداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دیکھیں "سنن ابی داؤد" کتاب الصیام' باب الصائم عامدا یستقیٔ (۳۸۱) وغیرہ

[6] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب اذا جامع رمضان (۱۹۳۵) نیز یہ بحث ص ۶۰' ۶۱ پر گزر چکی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ اپنے دل کو اسماء وصفات میں غور وخوض کرنے میں لگا دیتے۔ آپ ﷺ اعتکاف کے دوران آیات بینات کا مطالعہ کرتے رہتے۔ اور رب ارض وسماء کی مخلوقات میں غور وخوض کرتے رہتے۔

سبحان اللہ: کتنی معرفت آپ ﷺ کو حاصل ہوئی' کتنا نور آپ ﷺ کے لئے آشکار ہوا اور کتنی حقیقت آپ ﷺ پر منکشف ہوئی۔ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ کو جاننے والے تھے' آپ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے تھے۔ سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھنے والے تھے۔ آپ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے تھے اور سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ پر کروڑوں درود اور سلام آپ ﷺ پر کستوری کی مہک' قمری کی چہک اور بلبل کے نغموں سے بڑھ کر درود وسلام ہوں۔

روزے کیوں فرض ہوئے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے روزوں کے فرض کرنے میں کچھ اسرار ورموز رکھے ہیں اور روزوں کے احکام ومسائل میں کچھ حکمتیں پنہاں ہیں۔ روزوں کے اسرار' حکمتیں اور مقاصد کچھ ایسے ہیں جن تک عقل ودانش کی رسائی ہوتی ہے اور کچھ ایسے ہیں جن پر عقل ودانش محوِ حیرت رہ جاتی ہے۔ روزوں کی ایک حکمت تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بیان کی کہ

ارشاد باری تعالیٰ

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ تقویٰ حاصل کرنے کا راستہ ہے۔روزے دار دوسروں کی نسبت اپنے مولیٰ جل شانہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔روزے دار کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔روزے دار کا جگر پیاسا ہوتا ہے تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر جاتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے روزے کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فعليه بالصوم فإنه له وجَاءَ))[1]

"اے نوجوانو! جو تم میں سے اخراجات کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ شادی کرلے یہ نگاہ کو نیچی رکھنے اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے کا باعث ہے جو استطاعت نہیں رکھتا تو اس پر روزہ لازم ہے یہ اس کے لئے ڈھال ہے۔"

روزہ کھانے اور خون کی گزرگاہوں کو تنگ کرتا ہے چونکہ یہ شیطان کی گزرگاہیں ہوتی ہیں اس سے شیطان کی وسوسہ اندازی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔روزے سے شہوت کمزور پڑ جاتی ہے اور گناہ کا خطرہ اور نافرمانی کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے۔اور روح میں بالیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔

روزہ روزے دار کو اپنے ان دینی بھائیوں کی یاد دلاتا ہے جو بھوکے، پیاسے، محتاج ولاچار ہوتے ہیں تو وہ ان پر رحم کھاتے ہوئے ان کی مدد کرتا ہے۔

"روزہ نفس کی تربیت، دل کے تزکیہ، نگاہ کی پاکیزگی اور اعضاء جسم کی حفاظت کا باعث بنتا ہے۔روزہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک سربستہ راز ہے۔حدیث قدسی میں مذکور ہے۔"

((كُلُّ عَمَلِ بْنِ آدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجزِيْ بِه))[2]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب النکاح، باب نمبر ۲ (۵۰۶۵) صحیح مسلم۔ کتاب النکاح باب استحباب النکاح عن تاقت نفسه الیه...... الخ (۱/ ۱۴۰۰)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب التوحید۔ باب قول اللہ تعالیٰ "یریدون ان یبدلوا کلم اللہ" (۷۴۹۲، ۱۸۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پتہ نہیں ہوتا اس کے برعکس نماز' زکوٰۃ اور حج یہ ایسی عبادتیں ہیں جن کو ہر کوئی دیکھتا ہے۔

سلف صالحین نے روزے کو قرب الٰہی کا ذریعہ' آگے بڑھنے کا میدان' صدقہ و خیرات کرنے کا موسم سمجھا۔ وہ ماہ رمضان کی آمد پر فرط اشتیاق سے رونے لگتے تھے اور ماہ رمضان کی جدائی پر افسوس سے آنسو بہانے لگتے۔

سلف صالحین نے روزوں کی اہمیت کو پہچان لیا تھا اس لئے وہ رمضان کو پسند کرتے تھے اور اس میں بہت زیادہ محنت کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات کو ماہ رمضان کے دوران عبادت میں مصروف رکھتے۔ وہ اس کی راتوں میں قیام' رکوع' سجود اور خشیت الٰہی سے آنسو بہانے میں مصروف رہتے اور ماہ رمضان کے دنوں کو ذکر الٰہی' تلاوت قرآن' درس و تدریس اور دعوت وارشاد میں مصروف رہتے۔

سلف صالحین نے روزوں میں آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کا سکون اور سینے کا انشراح پایا۔ انہوں نے روزوں کے مقاصد حاصل کر کے اپنی روحوں کی تربیت کی۔ اس کی تعلیمات سے اپنے دلوں کو پاک کیا اور اس کی حکمتوں سے پنے نفوس کو مہذب بنایا۔

سلف صالحین ماہ رمضان میں قرآن حکیم لے کر مسجدوں میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور اپنی زبانوں اور آنکھوں کو حرام سے محفوظ رکھتے۔

روزے مسلمانوں کی وحدت کا باعث بنتے ہیں' سب مسلمان ایک وقت میں روزہ رکھتے ہیں ایک وقت میں روزہ افطار کرتے ہیں۔ ایک ساتھ بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ یہ الفت' محبت' اخوت اور وفا کا ایک ساتھ بھرپور مظاہرہ ہوتا ہے۔

روزے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ برائیوں کو مٹانے کا باعث بنتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

((اَلْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَالْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ' وَرَمَضَانُ اِلَى رَمَضَانَ' كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهَا مَالَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ))[1]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الطهارة۔ باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة...... الخ (۱۴۔۱۵۔۱۶/ ۲۳۳) مسند احمد ۲/ ۲۲۹ شعب الايمان للبيهقى (۳۶۱۹) مستدرك للحاكم ۴/ ۲۵۹ نحوه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جمعہ سے جمعہ تک‘ عمرے سے عمرے تک اور رمضان سے رمضان تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہیں‘ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا ہو۔“

روزے جسم کی صحت کا باعث بنتے ہیں روزہ رکھنے سے جسم سے فاسد مواد خارج ہو جاتا ہے۔ معدے کو آرام ملتا ہے۔ خون صاف ہوتا ہے اور دل کو اچھی طرح کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ نفس میں پاکیزگی آتی ہے اور اخلاقیات میں تہذیب پیدا ہوتی ہے۔

جب روزے دار روزہ رکھتا ہے تو اس کے نفس اور دل میں عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے۔ دلی لالچ میں کمی واقع ہوتی ہے۔ خواہشات نفسانی بھاگ جاتی ہیں۔ اللہ کا ایسا قرب حاصل ہوتا ہے کہ اس میں کی گئی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہو جاتا ہے۔

روزوں میں بہت بڑا راز ہے ان دنوں میں عبودیت کے لئے طبیعت آمادہ ہوتی ہے۔ شرعی احکام پر یقین لانے کی طرف دل آمادہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر کھانے‘ پینے اور جماع کی خواہش کو انسان چھوڑ دیتا ہے۔

روزے خواہشات نفس پر غلبہ پانے کا باعث بنتے ہیں۔ مؤمن کو اپنے نفس پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے۔ روزہ نصف صبر کہلاتا ہے جو بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ چھوڑتا ہے وہ اپنے نفس اور خواہشات پر کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

روزے نفس پر قابو پانے کے لئے ایک بہترین ہتھیار ہیں تاکہ نفس انسانی جہاد‘ قربانی اور پیش قدمی جیسی بڑی مہمات پر آسانی سے قابو پاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب طالوت نے اپنے دشمن سے لڑنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے قوم طالوت کو ایک نہر کے حوالے سے آزمایا۔ طالوت نے قوم سے کہا: جسے قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْٓ إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ﴾ [البقرة:٢٤٩]

”جس نے اس نہر سے پیا وہ میرا ساتھی نہیں میرا ساتھی وہ ہے جو اس سے نہ چکھے ہاں یہ کہ چلو بھر لے لے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دن صبر والے کامیاب ہو گئے اور جس نے اپنے خواہشات پر قابو پالیا وہ کامیاب رہا اور جو لوگ خواہشات سے مغلوب ہو گئے۔ وہ جہاد سے محروم ہو گئے۔

خلاصہ کلام کے طور پر عرض ہے کہ روزہ کی بعض حکمتیں یہ ہیں۔

تقویٰ کا حصول' خواہشات پر غلبہ' احکام الٰہی کو تسلیم کرنے کی طرف رغبت' نفس پر قابو' مسلمان کا قربانی دینے کے لئے تیار ہونا' جسمانی اعضاء پر ضبط' خواہشات نفس کی پامالی' جسمانی صحت' گناہوں کا کفارہ باہمی الفت واخوت' بھوکوں کی بھوک کا شعور واحساس اور محتاجوں کی ضروریات کا احساس یہ مذکورہ بالا فوائد روزہ رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ باقی حکمتوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۹

تلاوت وعبادات اور جودوسخا

قرآن کریم اور ماہ رمضان

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

قرآن کریم رمضان سے محبت کرتا ہے اور رمضان مبارک قرآن کریم سے محبت کرتا ہے یہ دونوں بڑے پیارے دوست ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سراپا ہدایت ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت کے واضح دلائل ہیں اور یہ حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔''

پورا قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر رمضان میں نازل ہوا۔اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں یہ اللہ کی کتاب نازل ہوئی' یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ رمضان مبارک میں قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔آپ ﷺ اس مہینے میں قرآن سنتے اس پر غور و تدبر کرتے اس کی تلاوت کرتے اور اس کی نصیحتوں کو پیش نظر رکھتے' اس کی آواز پر لبیک کہتے اس کی رعنائیوں میں دلچسپی لیتے اور محبت بھرے انداز میں اس کے خزانوں کو اپنی مٹھی میں لیتے۔

روزے دار قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا دراصل قرآن اور رمضان کے درمیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تعلق پیدا کرتا ہے۔ یہ مہینہ دراصل کتاب عظیم قرآن مجید کا مہینہ ہے جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں

﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾

''جو کتاب ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس ہدایت پر غور کریں اور اہل عقل سبق حاصل کریں۔'' (ص:۲۹)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۔﴾

''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل ہیں۔'' (محمد:۲۴)

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔﴾

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔'' (النساء:۸۲)

رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کا ایک باقاعدہ خوشگوار ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے عجیب لذت اور مٹھاس محسوس ہوتی ہے۔

رمضان المبارک میں قرآن کریم کی مہک سے طبیعت معطر ہو جاتی ہے۔

رمضان المبارک قرآن کریم کے نزول کو یاد دلاتا ہے یہ دن قرآن مجید کی تلاوت کے دن ہیں۔ سلف صالحین اس میں قرآن حکیم کی تلاوت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ))[1]

''قرآن پڑھو وہ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں کا سفارشی بن کر آئے گا۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین، باب فضل قراۃ القرآن وسورۃ البقرۃ (۲۵۲/ ۸۰۴) سنن الکبری للبیہقی ۲/ ۳۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))[1]

''تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے سکھلایا۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا

((اِقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ، سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ كَغُمَامَتَيْنِ او غيايَتَيْنِ أَوْ كَفِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَّافَ تُظِلَّانِ صَاحِبَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

''دو زھراوین یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھو یہ دونوں دو بادلوں یا دو سائبان کی طرح ہوں گی صف بستہ پرندوں کے غول کی طرح یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں پر سایہ فگن ہوں گی۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((اَلَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِی یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ یُتَعْتِعُ فِیْهِ لَهُ أَجْرَانِ))[3]

''جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر ہے وہ نیک اور معزز فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔ اور جو قرآن پڑھتا ہوا اٹکتا ہے اسے دوہرا ثواب ملے گا۔''

ہمارے سلف صالحین کا طرز عمل یہ رہا ہے کہ جونہی رمضان شروع ہوتا تو وہ قرآن مجید کھول کر اس کی تلاوت اور اس پر غور و تدبر میں مشغول ہو جاتے۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن' باب خیر کم من تعلیم القرآن وعلمه (۵۰۲۷) سنن الترمذی۔ فضائل القرآن' باب ما جاء فی تعلیم القرآن (۲۹۰۷)

[2] صحیح مسلم۔ کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن وسورة البقرة (۲۵۲/ ۸۰۴)

[3] صحیح البخاری۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورة عبس (۴۹۳۷)

صحیح مسلم۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب فضل الماهر بالقرآن...... الخ (۲۴۴/ ۷۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ رمضان میں صرف قرآن مجید کے ہو کر رہ جاتے۔ درس و تدریس، فتوی نویسی یا مسائل وغیرہ بتانے سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر لیتے او فرمایا کرتے تھے کہ۔

ماہ رمضان قرآن حکیم کا مہینہ ہے۔ رمضان المبارک میں ہمارے سلف صالحین کے گھر قرآن مجید کی تلاوت سے گونج اٹھتے۔ گھر نور اور سعادت سے چمک اٹھتے سلف صالحین قرآن مجید کی تلاوت ترتیل سے کیا کرتے تھے جہاں قرآن مجید عجائبات کا تذکرہ کرتا تو وہاں ٹھہر جاتے جہاں قرآن مجید پند و نصائح کرتا وہاں رونے لگتے جہاں قرآن مجید بشارتیں دیتا تو وہاں خوش ہوتے، قرآن کے اوامر اور نواہی کو دل و جان سے تسلیم کرتے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ نساء کی ابتدائی آیات سنائیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچتے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

[النساء: ۴۱]

''بھلا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے پھر ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر گواہ بنا دیں گے۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بس کرو

میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ محبّ نے محبوب کے کلام کو سنا اور وہ رونے لگے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو یہ ارشاد فرمایا:

((لَو رَأيتَنِي وَأَنَا أَستَمِعُ إِلَى قِرَاءَتِكَ البَارِحَةَ، لَقَد أُوتِيتَ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قرائۃ القرآن (۵۰۵۵) صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین۔ باب فضل استماع القرآن و طلب القراۃ من حافظہ لإستماع...... الخ (۲۴۷/ ۸۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))[1]

''کاش کہ تو مجھے گزشتہ رات دیکھ لیتا کہ میں تیری قرأت سن رہا ہوں تجھے تو آل داؤد کی مترنم آواز دی گئی ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا:

((لَوْ عَلِمْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَّكَ تَسْتَمِعُ لَحَبَّرْتُه لَكَ تَحْبِيرًا))[2]

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اور زیادہ اہتمام کرتا۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اور زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت سناتا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور زیادہ لطف محسوس ہوتا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل تھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوتے تو آپ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ آپ ہمیں ہمارا رب یاد دلائیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت سنائیں۔[3]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خوش الحانی سے قرآن حکیم کی تلاوت کرنے لگتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کی تاثیر سے رونا شروع کر دیتے۔ بعد میں آنے والے لوگوں کے مزاج بگڑ گئے۔ رب العالمین کے کلام کو سننے میں ان کی کوئی دلچسپی نہ رہی۔ مزاج بدل گئے' فطرت الٹ ہو گئی' تربیت میں کجی آ گئی اور عقل و دانش میں بیماری لاحق ہو گئی۔

جب قرآن کی جگہ دیگر چیزوں نے لے لی تو فساد برپا ہو گیا۔ مصائب زیادہ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب فضائل القرآن' باب حسن الصوت بالقراۃ للقرآن (۵۰۴۸) صحیح مسلم۔ فضائل القرآن۔ باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن (۲۳۶/ ۷۹۳)

[2] مسند ابی یعلی ۱۳/ ۲٦٦ (۷۲۷۹) مجمع الزوائد ۹/ ۳۵۹۔ اس کی سند میں خالد بن نافع الاشعری ضعیف راوی ہے۔ اس حدیث کا یہ ٹکڑا مذکورہ راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور پہلا حصہ جو کہ نمبر ۱ میں گزرا ہے وہ صحیح ہے۔

[3] طبقات ابن سعد ۴/ ۱۰۹۔ تاریخ ابن عساکر ۳۲/ ۴۷۔۴۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئے۔ عقل ودانش میں اضطراب پیدا ہو گیا اور عزائم مضمحل ہو گئے۔

قرآن کریم کا اصل مقصد لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دینا ہے۔قرآن کریم سراپا نور ہے اور سینے کی بیماریوں کے لئے شفا کا پیغام ہے یہ بلاشبہ سراپا علم' ثقافت' معرفت اور برھان ہے۔قرآن کریم سراپا' زندگی' روح' آزادی' سعادت اور اجر وثواب ہے۔

قرآن کریم تعلیمات ربانیہ' دستور الٰہی اور حکمت و دانائی پر مشتمل ہے۔کیا ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم رمضان اور غیر رمضان میں قرآن مجید کے زیر سایہ زندگی بسر کریں؟

کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم قرآن مجید کی عظمت کو جان کر اس کی سعادت سے اپنی زندگی کو مالا مال کرلیں اور قرآن کے نور اور چمک سے اپنے دلوں کو منور کرلیں۔

ہمیں ایسا ضرور کرنا چاہئے یہ ہمارے لئے سعادت ہے اور اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

روزے داروں کا نغمہ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَبَعۡدُ:

روزے دار لوگ سب سے بڑھ کر سبحان اللہ' لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد کرتے ہوئے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں جب دن لمبا ہو جاتا ہے تو روزے دار ذکر الٰہی سے اسے مختصر بنا لیتے ہیں جب بھوک ستانے لگتی ہے تو بھوک کی شدت کا ذکر الٰہی سے مداوا کرتے ہیں۔

ذکر الٰہی ان کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے تسبیحات ان کے لئے سعادت بن جاتی ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ انہیں یاد کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ﴾ [البقرہ:۱۵۲]

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔''

وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ انہیں زیادہ دیتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم: ۷]

''اگر تم شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا۔''

سچے روزے دار کھڑے ' بیٹھے اور اپنے پہلو کے بل لیٹے اپنے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں ' سچے روزے داروں کے دل ' ذکر الٰہی سے مطمئن ہوتے ہیں اور ان کی روحیں حب الٰہی سے سرشار ہوتی ہیں اور ان کے دل شوق الٰہی سے راحت محسوس کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُهُ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ))[1]

''مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا اس کی مثال وہ زندہ اور مردے کی ہے۔''

سبحان اللہ لا الٰہ الا اللہ کتنے ایسے مردہ ہیں جو ذکر الٰہی سے نا آشنا ہیں۔ وہ ایسی زندگی بسر کرتے ہیں جس میں کھاتے پیتے اور خوش ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں حقیقی زندگی میسر نہیں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

((سَبَقَ الْمفرِدُوْنَ قَالُوْا: وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ))[2]

''مفردون سبقت لے گئے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مفردوں کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور عورتیں ' ذکر الٰہی کرنے والا روزے دار نیکیوں میں دوسرے تمام لوگوں سے آگے بڑھ جانے والا ہوتا ہے جنت کی طرف جلدی پہنچ جانے والا ہوتا ہے جہنم سے دور ہوتا ہے اسکا نامہ اعمال نیکیوں سے بھرا ہوتا ہے اور خیرات و برکات سے بھرپور ہوتا ہے

---

[1] صحيح البخاري- كتاب الدعوات' باب فضل ذكر الله عزوجل (۶۴۰۷)

[2] صحيح مسلم- كتاب الذكر والدعاء' باب الحث على ذكر الله تعالىٰ (۴/ ۲۶۷۶) سنن الترمذي- الدعوات' باب سبق المفردون (۳۵۹۹) مسند احمد (۲/ ۳۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے مبارک ہو۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے عمل کے بارے میں پوچھا جس کو وہ لازم پکڑ رکھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطَبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))[1]

''تیری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہیے۔''

یہ بڑی خوبصورت تعبیر ہے اور بہت ہی عمدہ نکتہ ہے کہ جو روزے دار مسلسل ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے اسے بھلا بھوک کیسے لگ سکتی ہے اور جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتا رہتا ہے اسے بھلا پیاس کیسے ستا سکتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر سانس کے آنے' اور جانے کے وقت' اور ہر لحظہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کے نامہ اعمال میں بے انتہاء اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ جو لوگ رب العالمین کے ذکر سے کوتاہی برتتے ہیں انہیں ہر طرف غم واندوہ گھیر اڈال لیتا ہے ان کے پاس دواء موجود ہوتی ہے لیکن وہ استعمال نہیں کرتے ان کے پاس علاج ہوتا ہے لیکن وہ اسے جانتے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ [الرعد: ۲۸]

''یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))[2]

''جس نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔''

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما جاء فی فضل الذکر (۳۳۷۵)
مسند احمد ۴/ ۱۸۸' بیہقی ۳/ ۳۷۱

[2] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب نمبر ۵۹ (۳۴۶۵) المستدرك للحاکم ۱/ ۱۰۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لمبی تان کر سونے والوں کے لئے کس قدر محرومی ہے۔ وہ اپنی غفلت کی وجہ سے اپنا کتنا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

((لَئِنْ اَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰه وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهِ اَكْبَرُ أَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ))[۱]

''اگر میں سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں تو یہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوگا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔''

یہ دنیا کیا ہے؟ اس کا سونا چاندی کیا ہے؟ اس کے گھر اور محلات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والا قیمتی کلمات کے ذریعے قیامت کے دن کے نور اور سرور کا سامان تیار کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلَا اَنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عند مَلِيْكِكُمْ وخيرلكم فِيْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ، وَخَيْرٌلَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عُدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهم وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى))[۲]

''کیا میں تمہیں تمہارے وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک حقیقی کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور تمہارے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہیں اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے نبرد آزما ہو اور ان کی گردنیں اُڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عمل ذکر الٰہی ہے۔''

نیک لوگوں کا طرز عمل یہ رہا ہے کہ جب وہ نماز فجر ادا کر لیتے تو ذکر الٰہی میں مصروف

---

[۱] صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء' باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء (۳۲/ ۲۶۹۵)

[۲] سنن الترمذی' الدعوتا باب ما جاء فی فضل الذکر (۳۷۷)
سنن ابن ماجه۔ کتاب الادب' باب فضل الذکر (۳۷۹۰) مسند احمد ۵/ ۱۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے یہاں تک دن چڑھ آتا۔

بعض سلف صالحین نماز فجر کے بعد قرآن حکیم کھول لیتے اس کی آیات پڑھتے اور ان پر غور وتدبر کرتے اور اس عمل سے اپنے سینے کو نور اور اپنے نامۂ اعمال کو اجر وثواب سے بھرتے تھے۔ اصل کوتاہی کرنے والا تو وہ شخص ہے جو رمضان کو ضائع کرتا ہے اور وہ رمضان میں اپنے لیے ذکر الٰہی کی سعادت حاصل نہیں کرتا اور اپنے مولیٰ رب العالمین کی تسبیحات میں اپنا وقت نہیں گزارتا۔

رمضان جود وسخا کا موسم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِأَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [المزمل:۲۰]

''اور جو کچھ بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں اس مال میں پاؤ گے کہ وہ اصل عمل سے بہتر ہیں اور اجر کے لحاظ سے زیادہ ہوں گے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [البقرۃ:۲۶۱]

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس کیلئے چاہے اس کا اجر اس سے بھی بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی فراخی والا اور جاننے والا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان میں جب جبریل علیہ السلام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ ﷺ بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ جبریل علیہ السلام کی ملاقات کے وقت تو سخاوت کے لئے آپ ﷺ کے ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتے۔[1]

روزہ بھوکے کو کھانا کھلانے' مسکین کی مدد کرنے اور فقیر کی داد رسی کرنے کا درس دیتا ہے۔

ماہ رمضان صدقہ دینے والوں کا موسم ہے۔اور یہ مہینہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے سیزن ہے۔اللہ کی راہ میں خرچ کرنا' صدقہ دینا اور عطیات دینا کس قدر اچھا کام ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((انَّ للّٰهَ مَلَكَين يُنَادِيَانِ فِي كُلِّ صَبَاحٍ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا ' اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقا خَلَفًا' و يقول الاخر : اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا))[2]

''اللہ کے دو فرشتے ہر صبح منادی کرتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے الٰہی خرچ کرنے والے کو دوگنا دے' دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کے مال کو ضائع کردے۔''

جب بندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جسمانی اور قلبی راحت و سکون عطا کرتے ہیں اور رزق میں فراوانی عطا کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّدقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ))[3]

''صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جس طرح آگ پانی کو بجھا دیتی ہے۔''

گناہوں سے دلوں میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے اور زندگی میں آگ بھڑکنے لگتی ہے اس حرارت اور اشتعال کو صدقہ و خیرات ہی مٹاتے

---

1. صحيح البخاري۔ كتاب الصوم' باب اجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان (۱۹۰۲) صحيح مسلم۔ كتاب الفضائل باب جوده ﷺ (۵۰/ ۲۳۰۸)
2. صحيح البخاري۔ كتاب الزكاة (۱۴۴۲) صحيح مسلم كتاب الزكاة' باب في المنفق والممسك (۵۷/ ۱۰۱۰) بلفظ (ما من يوم يصبح العباد فيه' الا ملكان ينزلان فيقول احدهما...... الخ)
3. سنن الترمذي۔ كتاب الايمان' باب ما جاء في حرمة الصلاة (۲۶۱۶) سنن ابن ماجه۔ كتاب الزهد۔ باب الحسر (۴۲۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ صدقہ دل میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے روح میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور گناہوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ))[1]

''ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا۔''

یہ بڑی ہی عجیب وغریب بات ہے کہ صدقہ کا قیامت کے دن سایہ دراز ہوگا اور لوگ اس سائے میں نصیب کا حصہ پائیں گے جتنا کسی نے دنیا میں صدقہ کیا ہوگا اتنا اسے سایہ نصیب ہوگا۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مال ودولت والے تھے۔ انہوں نے اپنا مال ودولت اپنے رب کی رضا کے لئے خرچ کیا۔ غزوۂ تبوک میں جانے کے لیے لشکر کی تیاری۔ مسلمانوں کے لیے بئر رومہ کو خرید کر وقف کیا۔ انہوں نے صدقہ دیا عطیات دیئے تاکہ اللہ راضی ہو جائے۔[2] سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے مال دار صحابی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے ایک مرتبہ ستر اونٹوں پر لدا ہوا سامان مدینہ منورہ کے حاجت مندوں پر خرچ کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ آمین۔ لوگوں میں ایسے روزے دار بھی ہوتے ہیں۔[3] جو روٹی کے ٹکڑے، دودھ کے گھونٹ اور کھجور تک کے مالک نہیں ہوتے۔ لوگوں میں بعض روزے دار ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں ہوتا۔ سفر کے لئے سواری نہیں ہوتی اور غم خواری کے لئے کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس سحری اور افطاری کے لئے کچھ

---

[1] صحیح ابن حبان (۸/ ۱۰۴ (۳۳۱۰) صحیح ابن خزیمہ (۲۴۳۱) مسند احمد ۴/ ۱۴۸ میں ''یوم القیامۃ'' نہیں ہے۔

[2] مسند احمد ۱/ ۵۹

[3] مسند احمد ۶/ ۱۱۵ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ بلکہ منکر باطل ہے۔ اس کی سند میں عمارہ بن زاذان الصیدلانی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

((مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ، دُوْنَ أَنْ يُنْقُصَ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا)) [1]

''جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ بجائے اس کے روزے دار کے اجر و ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔''

نیک لوگوں کا فضل و شرف رمضان میں اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ وہ خرچ کرتے ہیں عطیات دیتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

بہت سے مخیّر حضرات فقراء و مساکین کے جتھوں کی اللہ کی رضا کے لیے کفالت کرتے ہیں۔ سلف صالحین کی مساجد میں یہ دیکھنے میں آتا رہا ہے کہ وہاں فقراء کے لئے وافر مقدار میں کھانا موجود ہوتا کوئی بھوکا اور محتاج نہ رہتا۔ یہ بھی بڑی انوکھی بات ہے کہ انسان جو کچھ اپنے کھانے پینے اور پہننے میں خرچ کرتا ہے وہ سب کچھ فنا ہو جاتا، مگر ان کو جو اللہ کی راہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا جاتا ہے وہ باقی رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ﴾ [التغابن:۱۷]

''اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دے گا اور تمہیں معاف فرما دے گا اور اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے۔''

اے روزے دار تو اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کر کے اپنے رب کو قرض دیتا ہے اور اس کا فائدہ تجھے قیامت کے دن ہوگا جبکہ واقعی تو حاجت مند ہوگا اور تجھے مدد کی ضرورت ہوگی۔

اے روزے دار پانی کا ایک گھونٹ، دودھ کا ایک گھونٹ یا کھجور کا ایک پیالہ، یا تھوڑا سا

---

[1] سنن الترمذی۔ الصوم، باب ما جاء فی فضل من فطر صائما (۸۰۷) مصنف عبدالرزاق (۷۹۰۵) مسند الحمیدی (۸۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا' لباس یا میوہ جس سے تو ایک محتاج کی مدد کرتا ہے دراصل تیرے لئے یہ جنت کا راستہ ہے۔

اے روزے دار اللہ کی قسم صدقہ کی طرح کوئی مال محفوظ نہیں رہتا۔ زکوٰۃ کی مانند کوئی مال پاک نہیں ہوتا۔

بہت سے مال دار مال و دولت' خزانے عالی شان گھر اور محلات چھوڑ کر مر گئے ان کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہا۔ یہ مال و دولت ان کے لئے حسرت' ندامت اور افسوس کا باعث بن گیا اس لئے کہ انہوں نے اپنے مال و دولت کو صحیح مقام پر خرچ نہیں کیا۔ دراصل کل قیامت کے دن نفع اور نقصان کا پتہ چلے گا۔ اللہ ہی حامی و ناصر ہے

رمضان قیام کا مہینہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ' وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ○ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا○ نِّصْفَہٗٓ اَوِانْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا○ اَوْزِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا ○﴾ [المزمل: ۱'۲'۳'۴]

''اے کپڑا اوڑھنے والے رات کا کچھ حصہ چھوڑ کر باقی قیام کیجئے۔ رات کا نصف حصہ اس سے کچھ کم کر لیجئے یا اس سے زیادہ کیجئے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے۔''

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول مقبول علیہ السلام سے کہا اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے راتوں کو لمبا قیام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک خشیت الٰہی سے آنسو بہاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول علیہ السلام سے فرماتے ہیں

﴿وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [بنی اسرائیل: ۷۸]

''اور رات کو تہجد ادا کیجئے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زائد ہے ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے۔“

تیرا دنیا میں راتوں کو قیام کامل ترین قیام کی مانند ہے۔ رمضان روزوں اور قیام کا مہینہ ہے جب روزے دار رات کی تاریکی میں قیام کرتا ہے تو یہ راتیں بڑی رس بھری اور گھڑیاں بڑی قیمتی ہو جاتی ہیں۔

﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ [الذاریات:۱۷]

”رات کو کم سویا کرتے تھے۔“

ان کی راتیں کتنی حسین ہوتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی یہ خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [الذاریات:۱۸]

”اور سحری کے وقت مغفرت مانگا کرتے تھے۔“

نیز فرمایا

﴿وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾ [آل عمران:۱۷]

”رات کے آخری حصے میں استغفار کرنے والے ہیں۔“

مہاجرین اور انصار کا یہ طرز عمل دیکھنے میں آیا کہ جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو وہ عبادت میں مصروف ہو جاتے اور خشیت الٰہی و گریہ زاری کرنے لگتے اور جب صبح ہو جاتی تو وہ شیر بہادر بن جاتے۔

مہاجرین و انصار کے گھر تلاوت کے مدراس اور تربیت کی جامعات اور ایمان کے ادارے بنے ہوئے تھے۔

آج کل بہت سے لوگوں کے گھر کھیل کود اور لغویات کے مرکز بنے ہوئے ہیں الٰہی ہم اس صورت حال سے پناہ مانگتے ہیں۔

جب سے ہم نے راتوں کا قیام چھوڑ دیا اس وقت سے ہمارے دل سخت ہو گئے ہمارے آنسو خشک ہو گئے اور ہمارا ایمان کمزور ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))[1]

رات کے قیام پر جو احساس معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے وہ قیامت کے ہولناک دن کا تصور ہے۔ جس دن رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا۔ یا قبروں سے اٹھایا جائے گا اور جو کچھ ہمارے سینوں میں دفن ہے اسے باہر نکالنا ہوگا۔ اسی طرح قبر کی تاریکی اور وحشت اور غمنا کی راتوں کو عبادت کا احساس دلاتی ہے کیونکہ رات کا قیام قبر کو منور کرنے کا باعث ہوگا اسی طرح اجر و ثواب کا احساس' گناہوں سے معافی کی فکر یہ بھی انسان کو رات کے قیام پر آمادہ کرتی ہے۔

سلف صالحین رات کا قیام مختلف انداز میں کیا کرتے تھے۔ بعض ساری رات رکوع کی حالت میں بعض سجدے کی حالت میں' بعض قیام کی صورت میں' بعض روتے ہوئے' بعض ذکر و فکر کرتے ہوئے اور بعض شکر گزاری میں گزارا کرتے تھے۔

آج ہمارے گھر رات کے قیام سے خالی کیوں ہیں؟

آج ہمارے گھر قرآن کی تلاوت سے خالی کیوں ہیں؟ آج ہمارے گھروں کو تہجد بہت کم پڑھنے والوں کی شکایت کیوں ہے؟

جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو غافلوں کے دل بھی سو جاتے ہیں کھیل کود کرنے والوں کی روحیں مردہ ہو جاتی ہیں جبکہ رات پڑنے پر مومنوں کے دل زندہ ہو جاتے ہیں اور ان کی ڈرنے والی آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ جسے قبر میں لیٹنا یاد ہو' حشر کے دن اٹھایا جانا یاد ہو اور کمر توڑ قیامت کی جھلکیاں یاد ہوں وہ پوری رات بھلا کیسے سو سکتا ہے۔

ہم کیسے یہ خیال کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی نئی نسل رات بھر شطرنج کھیلنے اور رقص و سرود کی محفل سجانے میں صرف کر دے گی؟

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الایمان' باب تطوع قیام رمضان من الایمان (۳۷) صحیح مسلم۔ کتاب صلاۃ المسافرین۔ باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح (۱۷۳/ ۷۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہمارے سامنے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی ہونی چاہئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

((یَا عَبْدَ اللّٰہِ لَا تَکُنْ کَفُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ اللَّیْلَ ثُمَّ تَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ))[1]

''اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہو جا وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔''

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التهجد' باب ما یکره من ترك قیام اللیل لمن کان یقومه (۱۱۵۲) صحیح مسلم کتاب الصیام باب النهی عن صوم الدهر لمن تضرّ بہ......الخ (۱۸۵/ ۱۱۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۰

ماہ رمضان اور اصلاح مومن

رمضان میں اسلامی گھر

اَلْحَمْدُ للهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ:

اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں

﴿أَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ فَأنْهَار بِهٖ فِي نَارِجَهَنَّمَ وَاللهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰالِمِيْنَ﴾

''سوچو! کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا پر رکھی ہو یا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کھوکھلے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہو اس کو بھی لے کر جہنم کی آگ میں جا گرے ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی ہدایت نہیں دیتا۔''

اسلامی گھر کی بنیاد تقویٰ پر استوار کی جاتی ہے۔ اس کے ستون تقویٰ کے ہوتے ہیں۔ اس کی طنابیں اعمال صالحہ ہوتے ہیں۔ اور اس کا باغیچہ اسرار الٰہی کو تسلیم کرنا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ [التحریم: ٦]

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اوران پرتندخواورسخت گیرفرشتے مقرر ہیں۔''

گھر ایک امانت‘ ذمے داری اور رعیت کی مانند ہوتا ہے کیا کوئی بیدار مغز نگہبان اور دیانتدار ذمے دار ہے جو اس گھر کی پوری ذمے داری کے ساتھ نگہبانی کرے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[1]

''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کا ذمے دار ہے۔''

رمضان اور غیر رمضان میں گھر کی نگہداشت یہ ہے کہ تم اہل خانہ کو نماز کا حکم دو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا﴾

[مریم:۵۵]

''اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھے۔''

ایک مسلمان گھر کے لئے سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس میں ایک ہدایت پر قائم باپ اور ایک مومن ماں ہو جو گھر کی دیکھ بھال کی ذمے داری نباہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾

''مسلمانوں بلاشبہ تمہیں اللہ حکم دیتا ہے کہ جو امانتوں کے حقدار ہیں انہیں امانتیں ادا کرو۔''

گھر کی سب سے بڑی امانت گھر کی اصلاح ہے۔

اسلامی گھر رمضان میں ذکر الٰہی‘ تلاوت قرآن‘ خشوع وخضوع اور تقویٰ سے آباد ہوتا ہے۔

اسلامی گھر سیدنا محمد ﷺ کی سنت سے آباد ہوتا ہے۔ کھانے پینے‘ آنے جانے‘ اور

[1] صحیح البخاری۔ کتاب النکاح‘ باب: المراۃ راعیة فی بیت زوجها (۵۲۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونے جاگنے میں گھر میں سنت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

اسلامی گھر میں مسلمان خواتین پردے، اپنی ناموس اور ہر کام سرانجام دیتے ہوئے اجروثواب کو پیش نظر رکھتی ہیں۔ آج کل بہت سے گھر ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ ان میں گانے بجانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اہل خانہ کے دلوں میں فساد بھر جاتا ہے وہ اپنا مستقبل تباہ کر بیٹھتے ہیں اور اپنی شان وشوکت کو پامال کر دیتے ہیں۔ بعض گھروں میں گانا بجانا اور کھیل کود داخل ہو گئے اور ان سے ذکر الٰہی، سکون اور وقار رخصت ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

''لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو اس کیلئے بے ہودگی خریدتا ہے کہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے بہکا دے۔'' [لقمان:٦]

اہل علم کے نزدیک لھوالحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔

گانا بجانا عقل ودانش اور طبعی شرافت کو فساد زدہ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی گھر میں ذکر الٰہی سے بہار آتی ہے اور اس میں کھیل کود کا نام ونشان باقی نہیں رہتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المومنون:٣]

''اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

اسلامی گھر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے شرم وحیاء کا غلبہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

((يَا اَيُّهَاالنَّاسُ اسْتَحْيوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَآءِ وَالِاسْتحياءُ مِنَ اللّٰهِ حَقُّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ وَمَا وَعَى والبطنَ وَمَاحَوَى، وَتَذكر الْمَوْتَ وَالْبَلَاءِ وَمَنْ اَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدنيا))[1]

[1] سنن الترمذی۔ کتاب صفة القيامة۔ باب فی بيان ما يقتضيه الاستحياء من الله حق الحياء (٢٤٥٨)

مسند احمد ١/ ٣٨٧ مسند ابی یعلی (٥٠٤٧) اس کی سند میں ''الصباح بن محمد'' ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''لوگو اللہ سے حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے اللہ سے حقیقی حیا یہ ہے کہ تم اپنے سر اور حافظہ کو محفوظ رکھو، اور اپنے پیٹ کو محفوظ رکھو، موت اور مصیبت کو یاد رکھو اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اس نے دنیا کی زینت کو چھوڑ دیا۔''

کاش کہ اسلامی گھروں میں شرعی علم داخل ہوتا کہ وہ مغفرت کے باغیچے اور علم و عرفان کے باغات بن جائیں۔ایک اسلامی گھر میں جن چیزوں کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔

① پانچوں نمازوں کی حفاظت اس طرح کہ نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے وقت پر ادا کی جائیں۔

② رات دن قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے۔

③ صبح وشام ذکر الٰہی کا اہتمام کیا جائے۔

④ ہر گھڑی سنتوں کے احیاء کا اہتمام ہو۔

⑤ گانے بجانے اور کھیل کود سے گھر کے ماحول کو پاک رکھا جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ [السجدۃ:۳۰]

''جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾ [ابراھیم:۲۷]

''جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ ''قول ثابت'' سے دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھے گا اور جو ظالم ہیں انہیں اللہ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کا مہینہ ایک اسلامی گھر پر روحانیت کا فیض کرتا ہے اس کی وجہ سے گھر کے آنگن میں اطمینان اور سکون کی فضا بپا ہوتی ہے۔

رمضان اہل خانہ کو رات کے قیام پر آمادہ کرتا ہے اور انہیں دن کو روزے رکھنے کی دعوت دیتا ہے اور سب اہل خانہ کو ذکر الٰہی پر انگیخت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ○ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾ [فاطر:۳۰۔۲۹]

''جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہوگا تاکہ انہیں اللہ ان کا پورا پورا اجر دے اور اپنی مہربانی سے کچھ زیادہ بھی دے بلاشبہ وہ معاف کرنے والا ہے اور قدر دان ہے۔''

اے ارحم الراحمین ہم تیرے حضور التجا کرتے ہیں کہ تو ہمارے گھروں کو ایمان' حکمت اور سکون واطمینان سے مالا مال کردے۔ آمین یارب العالمین۔

دل کیسے روزہ رکھتا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ [التغابن:۱۱]

''اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔''

دل کی ہدایت ہر طرح کی ہدایت کی بنیاد ہے اور دل کی ہدایت پر توفیق کا نقطۂ آغاز' اور ہر کام کا نکتہ عروج ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّه، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَهِيَ الْقَلْبُ))[1]

دل کا درست ہو جانا دنیا و آخرت کی سعادت ہے جبکہ دل کا خراب ہونا تباہی و بربادی ہے اور اس ہولناک تباہی کا انجام اللہ ہی کو معلوم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ﴾ [ق:۳۷]

''اس میں اس شخص کیلئے عبرت ہے جو دل رکھتا ہے اور حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہو کر بات سنے۔''

ہر مخلوق کا ایک دل ہوتا ہے لیکن یہ دل دو طرح کا ہوتا ہے

① ایک تو دل زندہ ہوتا ہے اور وہ ایمان و یقین کے نور سے روشن ہوتا ہے اور وہ دل تقویٰ کی نعمت سے آباد ہوتا ہے۔

② اور دوسرا دل مردہ ہوتا ہے یہ دل ویران اور تباہ حال ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ [البقرة:۱۰]

''ان کے دل میں مرض ہے اور اللہ اس مرض کو زیادہ کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ﴾ [البقرة:۸۸]

''اور کہتے ہیں کہ ان کے دل غلافوں میں ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کر دی ہے لہٰذا تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الایمان' باب فضل من استبراء لدینه (۵۲) صحیح مسلم۔ کتاب المساقاة۔ باب اخذ الحلال و ترك الشبهات (۱۵۹۹۔۱۱۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ [محمد:۲۴]

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان لوگوں کے دلوں پر قفل ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ وَفِیْ ءَاذَانِنَا وَقْرٌ﴾ [الحٰم السجدہ:۱۰]

''اور کہتے ہیں کہ جس طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کان بہرے ہیں۔''

دل بیمار ہو جاتے ہیں دلوں پر مہر لگ جاتی ہے' دلوں پر تالے پڑ جاتے ہیں اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات سینوں میں دھڑکنے والے دل اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں یہ وہ دل ہوتے ہیں جن سے سوچا سمجھا نہیں جاتا۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے

((یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ))[1]

''اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت کر دے۔''

دلوں کا روزہ یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے تباہ کن شرکیہ احساسات' باطل نظریات' برے خیالات' خبیث ارادوں اور وحشت ناک دھڑکنوں سے مبرا ہوں۔ مومن کا دل حب الٰہی سے معمور ہوتا ہے وہ اپنے رب کو اس اسماء وصفات کے ساتھ پہچانتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف بیان کیا اسی طرح مؤمن کا دل بھی اللہ تعالیٰ کے اوصاف کا اعتراف کرتا ہے۔ ایسا دل بصیرت کی آنکھ سے اسماء وصفات کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی صفت کے صفحات کا مشاہدہ کرتا ہے اور مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے عجائبات کو دیکھتا ہے۔

مومن کا دل ایسا روشن ہوتا ہے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی تاریکی نہیں پائی جاتی۔ مؤمن کے دل میں رسالت' آسمانی تعلیمات' شریعت ربانیہ کا نور جاگزیں ہوتا ہے اور یہ نور مومن کے فطری نور سے مل کر دوہرا ہو جاتا ہے اس طرح ایک دل میں دونور اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات۔ باب دعاء یا مقلب القلوب (۳۵۲۲) مسند احمد ۳/ ۱۱۲۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [سورۃ النور: ۳۵]

''روشنی پر روشنی' اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے' رہنمائی کرتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

مومن کا دل چراغ کی مانند روشن ہوتا ہے۔ سورج کی مانند جگمگاتا ہے اور فجر کی مانند چمکتا ہے۔ مؤمن کے دل میں قرآنی آیات سننے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ قرآنی آیات میں غور و تدبر کرنے سے مؤمن کے دل میں یقین کا اضافہ ہوتا ہے اور قرآنی آیات سے نصیحت پکڑنے سے ہدایت میں اضافہ ہوتا ہے۔

مؤمن کا دل روزہ رکھتا ہے۔ اور اس کا روزہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قہر و نخوت سے خالی ہوتا ہے۔ مومن کے دل میں غرور سکونت پذیر نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حرام ہے چونکہ غرور کا بسیرا دل میں ہوتا ہے جب دل میں غرور بسیرا کر لیتا ہے تو ایسے دل والا بیمار' احمق اور کھلنڈرا بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حدیث' قدسی میں فرماتے ہیں

((الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي مَنْ نَازَعَنِي فِيهَا عَذَّبْتُهُ))[۱]

''تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میرا ازار ہے۔'' جس نے مجھ سے یہ چھینا میں اسے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((مَنْ تَكَبَّرَ عَلَى اللّٰهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ))[۲]

''جس نے اللہ کے مقابلے میں تکبر کیا اللہ اسے رسوا کر دیتا ہے اور جس نے اللہ کے لئے انکساری کی اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔''

مومن کا دل خود پسندی سے بھی خالی ہوتا ہے اس لئے مومن کا دل روزے دار ہوتا

---

۱ مسند احمد ۲/ ۴۱۴' سنن ابی داؤد' کتاب اللباس باب ما جاء فی الکبر (۴۰۹۰)

۲ مسند احمد ۳/ ۷۶ سنن ابن ماجہ ۴۱۷۶ مختلف الفاظ کے ساتھ اس کی سند ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' خود پسندی یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو باکمال' اور دوسرے سے برتر سمجھتا ہے۔ اس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ جو خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں وہ کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں یہ تصور انسان کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((ثَلَاثٌ مهلكاتٌ: اَعجَابَ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ' وَشُحٌّ مُطَاعٌ' وَهُوًى مُتَبَعٌ))[1]

''تین چیزیں تباہ کرنے والی ہیں آدمی کا خود پسند ہونا' بخل اور خواہش نفس۔''

اس خود پسندی کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنے عیبوں پر نظر رکھے اپنی بے شمار کوتاہیوں کو دیکھے' اور اپنے ان ہزاروں گناہوں کا تصور کرے جن کا اس نے ارتکاب کیا اور انہیں بھول گیا اس کا علم تو میرے رب کو ہے اور میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے مومن کا دل حسد سے بھی کنارہ کشی اختیار کرتا ہے اور یہی اس کا روزہ ہوتا ہے حسد تمام نیک اعمال کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے اور دل کے نور کو بجھا دیتا ہے اور اللہ کی طرف قدم بڑھانے میں رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ﴾

''یا وہ دوسرے لوگوں پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں کچھ دے رکھا تھا۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَاتَحَاسَدُوْ' وَلَاتَبَاغَضُوا' وَلَا تَدَابَرُوا وَلَاتَنَاجَشُوا' وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ))[2]

''تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ کرو' ایک دوسرے کے پیچھے باتیں نہ کیا کرو اور کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

---

[1] مسند البزار (۸۰) سلسلة الاحاديث الصحيحة (۱۸۰۲)

[2] صحيح مسلم۔ كتاب البر والصلة' باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره......الخ (۳۲/ ۲۵۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں تین مرتبہ اطلاع دی کہ یہ جنتی ہے جب اس شخص سے پوچھا گیا کہ تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کی وجہ سے تجھے جنت میں داخل کیا جائے اس نے بتایا کہ جب رات کو میں سوتا ہوں تو میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف حسد، بغض، کینہ اور میل نہیں ہوتی۔

الٰہی ہمارے دلوں کو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرما:

اور اے رب العالمین ہمارے دلوں کو ایمان پر ثابت رکھیو: آمین

زبان کیسے روزہ رکھتی ہے؟

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وآلہ وصحبہ وبعد:

زبان کا خاص روزہ ہوتا ہے اسے وہ لوگ جانتے ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں زبان کا روزہ دائمی ہوتا ہے وہ رمضان میں بھی ہوتا ہے اور غیر رمضان میں بھی، لیکن رمضان میں زبان زیادہ مہذب اور مؤدب ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا

((کُفَّ عَلَیْكَ هذا وَاَشَارَ اِلَی لِسَانِهِ، فَقَالَ مَعَاذٌ أَوَ اِنَّا لَمُوَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمَ بِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ﷺ، ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسُ فِي النَّار عَلَى وَجُوْهِهِم اِلَّا حَصَائِدَ اَلْسِنَتِهُمْ))[1]

"اس کو روکے رکھو اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو جہنم میں ان کی زبانوں کی کتر بیونت ہی تو انہیں منہ کے بل گرائے گی۔"

زبان کا نقصان بہت بڑا ہے۔ اس کا خطرہ بھی بہت بڑا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

[1] سنن الترمذی۔ کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة (۲۶۱۶) مسند احمد ۵/ ۲۳۱ سنن ابن ماجه۔ کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة (۳۹۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی زبان کو پکڑ کر رویا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے

((هذا اوردنی، الموارد))[1]

''اس نے مجھے گھاٹوں میں اتارا۔''

زبان ایک اژدھا ہے جو نوچتا ہے اور ایک آگ ہے جو شعلے اگلتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی زبان سے کہا کرتے تھے

((يَا لِسَانُ قُلْ خَيراً تَغْنَمُ أَوْ اُسْكُتْ عَنْ شَرٍّ تَسْلَمْ رَحِمَ اللّٰهُ مُسْلِمًا حَبَسَ لِسَانَهُ عَنِ الْخَنَا، وَقَيَّدَهُ عَنِ الْغِيْبَةِ، وَمَنَعَهُ مِنَ اللَّغْوِ-وَحَبَسَهُ عَنِ الْحَرَامِ))[2]

''اے زبان بہتر بات کر تو غنیمت میں رہے گی یا خاموش رہ تو اچھی رہے گی اللہ ایسے مسلمان پر رحم کرے جس نے اپنی زبان کو بے ہودگی، غیبت لغو اور حرام سے روکے رکھا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

''وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا۔ مگر اس کے پاس ایک تیار نگران موجود ہوتا ہے۔''

یاد رہے کہ ہر لفظ محفوظ رہتا ہے اور ہر بات کا حساب ہوگا۔

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ [حم السجدہ-۴۶]

''آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((من يضمن لِي مَا بَيْنَ لحييهِ وَمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ، اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ))[3]

''جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں رانوں کے درمیان جو ہے

---

[1] كتاب الصمت (۱۳، ۱۹)

[2] کتاب الصمت (۴۵) اس کی سند کمزور ہے۔

[3] صحيح البخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب حفظ اللسان (۶۴۷۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یعنی زبان اور شرم گاہ کی۔''

جب سلف صالحین نے کتاب وسنت کے ادب کو اپنایا تو انہوں نے اپنے الفاظ کو تولا اپنی باتوں کا احترام ملحوظ خاطر رکھا' ان کا بولنا ذکر الٰہی' ان کا دیکھنا نصیحت آموز اور ان کا خاموش رہنا غور وفکر پر مشتمل ہوتا ہے۔

جب نیک لوگ اللہ کی ملاقات سے خوف زدہ ہوتے تو انہوں نے اپنی زبانوں کو ذکر اور شکر میں مشغول کر دیا۔ اور انہیں ہر قسم کی بے ہودہ گوئی سے روکے رکھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

((وَاللّٰہِ مَا فِی الْاَرْضِ اَحَقُّ بِطُوْلِ حَبسٍ مِنْ لِسَانِہٖ))[1]

''اللہ کی قسم! روئے زمین پر زبانوں کو قابو میں رکھنے سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔''

نیک لوگ جب بولنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

وہ بھلا روزے والا کیسے ہوسکتا ہے جو اپنی زبان کی لگام کو آزاد چھوڑ دے؟۔

وہ بھلا روزے دار کیسے ہوسکتا ہے جس کی زبان اس سے کھیلے اور اسے دھوکا دے؟

وہ روزے دار کیسے ہوسکتا ہے جو جھوٹ بولے اور چغلی کرے۔؟

وہ روزے دار کیسے ہوسکتا ہے جو کثرت سے گالی گلوچ نکالتا ہے اور حساب کے دن کو بھول جاتا ہے؟

وہ روزے دار کیسے ہوسکتا ہے جو جھوٹی گواہی دیتا ہے اور مسلمانوں سے شر کو روکتا نہیں۔؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ))[2]

---

[1] کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۲۳)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الایمان' باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (۱۰)
صحیح مسلم۔ کتاب الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل (۶۵/ ۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔''

اسلام تو عمل اور تطبیق' ایک خاص طریق کار اور اطاعت' ایک راستے اور احکامات الٰہیہ کو ماننے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ﴾

[بنی اسرائیل:۵۳]

''میرے بندوں سے کہیے کہ وہ کہیں جو بہتر ہو کیونکہ شیطان لوگوں میں فساد ڈلواتا ہے۔''

خوب تر بات وہ ہوگی جس میں ایسے الفاظ استعمال ہوں جو نہایت خوبصورت ادب سے آراستہ' جو کسی شخص کو ناگوار نہ گزریں اور نہ ان سے کسی مسلمان کی عزت پامال ہو اور نہ ہی ان سے کسی مومن کی عزت پر کوئی حرف آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ اَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ [الحجرات:۱۲]

''تم میں سے کوئی بھی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' تم اس کام کو ناپسند کرتے ہو۔''

کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جو اپنی زبان کی خرابی کی وجہ سے اپنا روزہ خراب کر بیٹھتے ہیں۔

روزے کا مقصد یہ نہیں کہ بھوکا اور پیاسا رہا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی زبان مہذب اور مؤدب بن جائے اگر زبان کو قابو میں نہ رکھا جائے تو اس میں دس سے بھی زیادہ بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

زبان کی بیماریاں اور عیب یہ ہیں:

جھوٹ' غیبت' کانا پھونسی' بدکلامی' گالی گلوچ' فحش گوئی' جھوٹی گواہی' لعن طعن اور ٹھٹھا مذاق وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسا اوقات بات کرنے والا کوئی ایسی بات کر بیٹھتا ہے جو اسے سیدھا جہنم رسید کر دیتی ہے کوئی ایسی باگ ڈور لگا یا نکیل ایسی نہیں ملتی جو اسے جہنم سے روک سکے۔ زبان خیر و بھلائی کا راستہ بھی ہے اور شر کا راستہ بھی۔

جس نے اپنی زبان کو ذکر الٰہی' استغفار' حمد و ثناء' تسبیح' شکر گزاری اور توبہ میں استعمال کیا اسے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور نصیب ہو' اور جس نے اپنی زبان کو دوسروں کی عزت پامال کرنے' اوروں کو چڑ کے لگانے اور دوسروں کی عیب جوئی کرنے میں استعمال کیا وہ خائب و خاسر ہوا۔

اے روزے دارو اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی سے تر رکھو' انہیں تقوی سے مہذب بناؤ اور گناہوں سے پاک رکھو۔

الٰہی ہمیں سچی زبانیں' سلیم دل اور اچھے اخلاق سے آراستہ کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔

آنکھ روزہ کیسے رکھتی ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

آنکھ کا بھی روزہ ہوتا ہے

آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ وہ حرام کی طرف نہ دیکھے' بے حیائی سے چشم پوشی اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ اشیاء کو نہ دیکھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ [النور:۳۱:۳۰]

''اے نبی مومن مردوں سے کہیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزہ ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا کریں۔اور اپنی ناموس کی حفاظت کریں۔"

آنکھ دل کا راستہ اور روح کا دروازہ ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

((غُضَّ بَصَرَكَ))[1]

"اپنی نگاہ کو نیچا رکھو۔"

جو اپنی نظر کو قابو میں نہیں رکھتا اسے چار مصیبتیں گھیر لیتی ہیں

① جس کی نظر قابو میں نہیں ہوتی اس کا دل ہر وادی میں گھومتا ہے اسے قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے دلجمعی نصیب ہوتی ہے وہ نگاہ کی آوارگی کی وجہ سے پریشان حال درماندہ اور شاکی ہی رہتا ہے۔

② نگاہ جس چیز کو للچائی ہوئے انداز میں دیکھتی ہے اس کو نہ پانے کی صورت میں اسے بڑی حسرت اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بے چینی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

③ نگاہ کی آزادی کی وجہ سے عبادت اور اطاعت کی حلاوت جاتی رہتی ہے۔ایمان و یقین کا ذوق اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اپنی نگاہ کو نیچا رکھے۔

④ نظر جب بے حیائی کو دیکھتی ہے اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر پڑتی ہے کسی کی عزت کے درپے ہوتی ہے تو ایسی نظر اپنی روحانی قوت کو ضائع کر بیٹھتی ہے۔

((لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِ الۡعَظِيۡمِ))

ایک سلف صالح کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حرام کی طرف دیکھا تو اس کی سزا مجھے اس صورت میں ملی کہ میں چالیس سال کے بعد قرآن کریم بھول گیا۔

اور جو شخص حرام سے اپنی نگاہ کو بچاتا ہے اسے ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے۔آنکھ کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ آنکھ ایک ایسا تیر ہے جب اسے چھوڑا جائے تو

---

[1] سنن الکبری للنسائی۔ باب نظرة الفجاۃ (۹۱۸۹) عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ..... صحیح مسلم۔ کتاب الاسلام باب نظر الفجاۃ (۴۱۵۹۴۵) عن جدید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شکار کر لیتا ہے جب اسے مطیع بنایا جائے تو مطیع ہو جاتی ہے اور جب اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو دل میں فساد برپا کر دیتی ہے۔

آنکھ کے بارے میں لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تو اس کی رسی کو ڈھیلا چھوڑ دے گا تو یہ تجھے ہلاک کر دے گی۔ اور جب تو اس کی قید کو آزاد کر دے گا تو یہ تجھے عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ شاہ کرمانی کہتے ہیں

کہ جس نے اپنی نگاہ کو حرام سے نیچے رکھا اپنے باطن کو تقوی سے آباد کیا اور اپنے ظاہر کو سنت کے تابع کیا اس کی فراست کبھی اس سے خطا نہیں کرتی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ [سورۃ الحجر:۷۵]

"بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو صاحب فراست ہیں۔"

جو لوگ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھتے ہیں اللہ انہیں ایمانی فراست عطا کرتا ہے۔

آنکھ کو قابو میں رکھنے اور نگاہ کو نیچے رکھنے سے پانچ سرفرازیاں اور کرامتیں نصیب ہوتی ہیں

① نگاہ نیچی رکھنے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت نصیب ہوتی ہے اور دنیا و آخرت میں نعمت اور عزت نصیب ہوتی ہے۔

② نگاہ نیچی رکھنے سے دل کو اطمینان سکون اور خوشی نصیب ہوتی ہے۔

③ نگاہ نیچی رکھنے سے انسان فتنوں سے دور رہتا ہے اور وہ مصائب اور گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

④ نگاہ نیچی رکھنے سے انسان کو علم معرفت' توفیق اور تقویٰ کی خوبی نصیب ہوتی ہے۔

⑤ عارفین اور صادقین کے دلوں کو نگاہ نیچی رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے نور سے روشن کر دیتا ہے۔ جب رمضان آتا ہے تو آنکھ سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے روزہ رکھ لے۔ بھوک آنکھ کی خرمستی کو توڑتی ہے۔ اور اس کی پیش قدمی کو روکتی ہے۔ بھوک آنکھ کی شہوت کو کمزور کرتی ہے اور آنکھ کی حرارت کو بجھاتی ہے۔

بعض لوگ ایسے ہیں جن کے پیٹ بھوکے پیاسے ہوتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں حرام وادیوں میں چرتی پھرتی ہیں۔ ایسے روزے دار روزے کی حقیقت کو نہیں جانتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے بندو! حرام سے ہماری آنکھوں کو روزہ رکھ لینا چاہئے جس طرح ہم کھانے پینے سے روزہ رکھتے ہیں شاید کہ ہمارے دل درست ہو جائیں اور ہماری روحیں راحت محسوس کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ○ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا﴾ [سورۃ الدھر:۱۲:۱۳]

''وہ جنت میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے۔ وہاں نہ دھوپ دیکھیں گے نہ سردی کی شدت۔''

سلامتی ہو اس شخص پر جس کی آنکھوں نے اپنے رب کی رضا کی خاطر روزہ رکھا اللہ کی رحمت ہو ان پر اور برکتیں ہوں۔

کان کیسے روزہ رکھتا ہے؟

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

[بنی اسرائیل:۳۶]

''کیونکہ اس بات کے متعلق کان' آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا۔''

کان جو کچھ سنتا ہے اس کے بارے میں اپنے اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ نیک لوگوں کا یہ طرز عمل ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ سنتے ہیں ان میں سے اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ ندامت و شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے جس کے کان ہدایت سے روگردانی کرتے ہیں اور حق بات سننے سے بند ہو جاتے ہیں۔

کان بھی روزہ رکھتا ہے اور اس کا روزہ یہ ہے کہ وہ گانے بجانے فحش کلامی اور بے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہودہ گوئی کو نہ سنے' نیک لوگ رمضان اور غیر رمضان میں ایسی باتیں بالکل نہیں سنتے جن سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ناراض ہو۔اور یہ ان کے کانوں کا روزہ ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنے جسمانی اعضاء کو بے کار بنائے رکھتے ہیں جو اعضاء اللہ تعالیٰ نے انہیں دے کر احسان عظیم کیا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَ لَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَ لَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾ [الاعراف:۱۷۹]

''بہت سے ایسے جن اور انسان ہیں جنہیں ہم نے جہنم کے لیے ہی پیدا کیا ہے ان کے دل تو ہیں مگر ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ایسے لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہوئے۔اویہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہاں ان کے کان تو ہوتے ہیں لیکن ان سے نصیحت کی باتیں نہیں سنتے' سنتے ہیں لیکن سمجھتے کچھ نہیں۔بہت سے لوگ ایسے ہیں جو جانوروں کی طرح سنتے ہیں لیکن سننے سے کوئی نصیحت اور عبرت نہیں پکڑتے اور نہ ہی کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ [الفرقان:۴۴]

''یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔''

بعض لوگ ایسے ہیں جن کے کان حرام نغموں اور گناہوں کی باتوں سے بھرے رہتے ہیں اور قرآن کریم' شرعی احکام اور احادیث نبویہ ﷺ کے سننے سے محروم رہتے ہیں۔ قرآن کریم سننے سے ایمان' ہدایت' نور اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔قرآن کریم سننے سے دل حکمت' سکینت' انس اور اطمینان سے معمور ہو جاتا ہے۔قرآن کریم سننے سے دل غلط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساسات' خطرناک وسوسوں اور گنہگار دھڑکنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کان کی غذا مفید علم' اچھی نصیحت' ادب معارف کے موتی اور اچھی اچھی باتیں ہیں۔

ابوحاتم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ میں ایک گھر کے پاس سے گزر ہوا۔ اس میں ایک بڑھیا ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ آیت بار بار پڑھ رہی تھی اور زاروقطار رو رہی تھی آپ غور سے سن کر آہستہ یہ جواب دے رہے تھے۔

((نَعَمْ اَتَانِي نَعَمْ اَتَانِي))[1]

''ہاں میرے پاس آیا' ہاں میرے پاس آیا۔''

اللہ تعالیٰ اس قوم کی تعریف کرتے ہیں جو عمدہ طریقے اور غور سے بات کو سنتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ﴾ [المائدہ:۸۳]

''اور جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے جب اسے سنتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں اسی لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے ہیں۔''

یہ لوگ بڑا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ان کا سننا بھی بہت خوب ہوتا ہے۔ روزے داروں کے کان اچھی باتیں سننے کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اور کھلنڈروں کے کان باطل باتوں کو سننے کی طرف راغب ہوتے ہیں جب کسی مسلمان کا کان گناہ کی بات سننے کی اجازت دیتا ہے تو خانہ دل برباد ہو جاتا ہے' ارادے کا محل مسمار ہو جاتا ہے اور معارف کا گلشن اجڑ جاتا ہے۔ ان دو گروہوں اور فریقین کی طرف دیکھئے جن کا اللہ تعالیٰ وصف بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ ۱۰/ ۳۴۲۰ (۱۹۲۵۱) میں یہ روایت اختصار کے ساتھ ہے اس کی سند میں ابوبکر بن عیاش راوی کا حافظہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾

[سورۃ توبہ:۱۲۵:۱۲۴]

''اور جب کوئی نئی چیز نازل ہوتی ہے تو منافقوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کسی کے ایمان میں اضافہ کیا جن کے اعمال میں اضافہ کیا ہے اور (اس سورت کے نزول پر) خوش ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے تو اس سورت نے ان کی پہلی ناپا کی پر مزید اضافہ کر دیا ہے اور وہ مرتے دم تک کافر ہی رہے۔''

حق کا سننا دل کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے اور باطل کا سننا دل میں جھوٹے نشانات چھوڑتا ہے۔ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سننے کی نعمت میسر آنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اوا سے اپنے رب کی رضا کے لئے استعمال کرے۔ اوزیادہ سے زیادہ قرآن کریم' علمی درس مفید لیکچر اور حکمت ودانائی کی باتیں اپنے کانوں سے سنے۔

اور وہ اپنے کانوں کو گناہ کی باتوں اور فحش کلام سے بچائے اور اس پر اس بات کو سننے سے اجتناب کرے جو اسے اللہ کی راہ سے روکتی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ [الفرقان:۷۲]

''جب کسی لغو کام پر گزر ہو تو وقار سے گزر جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ﴾ [القصص:۵۵]

''اور جب کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کرتے ہیں او کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال تم پر سلام ہم جاہلوں سے تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جو اچھی باتوں کو سن کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

پیٹ کس طرح روزہ رکھتا ہے؟

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

کھانا حلال ہو یا حرام اس کا انسانی زندگی اور اخلاقیات پر گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ [المومنون:۵۱]

''رسولوں کی جماعت! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ ارشاد فرمایا

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ [البقرہ:۱۸۲]

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہو تو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں وہی کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔''

پاکیزہ کھانے وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے حلال قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ [الاعراف:۱۵۷]

''ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کردیا اور گندی چیزوں کو حرام۔''

پیٹ کا روزہ یہ ہے کہ وہ حرام کھانے سے اجتناب کرے اور اسی طرح زیادہ کھانے سے پرہیز کرے نیز ماہِ رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے سے اجتناب کرے اور اسی طرح حرام کھانے سے روزہ افطار کرنے سے اجتناب کرے اور نہ ہی سود کھائے اس لئے کہ سود کھانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ [آل عمران:۱۳۰]

''اے ایمان والو! دگنا چوگنا کر کے سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [سورۃ البقرۃ:۲۷۵]

''حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ اٰكِلَ الرِّبٰو وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ))[1]

سود خور خود اپنی ہنسی اڑاتا ہے، اپنے پیٹ کو حرام سے بھرتا ہے، اور اپنے رب سے دعا کرتا ہے حالانکہ اس نے قبولیت کا دروازہ اور راستہ بند کر لیا ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے لمبا سفر طے کرنے والے غبار آلود کپڑوں اور پراگندہ بالوں والے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو ہاتھ پھیلائے ((يَارَبِّ يَا رَبِّ)) کہہ رہا ہو

((مَطْعَمُه حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی يُسْتَجَابُ لَهٗ))؟[2]

''اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا، اس کی غذا حرام کی تو اس کی دعا کو کیسے قبول کیا جائے گا۔''؟

یہ شخص کثرت سے عبادت کرتا ہے لیکن اس کا کھانا پینا حرام کا ہے وہ اپنے کھانے پینے میں اپنے اللہ سے نہیں ڈرتا۔ وہ پیٹ روزے دار کیسے ہے جس نے حرام کے مال سے روزہ افطار کیا ہو یا سود، دھوکہ دہی، یتیم کا مال یا کسی سے چھین کر کھایا ہو۔ اللہ کی قسم جب کھانا پینا خراب ہو تو ذوق بھی خراب ہو جاتا ہے۔ خبیث کھانے پینے سے دل سخت ہو جاتے ہیں جب لقمہ حلال ختم ہو جاتا ہے تو نور مٹ جاتا ہے۔

---

[1] مسند احمد ۱/ ۳۹۳ صحیح مسلم (۱۰۵/ ۱۵۹۸) ابن ماجہ (۲۲۷۷)

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الزکاۃ۔ باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها (۵۶/ ۱۰۱۵) سنن الترمذی۔ تفسیر القرآن۔ باب ومن سورة البقرة (۲۹۸۹) مسند احمد ۲/ ۳۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کھانا کھایا جو آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے خادم نے فراہم کیا تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کھانا کہاں سے لائے ہو اس نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں نجومی تھا اور اس سے میں نے یہ کمائی کی تھی جس سے کھانا تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

آپ نے یہ سنتے ہی منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی اور سارا کھایا ہوا کھانا نکال دیا۔[1] اللہ آپ سے راضی ہو آپ نے بروقت کیسا مستحسن اقدام کیا۔

پیٹ میں جو لقمہ رہ جاتا ہے اس کا اثر گوشت اور خون میں ہوتا ہے جو انسانی جسم حرام سے پروان چڑھے جہنم کی آگ اس کیلئے زیادہ مناسب ہے۔

سلف صالحین اس کو اچھی طرح پہچانتے تھے کہ وہ کن ذرائع سے کھاتے ہیں ان کے ذوق صاف ستھرے' ان کے جسم صحت مند اور ان کے دل چمک دار تھے۔ جونہی بعد میں آنے والوں کا کھانا پینا خراب ہوا تو ان کے دلوں میں ہدایت کے نشانات مٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اَكَلَ عَبْدٌ طَعَامًا خَيْرًا مِنْ اَنْ يَأْكُلَ مِنْ كَسْبِ يَدِهٖ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ طَعَامِ يَدِهٖ))[2]

سیدنا زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام لوہار تھے۔ سیدنا محمد اور دیگر انبیاء علیہم السلام بکریاں چرایا کرتے تھے۔

اسلام کمائی کرنے اور رزق کی تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے' لیکن اس کی تلاش شرعی طریقے سے ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ﴾ [سورۃ الانعام:۱۵۲]

''نیز یہ کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو (اس کے حق میں) بہتر ہو۔''

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ باب ایام الجاھلیة (۳۸۴۲)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب البیوع۔ باب کسب الرجل وعملہ بیدہ (۲۰۷۲۔۲۰۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰]

''جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں وہ در حقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں عنقریب وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [البقرۃ: ۱۸۸]

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ ہی ایسے مقدمات اس غرض سے حکام تک لے جاؤ کہ تم دوسرے کے مال کا حصہ ناحق طور پر ہضم کر جاؤ۔ حالانکہ حقیقت حال تمہیں معلوم ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرۃ: ۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ یوں کھڑے ہوں گے جیسے شیطان نے کسی شخص کو لپٹ کر اسے مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي))[1]

''رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔''

اللہ سبحانہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [المائدۃ: ۶۲]

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب القضاء باب فی کراهية الرشوة (۳۵۸۰) سنن الترمذی الاحکام۔ باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم (۱۳۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ گناہ اور زیادتی کے کاموں اور حرام خوری میں تگ ودو کرتے پھرتے ہیں جو کام یہ کر رہے ہیں بہت برے ہیں۔''

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ ''صید الخاطر'' میں بیان کرتے ہیں کہ ''انہوں نے ایک دفعہ مشتبہ کھانا کھالیا جس کا ان کے دل پر منفی اثر ہوا۔ کافی دیر تک دل پر تاریکی چھائی رہی۔'' دراصل ان لوگوں کے دل پاکیزہ تھے جس کی وجہ سے معمولی تبدیلی انہیں محسوس ہونے لگتی' لیکن آج کل بہت سے لوگ جتنا چاہتے ہیں حرام کھاتے ہیں' لیکن وہ اپنے دل میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی محسوس نہیں کرتے۔

بعض لوگ شراب اور مختلف قسم کی نشہ آور چیزیں استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ عبادت کی لذت اور اطاعت کی مٹھاس سے محروم ہو جاتے ہیں ان کی زندگی گدلی ہو جاتی ہے وہ سعادت سے محروم ہو جاتے ہیں اور قبولیت کی گھڑی سے بھی وہ لوگ محروم ہو جاتے ہیں۔

اے روزے دار پیٹ کے روزے کا خیال رکھ جس نے پیٹ کے روزے کا خیال نہ رکھا اس کا کوئی روزہ نہیں۔

کیا حرام اشیاء سے روزہ رکھنے والا جنت میں داخل ہو سکے گا؟

الٰہی! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جو شریعت کی حرام کردہ چیزوں کو حرام جانتے ہیں اور حلال کردہ چیزوں کو حلال جانتے ہیں۔

جن خطاؤں کا روزے دار ارتکاب کرتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ کے دین کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے روزے دار اپنے روزوں میں غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ روزے داروں میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ کس چیز سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' کون سی چیز روزے کو خراب یا مجروح کر دیتی ہے۔ روزے کے لئے کیا مسنون ہے اور کیا جائز؟ کیا واجب ہے اور کیا حرام؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ يُرِدِ اللّٰه به خيرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))[1]

''اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔''

جو شخص دین میں سمجھ بوجھ نہیں رکھتا اور اپنے دینی معاملات کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خیر و بھلائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [الانبیاء:۷]

''لہٰذا اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔''

اہل الذکر سے مراد علماء ہیں۔

وہ مسلمان جو اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جن دینی مسائل کا اسے علم نہیں ان کے بارے میں دریافت کرے۔ علم تلاش کرے اور دین کے بارے میں اس کے دل میں لالچ ہو۔

بعض روزے دار ایسے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جن سے ان کے روزے اور راتوں کا قیام ضائع ہو جاتا ہے۔ ان گناہوں میں سے ایک گناہ غیبت کا ہے اس کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے یہ باب ''زبان کیسے روزہ رکھتی ہے؟''

اور ان بڑے گناہوں میں چغل خوری، فحش کلامی، ٹھٹھا مخول اور لعن طعن وغیرہ آتا ہے۔ یہ سب گناہ زبان کے ہیں۔ یہ بھی غلطی ہے کہ رمضان میں سحری اور افطاری کے وقت دستر خوانوں پر طرح طرح کے کثیر تعداد کھانے اور مشروبات رکھ دیئے جائیں ان میں سے تھوڑا کھا کر باقی کو باہر پھینک دیا جائے یہ طرز عمل اسلامی ہدایت کے برعکس ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ [الاعراف:۳۱]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب العلم۔ باب من یرد اللہ به خیرا یفقه فی الدین (۷۱)
صحیح مسلم۔ کتاب الزکاۃ باب النهی علی المسالۃ (۹۸/ ۱۰۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

جو انسانی ضرورت سے زائد ہو وہ اسراف کے زمرے میں آتا ہے یہ مذموم عمل ہے روزے داروں کا رب اس سے راضی نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے زمرے میں درج ہوگا۔

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل:۲۷]

''اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا ولم يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾

''اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔'' [الفرقان:٦٧]

رمضان میں بازار خریداروں سے بھر جاتے ہیں' ہر کوئی اتنی کھانے پینے کی چیزیں اٹھائے نظر آتا ہے جو دسیوں خاندانوں کے لئے کافی ہو۔ حالانکہ معاشرے میں ایسے خاندان بھی ہیں جو بھوک سے مر رہے ہوتے ہیں۔ انہیں روٹی کا ٹکڑا میسر نہیں ہوتا۔ وہ چٹیل میدان میں مٹی پر سوتے ہیں' زمین ان کا بچھونا ہوتی ہے اور آسمان ان کا اوڑھنا ہوتا ہے اور یہاں ایسے خاندان بھی پائے جاتے ہیں جو بے جا اسراف کرتے نظر آتے ہیں۔

روزوں کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ کم غذا کی وجہ سے معدے کا فاسد مواد خارج ہو جائے اور وہ اپنے مقصد کو کیسے پورا کر سکتا ہے جو کھانے پینے میں اسراف سے کام لیتا ہے۔

بہت سے روزے دار ایسے بھی ہوتے ہیں جو سارا دن سوئے رہتے ہیں گویا کہ انہوں نے روزہ رکھا ہی نہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نماز کے وقت بیدار ہوتے ہیں نماز سے فارغ ہو کر پھر سو جاتے ہیں۔ اپنا پورا دن غفلت میں گزار دیتے ہیں اور پوری رات جاگتے رہتے ہیں۔ روزے کی حکمت یہ ہے کہ روزے دار اللہ کی رضا کے لئے بھوک کی لذت محسوس کرے لیکن جو سارا دن سویا رہے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بھوک پیاس کی لذت اور ذائقہ بھلا کیسے محسوس ہوگا؟ بعض روزے دار ایسے بھی ہیں جو ایسی کھیلیں کھیلتے ہیں جن پر کم از کم کراہت کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ اور وہ اپنا وقت غیر مفید کھیلوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ﴾ [المومنون:۱۱۵]

''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے ہاں نہیں لوٹو گے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾

[الانعام:۷۰]

''اور لوگوں کو چھوڑ یے جنہوں نے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔''

بعض روزے دار ایسے بھی ہیں جو رات بھر کھیل کود میں جاگ کر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں اور انہیں پوری رات میں دو رکعت نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ملتی۔

بعض روزے دار معمولی سبب کی وجہ سے نماز با جماعت سے پیچھے رہ جاتے ہیں یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے یہ نفاق کی علامت ہے یہ صورت حال دل کے مرض اور روح کی موت کی نشاندہی کرتی ہے۔

بعض ایسے روزے دار ہیں کہ ان کے اور قرآن کے درمیان کوئی رشتہ دیکھائی نہیں دیتا۔ وہ پڑھتے تو بہت ہیں لیکن وہ قرآن نہیں پڑھتے' کتاب الٰہی کے علاوہ دیگر کتابوں کے مطالعے میں مشغول رہتے ہیں۔

بعض روزے دار ایسے ہیں جو اس عظیم مہینے میں صدقہ وخیرات نہیں کرتے اور نہ ہی دیگر روزے داروں کے روزے افطار کرانے کے لئے اپنا دستر خوان بچھاتے ہیں۔ انکا دروازہ بند رہتا ہے اور ان کی ہتھیلی کنجوس رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ﴾ [النحل:۹۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہ جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ﴾ [المزمل:۲۰]

"اور جو کچھ بھی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں سے اس مال میں پاؤ گے کہ وہ اصل عمل سے بہتر ہے۔"

بعض روزے دار ایسے ہیں جو سستی کی وجہ سے نماز تراویح چھوڑ دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے فرض نماز ہی کافی ہے۔

وہ دنیا کے معاملے میں تھوڑی چیز پر اکتفا نہیں کرتے۔ دنیا کے حوالے سے تو ان کا دل چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال ملے۔

اور بعض روزے دار ایسے بھی ہیں جو اہل خانہ کو طرح طرح کے کھانے بنانے میں مصروف رکھتے ہیں یہاں تک کہ انہیں قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا موقع بھی نہیں ملتا۔ وہ ذکر الٰہی بھی نہیں کر سکتے۔ عبادت کے لئے بھی ان کے پاس وقت نہیں ہوتا اگر ضروری چیزوں کی تیاری پر اکتفا کیا جائے تو اہل خانہ کو اللہ کی اطاعت بجالانے کے لئے کافی وقت مل جائے۔

الٰہی ہمیں زیادہ دے ہمیں کم نہ دے۔ ہمیں عطا کر اور ہمیں محروم نہ رکھ، ہمیں عزت دے اور ہمیں ذلیل نہ کر، ہم پر اپنا فضل و کرم کر اور ہمیں معاف کر دے۔ [آمین یارب العالمین]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۱

رمضان نعمتوں کی برسات

رمضان میں ہماری یادیں

الحمد لله والصلوة والسلام علی رسول الله وآله وصحبه وبعد:
ہماری سب سے خوبصورت یادداشت یہ ہے کہ ہم مسلمان رمضان کا مہینہ گزار رہے ہیں۔ ہماری عظیم کتاب قرآن حکیم ماہ رمضان میں نازل ہوئی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ﴾ [البقرۃ:۱۸۵]

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے واضح دلائل ہیں۔“

ہماری کتاب رمضان میں نازل ہوئی اس کی یادیں سب سے میٹھی اور رس بھری یادیں ہیں۔ اس کے دن زمانے میں ہمیشہ کے لئے ہیں۔

قرآن کریم ناخواندہ امت پر نازل ہوا تا کہ اسے اللہ کے حکم سے تاریکیوں سے نور کی طرف نکالے۔ جب بھی رمضان آتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم یاد آجاتا ہے کہ اس نے قرآن مجید اپنے رسول مقبول علیہ السلام پر نازل کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ [طٰہٰ:۴۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جس میں باطل نہ آگے سے راہ پا سکتا ہے نہ پیچھے سے یہ حکمت اور لائق ستائش اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔‘‘

رمضان میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حکم سے باطل اور کفر پر غزوہ بدر کے دوران غلبہ پایا۔

رمضان میں ہمارے رسول کریم ﷺ مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار پر غلبہ پایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

[سورۃ آل عمران:۱۲۳]

’’اور اس سے پہلے اللہ نے جنگ بدر میں اس وقت تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔‘‘

رمضان میں اسلام نے کفر پر غلبہ پایا۔ رمضان میں ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ‘‘ کا پرچم بلند ہوا اور رمضان میں الحادمنہ کے بل گرا جس دن دو جتھوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جنگ بدر سترہ رمضان کو لڑی گئی۔ جب بھی یہ دن آتا ہے تو ہمیں جنگ بدر یاد آجاتی ہے۔ رمضان ہی میں جنگ فتح ہوئی جس میں مکہ فتح ہوا۔ جس کے متعلق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ [سورۃ الفتح:۱]

’’اے نبی! ہم نے آپ ﷺ کو واضح فتح عطا کر دی۔‘‘

رمضان میں ہی رسول ﷺ نے قرآن کریم کے ذریعے دلوں کو فتح کیا۔ رمضان ہی میں توحید کے ذریعے مکہ فتح کیا۔ دو فتوحات اکٹھی ہوئیں۔ ایمان کو غلبہ حاصل ہوا۔ قرآن کی شان بلند ہوئی۔ رحمان کا گروہ کامیاب ٹھہرا مسلمانوں کے بڑے بڑے معرکے رمضان میں بپا ہوئے۔ اور رمضان میں مسلمانوں کو بڑے سدابہار غلبے حاصل ہوئے۔

رمضان کے حوالے سے ہماری ایک یادداشت یہ ہے کہ اس مہینے میں جبریل علیہ السلام ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرنے کے لئے نازل ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ جس سے آپ ﷺ کا حفظ اور زیادہ مضبوط ہو جاتا تھا آپ قرآن حکیم کی واضح آیات پر مزید غور و تدبر کیا کرتے تھے۔

جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ مل کر قرآن کریم دہراتے' مل کر عمدہ انداز میں تلاوت کرتے۔ اور دونوں مل کر نہایت ہی احسن اور عمدہ انداز میں عبادت کا فریضہ سرانجام دیتے۔

رمضان کے حوالے سے ہماری ایک یادداشت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز تراویح کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ایک امام کے پیچھے بڑے خضوع و خشوع سے نماز ادا کرتے' قرآن کریم کو سن کر روتے اور اس کی آیات پر غور و تدبر کرتے' رات کی طوالت کو اپنے قیام کے ذریعے مختصر کرتے۔ عبادت میں انہیں پتہ ہی نہ چلتا کہ اتنی لمبی رات اتنی جلدی گزر گئی۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بچشم تصور اس حالت میں دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ ان کے دلوں میں خشوع ہے۔ اور وہ قیام' رکوع اور سجود کی حالت میں ہیں۔ ہم بچشم تصور انہیں اس حالت میں دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آہ و بکا کر رہے اور رب ارض و سما کے حضور گڑگڑا رہے ہیں۔

ہم انہیں بچشم تصور اس حالت میں دیکھتے ہیں کہ ان کے دل کانپ رہے ہیں ان کے جسم کانپ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ رمضان کے حوالے سے ہماری ایک یادداشت یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

اور رمضان کے حوالے سے سب سے میٹھی ہماری یادداشت یہ ہوتی ہے کہ ہر مومن محسوس کرتا ہے کہ رمضان میں اس پر رحمت کی جاتی ہے اور اس پر شیطان کا وار اس مبارک مہینے میں نہیں چلتا۔

پھر رمضان کے حوالے سے ہماری ایک یادداشت یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر روزے دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔

(۱) ایک خوشی افطاری کے وقت اور (۲) دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی۔

جب یہ مبارک مہینہ آتا ہے ہماری خوشی' مسرت اور شادمانی میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ مبارک مہینہ ہمارے گزشتہ پورے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

رمضان فقراء ومساکین کا مہینہ ہے کیونکہ اس میں مالدار مسلمان دل کھول کر سخاوت کرتے ہیں۔ اور فقراء ومساکین کی مدد کرتے ہیں اور بہت سے مالدار مسلمان تو اس مہینے میں خوب سخاوت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ، یَدْخُلُ مِنْہُ الصَّائِمُوْنَ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَا یَدْخُلُ مِنْہُ غَیْرُھُمْ))[1]

''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے سیرابی دروازہ کہتے ہیں اس سے روزے دار داخل ہوں گے جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا اور ان کے علاوہ کوئی اس سے داخل نہ ہو سکے گا۔''

رمضان میں باب الریّان کا عباد الرحمان کے نزدیک بڑا مقام ومرتبہ ہوتا ہے۔

الٰہی! رمضان کو ہم پر بار بار لٹا۔

الٰہی! یہ مبارک مہینہ ہماری زندگی میں کئی سال تک آتا رہے۔

الٰہی! ہمیں اس میں نیکی اور توبہ کی توفیق عطا فرما۔

آمین یارب العالمین

رمضان توبہ کا راستہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَعْدُ:

سب سے بڑی بات جو مسلمان کو رمضان کے مہینے میں میسر آتی ہے وہ اس کا اپنے رب کی طرف رجوع کرنا، توبہ کرنا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے تیرے رب کی رحمت جاری ہے۔ اس کا فضل وکرم صبح وشام سایہ فگن ہوتا ہے۔ لیکن توبہ اور استغفار کرنے والا کہاں ہے؟

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم، باب الریان للصائم (۱۸۹۶۔ ۳۲۵۷)
صحیح مسلم۔ کتاب الصیام، باب فضل الصیام (۱۶۶/ ۱۱۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [سورۃ الزمر:۵۳]

''آپ لوگوں سے کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا' اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔''

یہ مہینہ توبہ' مغفرت' سخاوت اور درگزر کرنے کا موسم ہے اور یہ گھڑیاں سب سے زیادہ قیمتی اور نفیس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))[1]

''اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گنہگار کی توبہ قبول کر لے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گنہگار کی توبہ قبول کر لے یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو گا۔ (یعنی قیامت آ جائے گی)''

خطائیں تو ہم سے بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ ہماری خطا بلاشبہ بڑی ہوتی ہے لیکن اس کی رحمت اس بھی بڑی ہے۔ ہماری جانب سے پھسلن اور لڑکھڑاہٹ بڑی ہوتی ہے لیکن اس کی مغفرت اس سے بھی بڑی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب التوبة: باب قبول التوبة من الذنوب وان تکررت الذنوب والتوبة (۳۱/ ۲۷۵۹) مسند احمد ۴/ ۳۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''ایسے لوگوں سے جب کوئی بُرا کام ہو جاتا ہے یا وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً انہیں اللہ یاد آ جاتا ہے اور وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں کون ہے اللہ کے سوا جو گناہ معاف کر سکے؟ اور وہ عمداً اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔''

وہ کبھی بھی اصرار نہیں کرتے وہ خطا کرتے ہیں تو اعتراف کر لیتے ہیں' برائی کرتے ہیں تو شرمندہ ہوتے ہیں اور اللہ انہیں معاف کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَغِمَ أنف من أَدْرَكَهُ رَمَضَانُ فَلَمْ يَغْفِرْ لَهُ))[1]

''خاک آلود ہو ناک اس کی جس کو رمضان نے پالیا اور اسے بخشا نہ گیا۔''

رمضان ایک فرحت ہے جو بار بار نہیں ملتی' یہ موقع غنیمت ہے' جو نادر ہی میسر آتا ہے۔ کیا ہے کوئی اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس میں محنت کرنے والا۔؟

گناہ تو سارا سال ہوتے ہی رہتے ہیں اگر ان میں کبائر نہ ہوں تو صدق دل سے رمضان گزارنے کی بنا پر سارے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ سارے سال کی کمی' کوتاہی رمضان میں پوری کر دی جاتی ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُذْنِبُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ' وَاَنَا اَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِيْعًا' فَاسْتَغْفِرُوْنِي اَغْفِرْلَكُمْ))[2]

''اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔''

گناہ کا ارتکاب کرنا ہماری طبیعت میں شامل ہے۔

لیکن ہم میں بعض ایسے ہیں جو توبہ استغفار کر لیتے ہیں اور ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے گناہوں پر ڈٹ جاتے ہیں اور بار بار ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ ہدایت کے راستے کے سراسر منافی ہے۔

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب رغم انف رجل ذکرت عندہ (۳۵۴۵) مسند احمد ۲/ ۲۵۴

[2] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم (۵۵/ ۲۵۷۷) بیہقی ۶/ ۹۳ المستدرك للحاکم ۴/ ۲۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((یَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي اِلَّا غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَاكَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِي))[1]

''اے ابن آدم! تو نے مجھے پکارا' مجھ سے امید رکھی لہٰذا میں نے جو کچھ بھی تجھ سے سرزد ہوا اسے معاف کر دیا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔''

اے روزے دارو! یہ مہینہ ہمارے لئے خالص توبہ کرنے کا سنہری موقع ہے۔ یہ دن ہمارے لئے غنیمت ہیں۔ کیا ہمیں ان فرصت کے لمحات سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے؟

ہمارے ساتھ گزشتہ سال کچھ لوگوں نے روزے رکھے تھے۔ وہ اپنے اللہ سے جا ملے جس کا حکم یہاں چلتا ہے۔ اور وہ بہت تیز حساب لینے والا ہے وہ اپنے اعمال لے کر دنیا سے کوچ کر گئے اور ان کے تذکرے باقی رہ گئے۔

. روزے داروں کے روزے قبول ہونے کی علامتیں یہ ہیں۔

سچی توبہ' دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم' اور پہلے کئے پر اللہ کے حضور ندامت۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [سورۃ الشوریٰ:۲۵]

''وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ))[2]

''قسم ہے مجھے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم نے گناہ نہ کیے تو

---

[1] سنن الترمذی۔ الدعوات' (۳۵۴۰) مسند احمد ۵/ ۱۷۲

[2] صحیح مسلم۔ کتاب التوبة' باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة (۱۱/ ۲۷۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تمہیں لے جائے گا اور تمہاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے پھر اللہ سے معافی مانگیں گے تو اللہ انہیں بخش دے گا۔''

اگر کوئی رمضان میں توبہ نہیں کرے گا تو پھر وہ کب توبہ کرے گا؟

جو رمضان میں اللہ کی طرف رجوع نہیں کرے گا تو پھر کب رجوع کرے گا؟

بعض روزے دار ایسے ہیں کہ رمضان میں ان کی دینی حالت بہت بہتر ہوتی ہے جو نہی رمضان گزر جاتا ہے' تو وہ پھر اپنی پرانی حالت کی طرف لوٹ آتے ہیں پھر وہ اپنے پہلے کردار کی طرف لوٹ آتے ہیں اور جو کچھ رمضان میں اصلاح ہو چکی ہوتی ہے وہ اسے برباد کر بیٹھتے ہیں۔ جو رمضان میں جڑ جاتا ہے اسے وہ توڑ بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی عمر بنانے' ڈھانے' توڑنے اور جوڑنے میں گزر جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا﴾[سورۃ النحل :۹۲]

''اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر خود ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔''

بہت سے سلف صالحین ایسے گزرے ہیں کہ جب رمضان ختم ہونے لگتا ہے تو وہ زارو قطار رونا شروع کر دیتے ہیں ان کا یہ رونا رمضان کی جدائی کی وجہ سے ہوتا ہے وہ اس کے کوچ کر جانے پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں' وہ اس کے منتقل ہونے پر ندامت کا اظہار کرتے ہیں یہ اسی لئے ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت درست' دل صاف ستھرے اور ضمیر روشن تھے۔

الٰہی! ہمیں بھی وہی توفیق دے' جو تو اپنے نیک بندوں کو توفیق دیتا ہے اور ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما: آمین یارب العالمین۔

رمضان میں ایمان بڑھتا ہے

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایمان اعمال کے حساب سے بڑھتا اور کم ہوتا ہے اطاعت کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور معصیت کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے۔ نماز پڑھنے سے ایمان بڑھتا ہے اور دنگا فساد کرنے سے کم ہوتا ہے۔ استقامت سے ایمان بڑھتا ہے اور انحراف سے کم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾ [محمد:۱۷]

''اور جنہوں نے ہدایت پائی ہے اللہ انکو زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انہیں تقویٰ عطا کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ﴾ [سورة الفتح:۴]

''تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید ایمان کا اضافہ کر لیں۔''

رمضان میں ایمان اور یقین بڑھتا ہے۔ توحید آشکار ہوتی ہے اس لئے کہ رمضان میں بندے کا اپنے رب سے قرب ہوتا ہے۔

روزہ سب سے بڑا عمل ہے۔ روزے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اس سے بندے اور رب تعالیٰ کے مابین بڑا مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے۔ روزے کی وجہ سے مسلمان بندہ جہنم سے دور ہو جاتا ہے' روزے سے مسلمان کی گناہوں سے جدائی ہو جاتی ہے۔

رمضان کا قیام انسان میں محبت' الفت' اطاعت اور شوق پیدا کرتا ہے اور نفاق سے اسے دور کر دیتا ہے۔ رمضان کا قیام ایمان کے پودے کی آبیاری کرتا ہے یہاں تک کہ ایمان اپنے تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔

اے روزے دارو! ایسے اعمال کو لازم پکڑو جو تمہارے ایمان اور یقین میں اضافے کا باعث بنیں۔

اور وہ اعمال درج ذیل ہیں۔

① خشوع' خضوع اور پوری توجہ سے نماز با جماعت ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا﴾ [سورة النساء:۱۰۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ مومنوں پر صلاۃ (نماز) اس کے مقرر اوقات پر فرض کی گئی ہے۔''

با جماعت نماز ادا کرنے سے نفاق جاتا رہتا ہے۔ اس سے خشیت پیدا ہوتی ہے۔ اور ایسی نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ [سورۃ العنکبوت:۴۵]

''نماز یقیناً بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔''

② قرآن کریم پورے غور و تدبر سے پڑھنا' قرآنی آیات پر غور و خوض کرنا' اس کے زیر سایہ زندگی گزارنا' اس کی صداؤں سے مستفیض ہونا اور اس سے ہدایت طلب کرنا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ [سورۃ ص:۲۹]

''جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور اہل عقل سبق حاصل کریں۔''

③ دل' زبان' اعضائے جسمانی سے ذکر الٰہی میں مصروف رہنا اور ہر دم سبحان اللہ' اللہ اکبر' الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ پڑھتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۵۲]

''بس تم مجھے یاد رکھو' میں تمہیں یاد رکھوں گا۔''

نیز سحری کے وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا اور کثرت سے استغفار کرنا۔

④ نافع علم حاصل کرنا اور دین کی راہ میں خرچ کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ [طٰہٰ:۱۱۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور دعا کیجئے کہ ''اے میرے رب! مجھے مزید علم عطا کر۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ [سورۃ النحل:۴۳]

''لہٰذا اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔''

نیز مجالس ذکر میں شرکت کرنا

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((هم القوم لا يشقى جيلسهم))[1]

''وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بھی بدنصیب نہیں رہتا۔''

دینی علم کا حاصل کرنا ایمان میں اضافے کا باعث بنتا ہے اور اسی طرح توحید کو مضبوطی سے تھام لینا بھی ایمان کے اضافے کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ﴾ [سورۃ محمد:۱۹]

''پس آپ جان لیجئے کہ ''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔''

اس آیت کریمہ میں قول اور عمل سے پہلے علم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

⑤ صدقہ اور سخاوت ایمان میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اس پر پہلے بحث ہو چکی ہے لیکن یہاں دیکھنا یہ ہے کہ صدقہ و خیرات سے ایمان میں بلندی آتی ہے' انسان مہذب ہوتا ہے اور اس کا ٹیڑھا پن جاتا رہتا ہے۔

⑥ قرآنی آیات میں غور و خوض کرنے کائنات کے آثار کا مطالعہ کرنے اور مخلوقات کی صنعت میں غور و خوض کرنے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الدعوات' باب فضل ذكر الله عزوجل (۶۴۰۸) سنن الترمذي۔ الدعوات باب ۱۲۹ (۳۶۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُبْحٰنَكَ فَقِنَا ﴾ [سورۃ آل عمران:۱۹۱]

''اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں سوچ بچار کرتے (اور پکار اٹھتے) ہیں۔ اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا تو پاک ہے پس ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔''

رمضان ایک ایسا سنہرا اور سہانا وقت ہے کہ جس میں غور و فکر والے کا ذہن صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور اس کی فکر میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ عبرت حاصل کرنے والا دل چمک اٹھتا ہے۔

ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خالق کائنات کی صنعت میں غور و تدبر کرے۔ یاد رہے کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے۔ بیمار بھی ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار مر بھی جاتا ہے۔

ایمان درج ذیل صورتوں میں کم ہوتا ہے۔

① کتاب و سنت سے روگردانی' انسان کی ذہنی فکر پر اکتفاء کرنا' لوگوں کے دماغوں کے نچوڑ کو پیش نظر رکھنا اور کمزور و مغلوب کی ایجادات پر متوجہ ہونا ایمان کو ناقص کرتا ہے۔ ظاہر ہے جب کوئی بندہ بہتر کی بجائے کم تر کو ترجیح دینے لگتا ہے تو نقصان اور تباہی و بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

② شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾

[سورۃ المجادلۃ:۱۹]

''یہی لوگ شیطان کی جماعت ہیں۔ سن لو! شیطان کی جماعت کے لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

③ کھیل کود' غفلت' اللہ تعالیٰ کے راستے سے روگردانی' شریعت سے روگردانی کرنے والے۔ اہل باطل کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا' رذائل اور شہوات میں دلچسپی لینا ایمان کو کم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور نہ ہی اس کی اطاعت کریں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔'' [الکہف:۲۸]

④ اعضاء جسمانی کو معاصی میں آزاد چھوڑ دینے' گناہوں میں ملوث ہونے اور اپنے دل کو گناہوں سے سیاہ کر لینے سے بھی ایمان کم ہوتا ہے۔

آنکھ حرام کی طرف دیکھتی ہے' کان فحش گانا سنتے ہیں۔ دل نفسانی خواہشات میں منہ مارتا ہے' ہاتھ ظلم کرتے ہیں' شرمگاہ بے حیائی کا ارتکاب کرتی ہے اور پیٹ حرام کھانے سے بھرتا ہے تو ان تمام حرکات سے ایمان میں کمی واقع ہوتی ہے۔

میرے رب! میں تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔

الٰہی! تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔

روزے دار کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ رمضان میں اس کا ایمان کم ہوا ہے یا زیادہ ہوا ہے۔ اس کے یقین میں اضافہ ہوا ہے یا کمی واقع ہوئی ہے تاکہ وہ اپنے بارے میں اضافے اور نقصان' نفع اور خسارے کو جان سکے۔

الٰہی! ہمارے ایمان' یقین' سمجھ اور توفیق میں اضافہ فرما: آمین یا رب العالمین۔

رمضان میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ

((الحمد للّٰہ' والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

ماہ رمضان میں روزے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا روزے دار کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ اللہ کے ولی اپنے رب سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ [سورۃ المائدۃ:۵۴]

''وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یُحِبُّوْنَہٗ'' کے لفظ سے تو اتنی حیرت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا منعم ہے اس کا فضل وکرم ان پہ سایہ فگن رہتا ہے۔

حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جیسا کہ ''یُحِبُّھُمْ'' سے ثابت ہوتا ہے۔

اللہ انہیں پیدا کرتا ہے' انہیں رزق دیتا ہے' انہیں معاف کرتا ہے' اور پھر ان سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی دس علامتیں ہیں جو ان کاموں کو کرنے لگے اللہ تعالیٰ اس سے حقیقی محبت کرتے ہیں۔

① اللہ کے کلام سے محبت '' جسے اس نے اپنے رسول مقبول علیہ السلام پر وحی کے ذریعے نازل کیا' اس کلام کی تلاوت کا شوق' اس پر غور وتدبر اور اس کے ساتھ انس' اس کی تعلیمات سے دل کی اصلاح' قرآنی علوم کے باغیچوں میں سیاہ رات کے اندھیروں میں جاگ کر اس کی تلاوت کرتے رہنا اور زندگی کے تمام پہلوؤں پر اس کی حکمرانی تسلیم کرنا۔

ان علامتوں کے پیدا ہونے سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

② رسول اللہ ﷺ کی محبت' آپ ﷺ کی اتباع' آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجنا' آپ ﷺ کی عصمت کا اعتقاد اور آپ ﷺ کو اپنے لئے نمونہ بنالینا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا﴾

''(مسلمانو) تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ (کی ذات) بہترین نمونہ ہے جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بغیر کسی ہچکچاہٹ اور تذبذب کے عمل پیرا ہونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ [سورۃ النساء: ۶۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ کے حکم کو تسلیم نہ کریں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کر دیں۔''

ان علامتوں کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں

③ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے غیرت کی بنیاد پر اجتناب، اللہ کی حدود کو پامال کرنے سے اجتناب، شعائر اسلام کی توہین پر طبیعت میں غیظ و غضب کا پیدا ہونا، دین کی اہانت پر دل کا جلنا، اہل بدعت کے کردار پر جز بز ہونا۔

اللہ کی شریعت کی دل، زبان اور ہاتھ سے مدد کرنا، اور اللہ کی شریعت کو اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کے لئے جدوجہد کرنا۔

ان علامتوں کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

④ اللہ کی ولایت کا شرف حاصل ہونے یا ولایت حاصل کرنے کا دل میں لالچ رکھنے سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلا اِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ [سورۃ یونس:۶۲، ۶۳]

''سن لو! جو اللہ کے دوست ہیں انہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ﴾ [سورۃ المآئدۃ:۵۵:۵۶]

''(ایمان والو) تمہارے دوست صرف اللہ، اس کا رسول اور ایمان لانے والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکنے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اور جو شخص اللہ کو اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کو دوست بنالے (وہ یقین رکھے کہ) اللہ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہے گی۔"

⑤ نیکی کا حکم دینا' برائی سے روکنا اور اس راستے میں پوری طرح اپنے آپ کو کھپا دینا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کی چکی کا محور ہے اور اسلام کی ڈھال ہے جس سے دفاع کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [سورۃ آل عمران:۱۰۴]

"اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونا چاہئیں جو نیکی کی طرف بلاتے رہیں وہ اچھے کاموں کا حکم دیتے رہیں اور برے کاموں سے روکتے رہیں اور ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

یہ وصف رمضان میں اور زیادہ آشکار ہوتا ہے۔ سچے روزے دار اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی نیت رکھتے ہوئے اللہ کے بندوں کو پند ونصائح کرنے میں اپنی پوری جدوجہد کرتے ہیں۔

ان علامات کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

⑥ نیک لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا' ان سے محبت والفت سے پیش آنا' اولیاء اللہ کی باتوں کو شوق سے سننا' ان سے ملاقات کرنا' انہیں دعوت دینا' ان کی عزت کا دفاع کرنا اور ان کی خوبیوں کا بقدر استطاعت تذکرہ کرتے رہنا۔

ان علامات کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾ [سورۃ الحجرات:۱۰]

"مومن تو سب آپس میں بھائی ہیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [سورۃ آل عمران: ۱۰۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بازی نہ کرو۔''

⑦ نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے' نماز' روزہ' صدقہ وخیرات' حج' عمرہ' تلاوت' ذکرالٰہی' حسن سلوک اور صلہ رحمی جیسے نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا۔

ان علامات کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ [سورۃ الانبیاء:۹۰]

''یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے اور ہمیں شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے۔''

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((وما يزال عبدى يتقرّب إلى بالنوافل حتى احبهٗ))[1]

''میرا بندہ لگاتار نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔''

⑧ باقی رہنے والی آخرت کی محبت' فانی دنیا پر' اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے تیاری اور آخرت کے لئے زادراہ کا تیار کرنا۔

ان علامات کے پیدا ہونے سے بھی اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

⑨ خالص توبہ' گناہوں کو چھوڑنا' شریعت کی مخالفت سے کنارہ کشی' کھلنڈروں سے روگردانی' فاسق وفاجر لوگوں سے علیحدگی تسلیم کرنا۔

ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور میل ملاپ رکھنا دائمی روحانی بیماری ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾ [سورۃ الزخرف:۶۷]

''اس دن متقین کے علاوہ سب دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

---

[1] صحيح البخاري۔ كتاب الرقاق' باب التواضع (٦٥٠٢) مسند احمد ٦/ ٢٥٦

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((المرء يُحشَرُ مع من اَحَبَّ))[1]

''انسان کو اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا' جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

(۱۰) اللہ کی راہ میں شہادت کی تمنا کرنا' اس دن کا انتظار کرنا جس دن خالص اللہ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا ہو' جان' مال اور اولاد کو اللہ کے لئے وقف کر دینا اور پھر اس وقف اور سودے سے زندگی بھر منحرف نہ ہونا۔ یہ ایسی علامات ہیں جن کے پیدا ہونے سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ [سورۃ التوبۃ:۱۱۱]

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔''

الٰہی! ہمارے دلوں میں اپنی محبت کا اضافہ فرما دے اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسے حاصل کرنے میں رغبت عطا کر' الٰہی! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری طرف رجوع کرنے والے بن جائیں۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

بچوں کی تربیت کس طرح کریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

بچے جو ہمارے پاس امانت ہیں ان کی تربیت کا اہتمام اور ان کی نگہداشت رمضان میں زیادہ اچھے انداز میں ہوتی ہے۔ سلف صالحین اپنے بچوں کو روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کا عادی بنایا کرتے تھے۔

اے وہ روزے دار! جو اپنے بچوں کے بارے میں کامیابی کا ارادہ رکھتا ہے۔ تجھے

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الادب' باب علامۃ الحب فی قولہ تعالیٰ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی...... الخ (۶۱۶۸'۶۱۹۶) صحیحین میں ''یحشر'' نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بچوں کی تربیت اور ان کی اچھی طرح نگہداشت کے حوالے سے درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔

① اے والد تو اپنے اخلاق' حسن سلوک' طرز عمل اور زندگی کو نمونہ بنا۔ چونکہ تیرے بچے تجھے باپ' استاذ مربی اور نمونے کی طرح دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سیدنا زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ [سورۃ الأنبیاء:۹۰]

''اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے اور ہمیں شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے۔''

② جو کچھ گھر میں سنا دیکھا جاتا ہے وہ بچے کی زندگی اور اس کے مستقبل پر بڑا گہرا اثر ڈالتا ہے۔ ایمان' قرآن اور سنت کا گھر میں داخل کرنا' گھر میں کثرت سے ذکر الٰہی کا اہتمام کرنا' نیز رات کو قیام کا اہتمام کرنا' گھر میں اللہ کے احکامات کو نافذ کرنا اور منہیات سے اجتناب کرنا' یہ سب چیزیں بچے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور اس میں درست راستے پر چلنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔ گھر میں گانے بجانے اور کھیل کود کا دور دورہ ہونا' اور اللہ کی شریعت کی پرواہ نہ ہونا یہ ماحول بچے کو بگاڑ دیتا ہے۔

③ حفظ کی عمر میں بچے کا قرآن مجید کے ساتھ حفظ' تجوید اور تلاوت کے حوالے سے گہرا ربط بچے کی صحیح تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔

جب عمر کا یہ سنہری حصہ گزر جاتا ہے۔ اور اپنے اس سہانے وقت کو بچہ کھیل کود میں ضائع کر بیٹھتا ہے تو اسے بڑا ہونے پر ندامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

④ بچپن (یعنی بالی عمر) میں کمینہ وصف' لوگوں کی صحبت سے بچے کو دور رکھنا' بہت ضروری ہے کیونکہ ان کی مصاحبت خارش کی بیماری سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور دشمن سے زیادہ تباہ کن ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحَانَ اللّٰهِ کتنے فسادیوں نے نیک لوگوں کو اجاڑ دیا۔ ہم نشین کا اپنے ہم نشین پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلْمَرْءُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ)) [1]

''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تم میں سے ہر ایک دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

⑤ جب بچہ جوانی میں قدم رکھنے لگے تو اسے بلندیوں کی طرف پرواز کرنے کے طریقے سکھلائے اور ہر طرح کی کمینگی سے نفرت کرنے کا سلیقہ سکھلائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْاُمُوْرِ وَيُكْرِهُ سَفَا سَفَهَا)) [2]

''اللہ بلند امور سے محبت کرتا ہے اور گھٹیا امور کو ناپسند کرتا ہے۔''

بچے کو عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کرے۔ اور ہر طرح کی کمینگی سے محفوظ رہنے کی تلقین کرے۔ کیونکہ یہ عادت اس کے لئے ندامت اور حسرت کا باعث بنے گی۔

⑥ بچے کے لباس اور ظاہری شکل وصورت کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اس کا لباس اور ظاہری شکل وصورت رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ اس حوالے سے اسلامی آداب کو پیش نظر رکھا جائے۔ اور اللہ کے دشمنوں کی نقل اتارنے سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) [3]

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہے۔''

مرد سونے' ریشم کو زیب تن کرنے سے اجتناب کرے۔ اور اسی طرح اپنی شلوار یا تہبند ٹخنوں سے نیچے نہ ہونے دے۔ اسی طرح زیادہ ہنسنے' فضول باتیں کرنے' طیش میں

---

[1] سنن الترمذی۔ الزھد' باب حدیث "الرجل علی دین خلیلہ...... (۲۳۷۸) مسند احمد ۲/ ۳۰۳ المستدرک ۴/ ۱۷۱

[2] طبرانی کبیر ۳/ ۱۳۱ (۲۸۹۴) سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی (۱۶۲۷)

[3] سنن ابی داؤد۔ کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ (۴۰۳۱) مسند احمد ۲/ ۵۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے، جلد بازی کرنے اور وقت ضائع کرنے سے پرہیز کرے۔

⑦ بچے کے دل میں اللہ اور دین اسلام کی تعظیم جاگزیں کی جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ناموں، صفات اور افعال کے حوالے سے پاک ذات ہے۔

بچے کی تربیت کرتے وقت اس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ مقبول اور قرآن مجید کی عظمت جاگزیں کی جائے۔

⑧ بچے کو مفید علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے اور اسے حصول علم کے لئے اخلاص اور جدوجہد کا عادی بنایا جائے۔ اور اسے اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ علوم کو زبانی یاد کرے اور یاد رکھنے کے لئے باربار دہرائے۔ اور بچے کو یہ احساس دلایا جائے کہ علم کا پھل بڑا عظیم اور میٹھا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے محنت سے حاصل کرے سستی اور کاہلی کو اپنے قریب نہ آنے دے۔

⑨ ہر نماز کے ساتھ توفیق کی دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا رہے کہ وہ اسے ہدایت دے اور اس کا ہاتھ تھامے رکھے اور سحری کے وقت اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ وہ اس کے دل میں ایمان جاگزین کر دے اور اس کی روح میں بالیدگی پیدا کرے۔ کیونکہ سحری کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [سورۃ الفرقان: ۷۴]

''اور جو دعا کرتے ہیں کہ ''ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا۔''

⑩ بچے کے ساتھ شفقت، محبت اور الفت کے ساتھ پیش آیا جائے اس سے دل لگی اور خوش طبعی کی جائے اس کے دل کو خوش رکھا جائے اس کے ساتھ سخت کلامی سے پیش نہ آیا جائے اور نہ ہی اسے لوگوں کے سامنے ڈانٹ ڈپٹ کی جائے۔

مسلمان کو اپنے بچے کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتے تھے۔ الٰہی! جہاں بھی ہم ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں برکت والا بنا۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾

[سورۃ الفرقان:۷۴]

''ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا۔''

رمضان میں فضول خرچی کا مظاہرہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

فضول خرچی بھی ان گناہوں اور خطاؤں میں سے ہے جس میں منحرف قومیں مبتلا ہیں ہمیں اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ [الانعام:۱۴۱]

''اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

فضول خرچی ان لوگوں کی عادت ہوتی ہے جو اللہ کے لئے وقار کی امید نہیں رکھتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احترام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ [بنی اسرائیل:۲۷]

''اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔''

بعض لوگ رمضان میں بہت زیادہ فضول خرچی کرتے ہیں۔

① فضول خرچی کی ایک صورت یہ ہے کہ ضرورت سے کہیں زیادہ کھانا تیار کرلیا جائے۔ لوگ کھانے پینے کی چیزیں وافر مقدار میں اکٹھی کر لیتے ہیں خاص کر رمضان میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سحری اور افطاری کے وقت دستر خوان طرح طرح کے لذیذ کھانوں اور مشروبات سے بھرے ہوتے ہیں جب سارا کھانا کھایا نہیں جاتا تو باقی بچنے والے کھانے کو باہر پھینک دیا جاتا ہے یہ صورت حال عرب ممالک میں اکثر دیکھنے میں آتی ہے۔

اے روزے دار! فضول خرچی سے اجتناب کر: مسلمانوں میں بہت سے فقراء اور مساکین ہیں جو تیری ضرورت سے زیادہ ہو تو ان ضرورت مند مسلمانوں کو دے دیا کر' ان کا روزہ افطار کروا دیا کر' تا کہ تیرے لئے یہ عمل آخرت کا ذخیرہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا﴾ [الدھر: ۸:۱۰]

''اور خود کھانے کی محبت کے باوجود مسکین' یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ ہمیں اپنے رب سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو چہروں کو کریہہ اور مضطر کرنے والا ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے:

((يَا ابْنَ آدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ وَلَمْ تُطْعِمْنِيْ؟ قَالَ: كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَّا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا اِسْتَطْعَمَكَ فَمَا اَطْعَمْتَهُ أَمَّا اِنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ)) [1]

''اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا' اس نے کہا میں آپ کو کھانا کیسے کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟ اللہ نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا اگر تو اسے کھانا کھلا دیتا تو اس کے پاس مجھے پاتا۔''

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب فضل عیادۃ المریض (۴۳/ ۲۵۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② فضول خرچی کی ایک صوت یہ ہے کہ خاص کر دن کے وقت مطلوب اندازے سے زیادہ سویا جائے۔ بعض روزے دار اپنے دن غفلت اور گہری نیند کی نذر کر دیتے ہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ وافر وقت میں راتوں کو فضول جاگتے رہتے ہیں اور بیٹھے گپیں ہانکتے رہتے ہیں یا پھر ایسے حرام اور مکروہ عمل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔

③ فضول خرچی کی ایک صورت یہ ہے کہ عید کی تیاری کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر اہتمام کیا جائے۔ لباس اور زیب و زینت کے لیے بے جا اخراجات کئے جائیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کو آپ دیکھتے ہیں کہ ان اللوں تلوں میں ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں جبکہ خیر و بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کے حوالے سے وہ بڑے کنجوس واقع ہوتے ہیں۔ اے لوگو! جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم کیا ہوا ہے اور انہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے۔ انہیں دیکھنا چاہیے کہ معاشرے میں یتیم اور مسکین بھی رہتے ہیں۔ تیرے پڑوس میں فقیر بھی آباد ہیں۔ کیا تم بھوکے کو کھانا نہیں کھلاؤ گے؟ کیا تم برہنہ کو لباس نہیں پہناؤ گے؟ کیا تم مسجد نہیں بناؤ گے؟ کیا تم صلہ رحمی نہیں کرو گے؟ کیا تم مصیبت زدہ کی مدد نہیں کرو گے؟

④ فضول خرچی کی ایک صورت یہ ہے کہ بلا وجہ لوگوں سے ضرورت سے بڑھ کر میل جول رکھا جائے۔ بے فائدہ لوگوں سے مجلس جمائی جائے اور اس فضول کام میں اپنا وقت اور عمر ضائع کی جائے۔ اور بعد میں پچھتانا پڑے۔

جیسا کہ درج ذیل آیت میں اشارہ ملتا ہے۔

﴿ يَـٰحَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَّطْنَا فِيهَا ﴾ [الانعام:۳۱]

''افسوس کہ اس معاملے میں ہم سے کیسی تقصیر ہوئی۔''

یہ صورت حال اس وقت پیش آتی ہے جبکہ بے فائدہ لوگوں سے بہت زیادہ محفل جمائی جائے۔

⑤ فضول خرچی کی ایک صورت یہ ہے کہ کھیل کود اور ورزش میں ہی ہر وقت انسان لگا رہے اپنا وقت [illegible] ذکر الٰہی، تلاوت، حصول علم،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت و تبلیغ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کوئی وقت ہی نہ دیا جائے بعض لوگ اپنے وقت کو یونہی فضول کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ پتہ تب چلے گا جب قبروں سے اٹھایا جائے گا یا سینوں میں جو کچھ ہے اسے باہر نکال لیا جائے گا!

بہت سے لوگوں کے نزدیک فضول خرچی کی متعدد صورتیں ہیں۔

کچھ لوگ گناہوں اور معصیات میں اسراف سے کام لیتے ہیں اور یہ اسراف انتہائی خطرناک ہے۔ کچھ لوگ اپنے وقت میں اسراف کرتے ہیں اور اسے یونہی ضائع کرتے رہتے ہیں اس کا پتہ قیامت کے دن لگے گا۔ کچھ لوگ کھانے پینے اور لباس میں اسراف کرتے ہیں اس سے ان کے اضطراب اور بے چینی میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔ اور کچھ لوگ کھیل کود اور سیر سپاٹے میں اپنی قیمتی عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم توفیق اور سیدھے راستے کی التجا کرتے ہیں اور ہماری یہ التجا ہے کہ وہ ہمیں رشد و ہدایت اور میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

رمضان نیکی اور صلہ رحمی کا مہینہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَعْدُ:

روزے دار کے دل میں انکساری اور عاجزی پیدا ہو جاتی ہے اور دل میں شفقت اور رحمت کے جذبات بڑھ جاتے ہیں' روزے دار کی شفقت کے زیادہ حق دار اس کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں۔ رمضان مسلمان کو یہ یاد دلاتا ہے کہ اس کے رشتے دار سسرالی' ننھیالی اور ددھیالی بھی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سب رشتہ داروں سے میل جول رکھے ان کی ملاقات کے لئے وقت نکالے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد:۲۲:۲۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے منافقو! تم سے کیا بعید کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔''

قطع رحمی سب سے بڑا گناہ، فحش غلطی اور انتہاء درجے کی کمینگی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الرَّحِمَ تَعَلَّقَتْ بِالْعَرْشِ فَقَالَتْ: هٰذَا الْمُقَامُ الْعَائِذُبِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ، قَالَ: أَلَا تَرْضِينَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ، قالت، بَلٰى، قال: فَذَالِكَ لَكِ))[1]

''جب اللہ نے رحمت کو پیدا کیا تو وہ عرش میں معلق ہوگئی تو اس نے کہا یہ مقام ہے جو قطع رحمی سے بچتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: کیا تو تقدیر پہ راضی نہیں کہ میں اس سے ملوں جو تجھ سے ملے اور اس سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرے اس نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ نے فرمایا: یہ تیرے لئے ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ مَنْ إِذَا قَطَعْتَ رَحِمَهُ وَصَلَهَا))[2]

''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں صلہ رحمی کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہوگا جب کوئی تجھ سے قطع تعلقی کرے تو تو اس سے تعلقات جوڑے۔''

رسول اللہ ﷺ سے یہ صحیح حدیث ثابت ہے:

((انَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ انَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَ

---

1. صحیح البخاری۔ کتاب الادب باب من وصل وصله الله (۵۹۸۷) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم، وتحریم قطیعتها (۱۶/ ۲۵۵۴ بلفظ الله خلق الخلق قامت الرحم......

2. صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی (۵۹۹۱) سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکاة۔ باب فی صلة الرحم (۱۶۹۷) سنن الترمذی۔ البر والصلة باب ما جاء فی صلة الرحم (۱۹۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَقْطَعُونَنِي وَاُحْسِنُ إليهم وَيَسِيئُوْنَ اِلَيَّ فَقَالَ ﷺ اِنْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُم الملَّ ولا يزال معك من الله ظهيرا))[1]

''ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! میرے قریبی رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرا سلوک کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر واقعی ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو۔ تو اللہ تیرا مددگار ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ کے بیشتر رشتہ داروں نے آپ ﷺ کو گھر سے نکال دیا' ہجرت پر مجبور کیا' تکلیفیں دیں' لڑائی کی' جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان پر غالب کر دیا تو آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا لوگوں میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ صلہ رحمی' عمر میں اضافے اور برکت کا باعث بنتی ہے۔ اس سے نفسیاتی تزکیہ ہوتا ہے اور اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے صلہ رحمی' ایمان کے کمال کا عنوان ہے اور اسی رحمان کی خشیت کا سرنامہ ہے اور قرآن کے احکامات کی تعمیل کا نشان ہے۔

صلہ رحمی: انسان کو بری شکست' دنیا و آخرت کی رسوائی اور بُرے انجام سے بچاتی ہے۔

ایک حدیث میں یہ مذکور ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلُ مَنْ قَطَعَنِي ' وَاَنْ أَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَنِيْ ' وَاَنْ أُعْطِي مَنْ حَرَمَنِيْ))

''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو مجھ سے قطع رحمی کرے میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کردوں اور جو مجھے محروم رکھے میں اس کو دوں۔''

سب سے بڑی صلہ رحمی والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ ان کے لئے دعا کرنا اور ان کا کہا ماننا اور ان کی عزت و اکرام کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة' باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها (۲۲/ ۲۵۵۸) مسند احمد ۲/ ۱۸۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ [بنی اسرائیل:۲۴:۲۳]

''آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور دعا کرو کہ اے رب! ان پر رحم فرما' جیسے انہوں نے بچپن میں مجھے پالا تھا۔''

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں! اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں! اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔[1]

روزے نیکی اور صلہ رحمی کا سب سے بڑا مدرسہ ہیں۔ روزے اخلاق' محبت' الفت اور شفقت کا چشمہ ہیں۔ جس نے روزہ رکھا اس کی روح بالیدہ' دل صاف' احساسات بیدار اور طبیعت نرم ہو جاتی ہے۔ ہمیں اس مبارک مہینے میں اپنے رشتہ داروں سے محبت' الفت' انس اور شفقت بھرے جذبات سے ملنا چاہئے ان کے حق میں دعائیں کرنی چاہئیں اور ان کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنا چاہئے۔

یاد رہے کہ جس نے اچھا عمل کیا اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

الٰہی! ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما۔ امام المتقین رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہمیں قائم

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الادب باب البر والصلۃ (۵۹۷۱)
صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ باب بر الوالدین وایھما احق بہ (۱/ ۲۵۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھیو اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یارب العالمین۔

رمضان مسلمانوں کے لئے رحمت کا مہینہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ:

رحمت اللہ کا ایک فضل ہے وہ جس کے دل میں چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ رحم دل بندوں پر اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتا ہے۔ اللہ رحمان ہے اور رحیم بھی اور اپنے رحم دل بندوں سے محبت کرتا ہے اللہ اپنے بندوں کو رحم کرنے کی دعوت دیتا ہے وہ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ صبر اور شفقت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئیں۔

دل سے رحمت اور شفقت کے ختم ہو جانے کے درج ذیل اسباب ہیں۔

① گناہوں اور معصیات کی کثرت' گناہ دل کو زنگ آلود کر دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ دل اندھا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً﴾[البقرہ:۷۴]

''پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اتنے سخت جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی سخت تر۔''

بنی اسرائیل نے جب روگردانی کی اور شریعت سے سرکش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قَاسِيَةً﴾

''مال و دولت کی وجہ سے سرکشی اور تونگری کی بنا پر تکبر و نخوت دل سے شفقت اور رحمت کے جذبات کو ختم کرنے کا باعث بنتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى أَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ○﴾

''ہرگز ایسا نہیں چاہئے کہ انسان سرکشی کرتا ہے کہ وہ خود کو بے نیاز دیکھتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس ایمان سے دل مہذب ہوتا ہے اور عمل صالح سے دل رحمت اور شفقت کے جذبات سے بھر جاتا ہے' بسیار خوری سے بھی دل میں رحمت و شفقت کے احساسات ماند پڑ جاتے ہیں۔ زیادہ انسان کے مزاج کو بگاڑ دیتا ہے ماہ رمضان آتا ہی اسی لئے ہے کہ روزے رکھنے سے انسان کے دل میں سخت گیری کے جذبات پامال ہوں اور اس کا دل رحمت اور شفقت کے جذبات سے آشنا ہو۔

روزے دار' لوگوں کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر رحمت اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ کیونکہ اس نے بھوک اور پیاس کا مزا چکھا ہوتا ہے بھوک اور پیاس کی اس نے مشقت برداشت کی ہوتی ہے تو اس کے دل میں مسلمانوں کے لئے ہمدردی اور شفقت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی مطلوب و مقصود ہے کہ ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ محبت' الفت اور شفقت سے پیش آئے۔ نگران اور ذمے دار سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ رحم دلی کے ساتھ پیش آئے' ان کے ساتھ شفقت اور نرم دلی سے برتاؤ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ' فَاشْقُقْ عَلَيْهِ' وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ))[1]

''الٰہی! جو میری امت کا والی بنا کسی بھی حوالے سے اور اس نے امت کے لئے دشواری پیدا کی تو اس کے لئے دشواری پیدا کر دے۔ اور جو میری امت کا والی بنا کسی حوالے سے اور اس نے امت پر نرمی کی تو تو بھی اس پر نرمی کر۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرًا مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ' اِحْتَجَبَ اللّٰهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[2]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ باب فضیلۃ الامیر العادل وعقوبۃ الجائر...... (۱۹/ ۱۸۲۸)

[2] سنن ابی داؤد۔ الخراج باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ والحجبۃ عنھم (۲۹۴۸)
سنن الترمذی۔ الاحکام' باب ما جاء فی امام الرعیۃ (۱۳۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے میری امت کا والی بنایا اور اس نے ان کی ضرورتوں کو پورا کیا اور ان کے فقر و فاقہ کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضرورت کو پورا کرے گا اور اس کے فقر و فاقے کو دور کرے گا۔''

عالم اور استاذ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ شاگردوں کے ساتھ محبت' الفت اور شفقت سے پیش آئے ان کے ساتھ نہایت نرم برتاؤ کرے تاکہ وہ اپنے استاد سے محبت کرنے لگیں اور اس کی باتوں سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں' اس طرح استاد کے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران:١٥٩)

''اللہ کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں نرم مزاج واقع ہوئے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تند مزاج اور سنگدل ہوتے۔ تو یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔''

امام سے یہ مطالبہ ہوتا ہے اور توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرے ان پر سختی نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ شفقت' نرم دلی اور دانائی سے پیش آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَمَّ مِنكم بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيْرَ' وَالْمَرِيْضَ وَالصَّغِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ))[1]

''جو تم میں سے لوگوں کا امام بنے وہ ہلکی نماز پڑھائے ان میں بوڑھے' بیمار' چھوٹے

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الاذان' باب تخفیف الامام فی القیام واتمام الرکوع والسجود (٧٠٢'٧٠٤)
صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ' باب امر الائمۃ بتخفیف الصلاۃ فی تمام (١٨٢/ ٤٦٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورضرورت مند شامل ہوتے ہیں۔'' (متفق علیہ)

جب سیدنا معاذ بن جبل نے لوگوں کو لمبی نماز پڑھائی تو یہ ارشاد فرمایا:

((اَفَتَّانٌ اَنۡتَ یَامُعَاذُ؟ اَفۡتَانٌ اَنۡتَ یَا مُعَاذُ؟ اَفۡتَانٌ اَنۡتَ یَا مُعَاذُ))[1]

''اے معاذ کیا تو فتنہ پرداز ہے۔اے معاذ کیا تو فتنہ پرداز ہے۔؟''

جب سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قوم کا امام نامزد کردیں تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَنۡتَ اِمَامُهُمۡ وَاقۡتَدِ بِأَضۡعُفِهِمۡ وَاتَّخِذۡ مُؤَذِّنًا لَا يَاۡخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجۡرًا))[2]

''تو ان کا امام ہے ان کے کمزوروں کا خیال رکھنا اور ایسا مؤذن لینا جو اپنی اذان پر مزدوری نہ لے۔''

ایک مبلغ اور داعی سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ سننے والوں کے ساتھ لطف وکرم کا رویہ رکھے ان کے سامنے شفقت اور ہمدری کے ساتھ پیش آئے اور لوگوں سے سخت لہجے میں مخاطب نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیجا تو انہیں یہ نصیحت کی۔

((فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى))

''تم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت پکڑے اور ڈر جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ﴾ [النحل:۱۲۵]

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الاذان' باب من شکا امه اذا طول (۷۰۵) صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ باب القراء فی العشاء (۱۷۸/ ۴۶۵)

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلاۃ۔ باب اخذ الاجر علی التاذین (۵۳۱) سنن النسائی۔ کتاب الاذان باب اتخاذ الموذن الذی لا یاخذ اذانه اجرا (۶۷۳) مسند احمد ۴/ ۲۱۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے رب کی طرف' حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دو اور ان سے اچھے طریقے سے بحث مباحثہ کیا کرو۔''

والد سے اپنی اولاد کے حق میں شفقت کی توقع رکھی جاتی ہے یہ بیان پہلے ''کیف نربی اطفالنا؟'' میں گزر چکا ہے۔ ماں باپ کی بچوں پر شفقت گہرا اثر رکھتی ہے۔ ماں باپ کی اپنے بچوں پر شفقت سے انکے دلوں میں احترام' عزت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ سختی اور ترش روئی سے تو بدبختی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الرِّفْقُ فِي شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ وَمَا نُزِعَ الرِّفْقُ مِنْ شَيْئٍ اِلَّا شَانَهُ))[1]

''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اللہ اس کو مزین کر دیتا ہے اور جس چیز سے نرمی چھین لی جاتی ہے اللہ اسے معیوب بنا دیتا ہے۔''

اے اپنے پیٹ کو بھوکا رکھنے والے! روزے دار ہزاروں بھوکے پیٹ ایک لقمے کے منتظر ہیں۔ کیا ہے کوئی انہیں کھانا مہیا کرنے والا؟ اے اپنے جگر کو پیاسا رکھنے والے! روزے دار ہزاروں پیاسے جگر پانی کے ایک گھونٹ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کیا ہے کوئی پانی پلانے والا؟

اے خوبصورت لباس پہننے والے! روزے دار ہزاروں برہنہ لوگ کپڑے کے لئے ترس رہے ہیں۔ ہے کوئی انہیں کپڑا پہنانے والا؟

الٰہی! ہم پر وسیع پیمانے پر ایسی رحمت فرما جس سے گناہ بخش دیئے جائیں۔ خطائیں مٹ جائیں اور لغزشیں معاف کر دی جائیں۔

آمین یا رب العالمین۔

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة' باب فضل الرفق (۷۸/ ۲۵۹۴) سنن ابی داؤد۔ کتاب الجهاد' باب ما جاء فی الهجرة وسکنی البدو (۲۴۷۸) مسند احمد ۶/ ۵۸۔ بمعناه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۲

رمضان کا پیغام اہل اسلام کے نام

ہم رمضان میں سنت کو کیسے زندہ کریں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

امت کے امام اور لوگوں کے لئے نمونہ سیدنا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کی اتباع میں سعادت ہے اور انکے نقش قدم پر چلنے میں کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ﴾ [الاعراف:۱۵۷]

”جو لوگ اللہ اور رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی امی ہے جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ رسول ﷺ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور ان کیلئے پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلے بغیر جنت میں داخلہ نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کی سنت تو نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ [الاحزاب:۲۱]

''تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد رکھتا ہو۔''

رسول اللہ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتُ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ))[۱]

''تم میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس پر اپنی داڑھیں جما دو اور دین میں نئے کاموں سے بچو کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[۲]

''جس نے ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو زیب نہیں دیتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اختیار ہو ان کے حکم سے۔''

۱۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب السنة' باب فی لزوم السنة (۴۶۰۷) سنن الترمذی۔ العلم' باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدعة (۲۶۷۶)
سنن ابن ماجه۔ المقدمة' باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین (۴۲) مسند احمد ۴/ ۲۶)

۲۔ صحیح مسلم۔ کتاب الاقضیة' باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور (۱۸/ ۱۷۱۸) مسند احمد ۶/ ۱۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول علیہ السلام سے پیش قدمی سے منع فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

''اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اللہ سے ڈرو اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

رمضان کا مہینہ اپنی ذات' گھر اور معاشرے میں پاکیزہ سنت کو زندہ کرنے کا موسم ہے۔ روزوں کی سنت کا بیان تو پہلے گزر چکا۔ عام سنتیں جن پر ہر مسلمان روزے دار کو ہر وقت عمل پیرا ہونا چاہیے وہ درج ذیل ہیں۔

مسلم شریف[1] میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مذکورہ ہے کہ دس چیزیں انسانی فطرت میں ہیں:

① مونچھیں کاٹنا ② داڑھی بڑھانا ③ پانی ناک میں چڑھانا

مسند احمد ۶/ ۱۳۷ اس حدیث میں نو چیزیں بیان ہوئی ہیں۔ اس حدیث کے راوی مصعب کہتے ہیں کہ دسویں میں بھول گیا ہوں' شاید کہ وہ کلی کرنا ہے۔

④ ناخن کاٹنا ⑤ انگلیوں کی گانٹھیں دھونا ⑥ بغل کے بال نوچنا

⑦ زیرناف بال صاف کرنا ⑧ کم پانی استعمال کرنا

رسول اللہ ﷺ نے تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے منع کیا ہے اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ))[2]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ (۵۶/ ۲۶۱)
سنن ابی داؤد۔ کتاب الطھارۃ' باب السواك من الفطرۃ (۵۳)
سنن الترمذی۔ الادب' باب ما جاء فی تقلیم الاظفار (۲۷۵۷)
سنن ابن ماجه (۲۹۳)' سنن النسائی (۵۰۴۳)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب اللباس' باب من جرّ ازارہ من غیر خیلاء (۵۷۸۴)
صحیح مسلم۔ کتاب اللباس والزینة' باب تحریم جرّ الثوب خیلاء...... (۴۲/ ۲۰۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹا۔''

اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((مَا سَفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ))[1]

''جو ٹخنوں سے نیچے رہا وہ جہنم میں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اور بھی بہت سے کاموں سے منع فرمایا:

آپ نے اپنی امت کو کھڑا ہو کر پانی پینے سے بھی منع فرمایا۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں خود بیٹھنے سے منع فرمایا۔[3]

نسائی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درج ذیل باتوں سے منع فرمایا

((عن اَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ[4]، وَاَنْ يَّمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ،[5] وَأَنْ يشتمل الصماء وَاَنْ يَّجْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ))[6]

''کہ آدمی اپنے ذکر کو دائیں ہاتھ سے چھوئے یا وہ ایک جوتے میں چلے۔''

رسول اللہ ﷺ ایک جوتے یا ایک موزے میں چلنے سے منع فرمایا۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فھوفی النار (۵۷۸۷) سنن النسائی کتاب الزینة، ما تحت الکعبین من الازار (۵۳۳۲)

[2] سنن الترمذی۔ الاشربة باب ما جاء فی النھی عن الشرب قائما (۱۸۷۹)
سنن ابی داؤد۔ کتاب الاشربة، باب فی الشرب قائما (۳۷۱۷) مسند احمد ۲/ ۳۲۷

[3] صحیح البخاری۔ کتاب الاستئذان، باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه (۶۲۶۹)
صحیح مسلم۔ کتاب السلام، باب تحریم اقامة الانسان من موضعه المباح الذی سبق الیه (۲۱۷۷)

[4] سنن الترمذی۔ کتاب الطھارة، باب ما جاء فی کراھة الاستنجاء بالیمین (۱۵)

[5] طبرانی الکبیر ۱۲/ ۱۹ (۱۲۳۵۹) اور اسی معنی کی حدیث صحیح البخاری۔ کتاب اللباس باب لا یمشی فی نعل واحدة (۵۸۵۵) صحیح مسلم۔ کتاب اللباس والزینة باب استحباب لبس النعل فی الیمین اولاً...... (۶۷/ ۲۰۹۷)

[6] سنن النسائی۔ کتاب الزینة باب النھی عن اشتمال الصماء (۵۳۴۲۔۵۳۴۳) سنن سنن الترمذی الادب (۲۷۶۶۔۲۷۶۷) صحیح البخاری (۳۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔[2]

رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو سونا اور ریشم پہننے سے منع فرمایا اور عورتوں کے لئے یہ دونوں چیزیں حلال قرار دیں۔[4]

رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نفلی نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نماز عصر کے بعد نفلی نماز ادا کرنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔[5]

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔[6]

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب الاشربۃ' باب فی الشرب فی ثلمۃ القدح (۳۷۲۲) مسند احمد ۳/ ۸۰ طبرانی کبیز (۶/ ۱۲۵ (۵۷۲۲)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الاطعمۃ باب الاکل فی انا مفضض (۵۴۲۶)
صحیح مسلم۔ کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم استعمال انا الذھب والفضۃ علی الرجال والنساء (۵/ ۲۰۶۷) بمعناہ

[3] سنن الترمذی۔ اللباس' باب ما جاء فی کراھیۃ خاتم الذھب (۱۷۳۸'۱۷۳۷)

[4] سنن النسائی' کتاب اللباس باب تحریم الذھب علی الرجال مسند احمد ۴/ ۳۹۲ سنن الترمذی۔ اللباس (۱۷۲۰) بمعناہ

[5] صحیح البخاری' کتاب مواقیت الصلاۃ باب لا تتحرّی الصلاۃ قبل غروب الشمس (۵۸۶)
صحیح مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین باب الاوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا (۸۲۷) بمعناہ شرح معانی الآثار (۱/ ۳۹۵ (۱۷۷۳) واللفظ لہ

[6] صحیح ابن حبان۔ ۶/۹۳۔ (۲۳۲۳) اس کی سند میں حفص بن غیاث ہیں اور روایت معنعن ہے قبر پر جنازہ پڑھنا بالکل درست ہے جیسا کہ صحیح البخاری (۴۵۸) اور صحیح مسلم (۹۵۶) سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "آپ کے مسائل اور ان کا حل" از ہمارے استاذ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ جلد دوم ص ۲۳۷ اور جلد سوم ص ۱۹۷ تا ۲۰۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے سے منع فرمایا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے میت پر نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔[2]

رسول اللہ ﷺ نے داڑھی سے سفید بال نوچنے سے منع فرمایا۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔[4]

رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کو بیچنے سے منع فرمایا۔[5]

رسول اللہ ﷺ نے وگ وغیرہ لگانے سے منع فرمایا۔[6]

اسی طرح مسواک کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اس سلسلے میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ))[7]

---

[1] صحیح البخاری۔کتاب مواقیت الصلاۃ۔باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء (۵۶۸) صحیح مسلم۔ کتاب المساجد۔ باب استحباب التکبیر بالصبح فی اول وقتھا...... الخ (۲۳۵/ ۶۴۷) بمعناہ طبرانی الکبیر ۱۱/ ۷۹ (۶۱/ ۱۱) مجمع الزوائد ۱/ ۳۱۵ (۱۷۶۳) واللفظ لھما

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الجنائز۔ باب النوح (۳۱۲۷)

[3] سنن النسائی۔ کتاب الزینۃ۔ باب النھی عن نتف الشیب (۵۰۷۱) سنن ابن ماجہ۔ کتاب الادب باب نتف الشیب (۳۷۲۱)

[4] صحیح البخاری۔ کتاب الصوم' باب صوم یوم الجمعۃ واذا اصبح صائما یوم الجمعۃ فعلیہ ان یفطر (۱۹۸۴)

صحیح مسلم۔ کتاب الصیام۔ باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم لا یوافق عادتہ (۱۴۶/ ۱۱۴۳)

[5] صحیح مسلم۔ کتاب المساقاۃ۔ باب نمبر ۸ (۳۴/ ۱۵۶۵)

[6] مسند احمد ۲/ ۳۱۹ صحیح ابن حبان (۱۲/ ۳۱۲ (۵۵۰۳)

[7] صحیح البخاری۔ کتاب الجمعۃ' باب السواک یوم الجمعۃ صحیح ابن خزیمۃ ۱/ ۷۳ سنن النسائی۔ کتاب الطھارۃ باب الرخصۃ فی السواک للصائم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اگر میں اپنی امت کے لئے مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا“

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ”میں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔“[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلفم وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ))[2]

”مسواک منہ کو پاک کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔“

مسجد میں بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔[3]

اسی طرح مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں رکھنا اور مسجد سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا سنت ہے۔[4] اسی طرح دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہننا اور بائیں پاؤں سے پہلے اتارنا سنت ہے۔[5]

کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تین مرتبہ اجازت طلب کرنا سنت ہے۔ اگر گھر والا اجازت دے تو داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا جائے۔[6]

میں نے ان سنتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے روزانہ واسطہ پڑتا ہے۔

---

1. صحیح البخاری۔ ایضاً (۸۸۷) صحیح مسلم۔ کتاب الطهارة باب السواك (۲۵۲۴۲)
2. مسند احمد ۶/ ۴۷
3. صحیح البخاری۔ ابواب المساجد' باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین (۴۴۔۱۱۶۳) صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین۔ باب استحباب تحیة المسجد برکعتین (۷۱۴)
4. صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ' باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ (۴۲۶) المستدرك للحاکم ۱/ ۲۱۸
5. صحیح البخاری۔ کتاب اللباس' باب: ینزع نعله الیسریٰ (۵۸۵۶) صحیح مسلم۔ کتاب اللباس والزینة باب نمبر ۱۹ (۶۷/ ۲۰۹۷)
6. سورۃ النور:۲۷ صحیح البخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم والاستئذان ثلاثا (۶۲۴۵) صحیح مسلم الاستئذان (۳۳/ ۲۱۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی! ہمیں سنت کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرما۔ سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ اور ہم سب مسلمانوں کو سنت کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا کر۔ (آمین یارب العالمین)

رمضان کی مناسبت سے مسلمان عورت کے نام پیغام

الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی صحبه وسلم اما بعد:

میری مسلمان بہن' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اللہ تعالیٰ نے مسلمان' مومن' صابر خضوع والی خواتین کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ اپنے خاوندوں کی غیر حاضری میں اپنی ناموس اور خاوند کے گھر کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے صالحین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ﴾ [آل عمران:۱۹۵]

''سو ان کے ربؐ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا: میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کروں گا۔ تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔''

اے میری اسلامی بہن! میں اس مہینے کی مناسبت سے تجھے مبارکباد دیتا ہوں میں اپنے اور تیرے لئے مغفرت اور خالص توبہ کی التجا کرتا ہوں اور آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ درج ذیل دس نصیحتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گی۔

① مسلمان عورت' اللہ کو اپنا رب سیدنا محمد ﷺ کو اپنا نبی اور اسلام کو اپنا دین تسلیم کرتی ہے۔ ایمان کے آثار اس کے قول' علم اور اعتقاد سے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ہر دم اللہ کی ناراضگی اور آخرت کے دردناک عذاب سے خوف زدہ رہتی ہے۔

② مسلمان عورت پانچوں نمازیں باوضو ہو کر پورے خضوع و خشوع سے ادا کرتی ہے اور نماز سے کوئی چیز اس کو غافل نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی کھیل اسے نماز سے غافل کرتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نماز کے آثار اس پر ظاہر ہوتے ہیں نماز بے حیائی اور برائی کو روکتی ہے اور یہ گناہوں سے بچنے کا بہت بڑا قلعہ ہے۔

③ مسلمان عورت' پردے کی پابند ہوتی ہے اور پردے پر کاربند رہنے کو اپنے لئے باعث شرف سمجھتی ہے۔ وہ جب بھی گھر سے نکلتی ہے تو پردے میں نکلتی ہے وہ اس عزت والی زندگی پر اللہ کا شکر ادا کرتی ہے کہ اللہ نے اسے پردے کا حکم دے کر محفوظ کر دیا اور اس طرح مسلم خاتون کو پاک رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ [الاحزاب:۵۹]

''اے نبی! اپنی بیویوں' اپنی بیٹیوں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کے پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔''

④ مسلمان عورت اپنے خاوند کی اطاعت کا دل میں لالچ رکھتی ہے وہ اپنے خاوند کے ساتھ نرم رویے سے پیش آتی اور اس سے محبت والفت کا برتاؤ کرتی ہے اسے خیر و بھلائی کی دعوت دیتی ہے اس کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آتی ہے اس کے آرام کا خیال رکھتی ہے اس کے سامنے اونچی آواز سے نہیں بولتی اور نہ ہی اس کے سامنے سخت الفاظ استعمال کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَها وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا دَخَلَتْ جنَّة رَبِّهَا))[1]

''جب عورت پانچوں نمازیں پڑھتی ہے' ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے وہ تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔

---

[1] مسند احمد ۱/ ۱۹۱ مجمع الزوائد ۴/ ۳۰۶ طبرانی اوسط (۸۸۰۰) مسند البزار (۱۴۶۳/ ۳/ ۱۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ مسلمان عورت' اپنے بچوں کی تربیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کی بنیاد پر کرتی ہے ان کے ذہن اور دل میں صحیح عقیدہ اتارتی ہے۔ ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام کی محبت کا بیج بوتی ہے' انہیں گناہوں اور برے اخلاق سے بچاتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحریم:٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں اللہ انکو جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جن کا حکم دیا جاتا ہے۔''

⑥ مسلمان عورت کسی اجنبی کے ساتھ خلوت نہیں کرتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَاخَلَتْ اِمْرَءَةٌ بِرَجُلٍ اِلَّا كَانَ الشَّيْطَانُ ثَالِثُهُمَا)) (احمد' ترمذی)

''جو عورت کسی مرد سے علیحدگی میں ملتی ہے تیسرا ان دونوں کا شیطان ہوتا ہے۔''[1]

مسلمان خاتون' غیر محرم کے ساتھ سفر نہیں کرتی اور نہ ہی غیر محرم کے ساتھ بازاروں میں گھومتی ہے اور نہ بلا ضرورت پبلک مقامات پر جاتی ہے وہ اپنے آپ کو باہر نکلتے وقت ہمیشہ حجاب میں رکھتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

⑦ مسلمان عورت مردوں کی مشابہت اختیار نہیں کرتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ فِي الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ))[2]

---

[1] مسند احمد ۱/ ۱۸ ابن حبان (۴۵۴ے) بیہقی ۷/ ۱۹ حاکم ۱/ ۱۱۴ الترمذی۔ کتاب الفتن باب لزوم الجماعة (۲۱۶۵)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب اللباس' باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال (۵۸۸۵) کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة (۴۰۳۱) مسند احمد (۲/ ۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہے۔''

اور نہ مسلمان عورت لباس اور ظاہری شکل وصورت میں کافر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) (رواہ احمد)

''جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ ان میں سے ہے۔''

⑧ مسلمان عورت' عورتوں کی صفوں میں داعیہ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ وہ اپنی ملنے والی عورتوں سے اچھی اچھی دینی باتیں کرتی ہے اپنی پڑوسنوں سے میل ملاقات رکھتی ہے ان کی مدد کرتی ہے اور اپنی دینی بہنوں سے فون' اسلامی کتابوں' اسلامی کیسٹوں کے ذریعے سے رابطہ رکھتی ہے وہ جو کہتی ہے اس پر عمل بھی کرتی ہے اور اسے اس بات کا لالچ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی دینی بہنوں کو اللہ کے عذاب سے بچا لے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَئِنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ))[1]

''اگر تیرے ذریعے اللہ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔''

⑨ مسلمان عورت' اپنے دل کو شبہات اور نفسانی خواہشات سے محفوظ رکھتی ہے۔ اپنی آنکھوں کو حرام سے بچاتی ہے اور وہ اپنے کانوں کو گانے اور فحش باتوں سے بچاتی ہے بلکہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو اللہ اور رسول کی مخالفت سے بچائے رکھتی ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حق الْحَيَاءِ وَمَنِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حق

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر (۴۲۱۰)
صحیح مسلم' فضائل الصحابہ' باب نمبر ۹ (۳۴/ ۲۴۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الْحَيَاءِ، حَفِظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَمَنْ تَذَكَّرَ الْبِلٰى تَرَكَ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا))[1]

''اللہ سے حیاء کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے جس نے اللہ سے اس طرح حیاء کی جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے تو اس نے اپنے سر اور حافظہ کو محفوظ کرلیا' پیٹ اور اپنے باطن کو محفوظ کرلیا' جس نے مصیبت کو یاد کرلیا اس نے دنیا کی زینت کو ترک کر دیا۔

⑩ مسلمان عورت' اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے اپنے دنوں اور راتوں کو برباد ہونے سے بچاتی ہے۔ وہ کسی کی غیبت نہیں کرتی۔ کسی کی چغلی نہیں کھاتی' کسی کو گالی نہیں دیتی اور نہ کسی کا مذاق اڑاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّ لَهْوًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا﴾ [الانعام:۷۰]

''اور ان لوگوں کو چھوڑ یئے' جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی انہیں فریب میں مبتلا کیے ہوئے ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں اطلاع دی جو اپنی عمر ضائع کر بیٹھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں:

﴿يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا﴾ [الانعام:۳۱]

''افسوس اس معاملے میں ہم سے کیسی تقصیر ہوئی۔''

الٰہی! مسلمان دوشیزہ کو تو ہدایت کا راستہ دکھلا جس طرح تو اس کے لئے پسند کرتا ہے اور اس کے دل کو ایمان کے ساتھ آباد کر دے۔ (آمین یارب العالمین)

ماہ رمضان میں عالم اسلامی کے غم

اَلْحَمْدُلِلّٰه وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰه وَعَلٰى آلِه

[1] سنن الترمذی۔ صفة القيامة' باب فی بيان ما يقتضيه الاستحياء من الله حق الحياء (۲۴۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ هٰذِهٖ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنَ﴾ [الانبیاء:۹۲]

''یہ انبیاء کی جماعت ہی تمہاری امت ہے یہ واحد امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں' لہٰذا میری عبادت کرو۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾ ''بلاشبہ تمام مومن آپس میں بھائی ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ تُوَادِهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى منه عُضْوًا تَدَاعِىٰ لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بَالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى))[1]

''مسلمانوں کی مثال باہمی محبت' شفقت کے اعتبار سے ایک جسم کی سی ہے جب اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم بخار اور بیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

مسلمان' اس مہینے میں بڑی آزمائشوں میں مبتلا زندگی بسر کرتے ہیں۔

عالم اسلام کو درج ذیل منحرف تحریکات کا سامنا ہے۔

سرخ اشتراکیت: یہ ایک ایسی خطرناک تحریک ہے جو ہر تر اور خشک کو ہڑپ کر جاتی ہے۔ مسلمانوں کو لوٹ لیتی ہے اور آگ کی نذر کر دیتی ہے۔ نئی پود کے دلوں میں الحاد کا بیج بوتی ہے نیز اقتصادی' مالی اور علمی نظریات میں اپنے افکار کو پھیلاتی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام: یہ خواہشات کو ابھارتا ہے فکری نبرد آزمائی سے عالمِ اسلام کو دھوکہ دیتا ہے۔ یہ عورت' بے حیائی' عیش وعشرت' حرام کاری' کھیل کود اور مادر پدر آزادی کے ذریعے یہ نظام معاشرے میں اثر انداز ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة ' باب تراحم المومنین تعاطفهم وتعاضدهم (۵۶/ ۲۵۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیکولرازم (لادینیت) یہ نظام دین اور دنیا کے الگ الگ ہونے کی دعوت دیتا ہے یہ نظام زندگی کے پلیٹ فارم سے اسلام کی نفی کرتا ہے اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ دین قبائل میں ہر قبیلے کا جدا جدا ہوتا ہے یہ ہر ایک کا اپنا ذاتی معاملہ ہے۔ لادینیت دراصل ایک ملحدانہ اور کافرانہ فکر ہے یہ اسلام کے ساتھ دیگر تمام مذاہب کا انکار کرتا ہے۔ اسلام کے بارے میں اس کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ زندگی کے تمام حالات و معاملات پر حاوی نہیں ہے۔

ماسونیت: یہ ایک یہودی خفیہ تحریک ہے جو اسلام کے ساتھ ساتھ تمام ادیان کو ملیامیٹ کرنے لئے بنائی گئی ہے بظاہر اس میں مختلف اجناس کو ایک لڑی میں پرونے کا دعوی کیا جاتا ہے لیکن خفیہ طور پر یہودیت کو پروان چڑھانا پیش نظر ہوتا ہے یہ ایک خفیہ تحریک ہے جس کے اثرات عالمی سطح پر مرتب ہو رہے ہیں اور اس سے یہودیت پروان چڑھ رہی ہے۔

عالم اسلامی اس وقت زخموں سے لہولہان ہے۔ عالم اسلامی سے فلسطین چھین لیا گیا۔ مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرلیا گیا۔ بوڑھے' عورتیں اور بچے صبح و شام ذبح کئے جا رہے ہیں۔ فلسطین مسلمانوں کو صرف ایک صورت میں مل سکتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب جیسا غضب' صلاح الدین ایوبی جیسی پیش قدمی اور امام ابن تیمیہ جیسا صدق پھر سے مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔

افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی گئی' افغانیوں کو ان کے اپنے وطن سے مار بھگا دیا گیا' اس کے شہروں کو ملیامیٹ کیا گیا' اس کی مساجد کو گرایا گیا اور اس کے لئے دشمن نے ٹینک استعمال کئے' ہزاروں بیچارے پناہ گزین ایسے ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں' کھانے کے لئے روٹی نہیں اور پینے کے لئے پانی نہیں اور پہننے کے لئے کپڑا نہیں اسلام اور اشتراکیت کی لڑائی آج تک جاری ہے۔ اللہ اور شیطان کے گروہوں میں زوردار معرکہ آرائی ہو رہی ہے۔

روس میں اسلامی ریاستیں' مثلاً آذربائیجان' ازبکستان اور ترکستان وغیرہ ظلم و بربریت' بھوک اور وہاں سے بھاگ نکلنے پر مجبور کرنے کا شکوہ کر رہی ہیں۔ کیا ان کی مدد کرنے والا کوئی ہے۔؟ مسلمان عورت کو اپنے پردے' عزت' دین اور پاک دامنی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں لڑائی لڑنی پڑ رہی ہے۔

نوجوان! خواہشات کی لذت' شیاطین کے چنگل اور اخلاقی تباہی کے وسائل کو بروئے کار لا کر برباد ہو رہے ہیں۔ عیسائی بنانے کی تحریک پورے عالم اسلامی میں مشرق' مغرب شمال اور جنوب میں پھل پھول رہی ہے اور خوب چکر لگا رہی ہے۔

مسلمان آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ باہمی اختلاف انہیں کمزور کر رہا ہے۔ مسلمان کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے؟

شاید وہ روئے زمین کے مشرق ومغرب میں بسنے والے بھائیوں کو یاد رکھتا ہو۔

مسلمان سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ ان بڑے بڑے معاملات کو محسوس کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے بیانات اور دعوت کے ذریعے ان خطرات سے آگاہ کرے ان میں بیداری پیدا کرے۔ اور انہیں ایک صف میں کھڑا کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ پورے عالم اسلام کے مسلمان متحد ہو جائیں۔ یہ مذکورہ مصائب جن کا آج عالم اسلامی کو سامنا ہے وہ اس گھڑی کے اصل معاملات ہیں کوئی مسلمان اپنے آپ کو حقیر نہ جانے بلکہ اپنے دفاع کے لئے بھرپور جدوجہد کرے۔

ہر مسلمان سے آج یہ مطالبہ ہے کہ وہ حتی المقدور جدوجہد کرے۔ اپنے مال اور اپنی جان کو اس راہ میں لگا کر انقلاب برپا کرے۔ اگر وہ اپنی جان کو اس راہ میں نہیں لگاتا تو وہ مال ودولت کے ذریعے اسلام کی مدد کرے۔ فرض نمازوں کے بعد' سحری کے وقت اور دیگر دعا کی قبولیت کے اوقات میں مسلمانوں کی سرفرازی اور روئے زمین پر حکمرانی کے لئے دعائیں مانگی جائیں۔ ہر مسلمان اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لئے دعا کرے۔ جتنے حادثات' مصائب ومشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے یہ ہمارے گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

''بھلا جب تم پر مصیبت آئی تو تم چلا اٹھے کہ یہ کہاں سے آ گئی' حالانکہ اس سے دوگناہ صدمہ تم کافروں کو پہنچا چکے ہو کہہ دیجئے! کہ یہ مصیبت تمہاری اپنی ہی لائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

امت مسلمہ تو رمضان کے دوران فتوحات حاصل کرنے کی عادی تھی۔ لیکن موجودہ دور میں جب سے امت مسلمہ رسالت کا پیغام پہنچانے میں کمزور ہو چکی ہے دنیا میں ملوث ہو چکی ہے اس وقت سے امت مسلمہ رمضان میں مصائب' مشکلات' حادثات اور طرح طرح کے غموں کا شکار ہو چکی ہے۔ تباہی و بربادی اس کا مقدر بن ہے۔

لیکن آج بھی ہم اللہ کی طرف لوٹ آئیں تو وہ ہماری یقیناً مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔'' [محمد:۷]

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ﴾ [آل عمران:۱۲۶]

''اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ﴾ [آل عمران:۱۶۰]

''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔''

الٰہی! ہم تیری مدد کا سوال کرتے ہیں جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے!

الٰہی! ہمارے قدم جمادے۔

الٰہی! کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

رمضان وقت کی حفاظت کرنے کی دعوت دیتا ہے

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

عمر کتنی جلدی ختم ہو رہی ہے' دن کتنی جلدی گزر رہے ہیں' اس کے بعد راتیں کتنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلدی بیت رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کھلنڈروں اور حد سے تجاوز کرنے والوں کو جواب کا منظر پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ○ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَادِّينَ ○ قَالَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ﴾ [المومنون:۱۱۶-۱۱۲]

''پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ بتاؤ تم کتنے سال زمین پر رہے وہ کہیں گے کہ یہی کوئی ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اور یہ بات تو شمار کرنے والوں سے پوچھئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' واقعی تم تھوڑا ہی عرصہ وہاں رکے تھے۔ کاش تم یہ بات جانتے ہوتے۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے ہاں نہ لوٹو گے؟ پس اللہ بہت بلند شان والا ہے۔ وہی حقیقی بادشاہ ہے اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں۔ وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

ایک صالح انسان کہتا ہے: عمر بڑی تھوڑی ہے اس کو غفلت سے اور تھوڑا نہ کرو۔ یہ بات درست ہے کہ غفلت اوقات کو کم کرتی ہے اور راتوں کو تباہ کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ))[1]

''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ صحت اور فراغت''

صحت اور فراغت۔ بہت سے لوگ صحت مند' ٹھیک ٹھاک' فارغ ہوتے ہیں' عمران کے سامنے گزر رہی ہوتی ہے اور وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب الصحة الفراغ ولا عیش الا عیش الاخرة (۶۴۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ وَذَكَرَهُ عُمُرَهٗ فِيْمَا اَبْلَاهُ))[1]

''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں قدم اس وقت تک آگے نہیں بڑھیں گے جب تک چار چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے گا اور اس کی عمر کا تذکرہ نہ کیا کہ کیسے گزاری۔

عمر ایک خزانہ ہے جس نے اسے اللہ کی اطاعت میں خرچ کیا وہ اپنا یہ خزانہ اس دن پائے گا جس دن مال اور اولاد فائدہ نہ دے گی۔ فائدہ اسی کو میسر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ قلب سلیم سے نوازیں گے۔ اگر اس نے اپنی عمر کو غفلت' گناہوں' کھیل کود میں گنوادیا تو اسے ندامت اٹھانا پڑے گی لیکن اب شرمندہ ہونے اور پچھتانے کا کیا فائدہ۔ وہ کہے گا:

﴿يَا حَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا﴾ [الانعام:۳۱]

''افسوس اس معاملے میں ہم سے کیسی تقصیر ہوئی۔''

رات اور دن دو سواریاں ہیں جو انسان کو ابدی سعادت یا خسارے کی طرف منتقل کرتی رہتی ہیں۔

سلف صالحین اپنے اوقات کی حفاظت کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے اور اس سلسلے میں بہت سے عجیب وغریب واقعات بھی سننے کو ملتے ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ جنید بن محمد موت کے وقت قرآن پڑھ رہے تھے۔ اس کے بیٹوں نے اسے کہا: آپ نے اپنے آپ کو مشکل میں کیوں ڈال رکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: لوگوں میں مجھ سے زیادہ اس جدوجہد کا حق دار کون ہے؟

سیدنا اسود بن یزید تابعی رات کو اکثر وقت عبادت کیا کرتے تھے ساتھیوں نے انہیں کہا کہ آپ کچھ آرام کرلیا کریں تو انہوں نے فرمایا کہ میں آخرت میں آرام کی خاطر تو یہ عبادت کرتا ہوں۔

یعنی میرا ارادہ یہی ہے کہ مجھے آخرت میں آرام ملے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ حرم میں بیٹھے لوگوں سے باتیں کرر ہے تھے کہ ان میں سے ایک

[1] سنن الترمذی۔ صفة القيامة' باب فی القيامة (۲۴۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ہم یہاں بیٹھے ہیں اور دن گزرتا جارہا ہے۔

سلف صالحین نے دن اور رات کو گھنٹوں میں تقسیم کررکھا تھا وہ ان اوقات میں نماز' تلاوت' ذکر الٰہی' غور وتدبر' طلب علم' کسب حلال اور نیند بقدر ضرورت' یہ کام کیا کرتے تھے کھیل کود کے لئے ان کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا تھا۔

متاخرین کا یہ خیال ہے کہ وہ وقت ضائع کرنے کی مصیبت میں بری طرح ملوث ہیں اس سے وہی بچا ہوا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔

زیادہ سونا' غفلت' سستی' کھیل کود میں زیادہ دلچسپی' طبعی انحراف' بے فائدہ محفلیں اور اجتماعات میں شمولیت جو معصیت کی طرف لے جانے کا سبب ہوتے ہیں' موجودہ دور میں اکثریت کا وطیرہ بن چکا ہے۔

وقت کو منظّم کرنے اور اعمال کو مرتب کرنے کے لئے پانچ نمازوں کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا﴾ [النساء:۱۰۳]

''بلاشبہ مؤمنوں پر نماز اس کے مقرر اوقات پر فرض کی گئی ہے۔''

نماز فجر کے بعد حفظ' تلاوت' ذکر الٰہی اور غور وتدبر کا وقت ہوتا ہے۔ سورج چڑھنے سے نمازِ ظہر تک کام کرنے' کمائی کرنے' تجارت اور طلب علم وغیرہ کے لئے جدو جہد کرنے کا وقت ہے۔

نمازِ ظہر کے بعد خاص طور پر طلبہ کے لئے تاریخ اور دیگر علوم پڑھنے کا وقت ہے۔

نماز عصر کے بعد لائبریری سے استفادہ کرنے اور مسائل کی تحقیق کرنے کا وقت ہے۔

مغرب کے بعد اسلامی بھائیوں کی ملاقات اور ساتھیوں کے استقبال کا وقت ہے اور عشاء کے بعد اہل خانہ کو وقت دینا' پھر سو جانا اور آخری رات کو بیدار ہو جانا چاہئے۔

جمعرات کو آرام کیا جائے اور جائز سیر و سیاحت کی جائے۔

جمعہ کا دن عبادت' تلاوت' ذکر الٰہی' جمعہ کی تیاری' غسل' مسواک' خوشبو' اور لباس کا اہتمام کیا جائے اور جلدی جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے روانہ ہو جانا چاہئے۔

ماہِ رمضان' مسلمان کے لئے وقت کو منظّم کرنے کا موسم ہے۔ اور اس مہینے میں اللہ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرب حاصل کر کے وقت سے بھر پور فائدہ اٹھایا جائے۔

روزے دار دن کے وقت عبادت کیلئے فارغ ہوتا ہے کیونکہ اسے کھانے کی تیاری وغیرہ نہیں کرنا ہوتی ہے۔ کھانے کیلئے اشیاء مہیا کرنے میں بہت زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔

اسی طرح روزے دار دن کے وقت زیادہ عبادت کر سکتا ہے۔ اور نیک عمل کثرت سے سرانجام دے سکتا ہے۔

لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو روزے کے مفہوم سے بھی واقف نہیں، وہ بڑی غفلت اور گہری نیند میں مبتلا ہیں، وہ دن بھر سونے اور رات کو سفر کرنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔

الٰہی! ہماری عمروں کی حفاظت فرما۔

الٰہی! ہمارے قدموں کو جما دے۔

الٰہی! ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما۔ یَارَبُّ الْعَالَمِیْنَ ہم پر رحم فرما۔

رمضان میں باہمی اخوت کا مظاہرہ

((الحمد للّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

مسلمان ایک ہاتھ، ایک دل اور ایک جسم رکھتے ہیں، مسلمان جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی خوبی بیان کی: "وہ ایک جسم کی مانند ہیں اسلام انکو ایک لڑی میں پروتا ہے اور ان کے مابین اسلام ہی بھائی چارہ پیدا کرتا ہے۔"[1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ [الانفال:۶۳]

"اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں الفت ڈال دی۔ آپ وہ سب خرچ کر ڈالتے

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ، باب تراحم المومنین تعاطفھم وتعاضدھم (۵۶/ ۲۵۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اس زمین میں ہے تو پھر بھی آپ ان کے دل میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے لیکن اللہ ہی نے انکے دلوں میں الفت ڈال دی' کیونکہ اللہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔''

مسلمان' زبان' خون اور جنس یا وطن کے اعتبار سے ایک نہیں بلکہ تمام مسلمان دین کے اعتبار سے ایک ہیں پوری دنیا کے مسلمان '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی چھتری تلے جمع ہیں۔

مسلمان تقویٰ اور علم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾[الحجرات:۱۳]

'' اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم باہم پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک معزز ترین وہی ہے جو متقی زیادہ ہو بلاشبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

جب سیدنا محمد ﷺ نے اسلام کی طرف دعوت دی تو حبشہ سے مؤذن بلال لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے ہوئے آئے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سلمان منا اهل البيت'' کہ سلمان فارسی ہم میں سے ہے ہمارے خاندان کا فرد ہے۔[1]

صہیب رومی اللہ اکبر' اللہ اکبر کہتے ہوئے دوڑے آئے لیکن معاشرے میں اپنے آپ کو بڑا اور ممتاز سمجھنے والے ولید بن مغیرہ' ابوجہل اور ابولہب وغیرہ پیچھے رہ گئے۔ محروم رہ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا بَنِي هَاشِمٍ يَأْتِيَنَّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَعْمَالِهِمْ وَتَأْتُوْنِي

---

[1] المستدرك للحاكم ۳/ ۵۹۸طبرانی الكبير۶/ ۲۱۲۔۲۱۳الضعيفة للالبانی رحمه الله (۳۷۰۴) اس کی سند میں کثیر میں عبداللہ المزنی ضعیف راوی ہے۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً یہ اثر ثابت ہے دیکھیں ''الضعیفہ''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِأَنسَابِكُمْ)) [1]

''اے بنو ہاشم! قیامت کے دن لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے اور تم اپنے حسب ونسب لے کر آؤ گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنِ ابْطَاءَ بِهِ عَمَلُهُ لَم يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) [2]

''جس کو اس کے عمل نے پیچھے دھکیل دیا اس کے خاندان نے اسے آگے نہ بڑھایا۔''

مسلمان بہت بڑی جمعیت ہیں۔ ہر نیک' ہونہار' اور مومن اس کا رکن ہے۔

اسلام کسی خاص ایک امت کے لئے نہیں بلکہ اسلام عرب' ہنود' ترکیوں' پاکستانیوں' افریقیوں حتیٰ کہ ساری دنیا کیلئے ہے۔ دیکھئے سیدنا ابو بکر صدیق قریشی تھے' سیدنا بلال حبشی تھے' سیدنا صہیب رومی تھے' سیدنا سلمان ایرانی تھے' محمد الفاتح ترکی تھے' علامہ اقبال پاکستانی تھے' اور صلاح الدین ایوبی کردی تھے ان تمام کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' نے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ رمضان میں یہ عظیم وحدت جلوہ نما ہوتی ہے۔ مہینہ بھر ایک ساتھ روزے' ایک قبلے کی طرف رخ کر کے عبادت اور ایک ہی منہج پر عمل پیرا ہونے پر حسین منظر کھل کر سامنے آتا ہے۔

ہم سب ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ [سورۃ البقرۃ:۴۳]

''اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرہ:۱۸۳]

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں

---

[1] لم نعثر على هذا الحديث فى الكتب التى بين ايدنا فى مكتبته شيخنا ابى الحسن مبشر احمد ربانى حفظه الله

[2] صحيح مسلم۔ كتاب الذكر والدعاء باب فصل الاجتماع على تلاوة القرآن' وعلى الذكر (۳۸/ ۲۶۹۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔"

ہمارا حج ایک ہے ایک ہی وقت اور ایک ہی میدان میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ﴾ [البقرة:۱۹۸]

پھر جب عرفات سے واپس آؤ تو "مشعر حرام" پہنچ کر اللہ کو اس طرح یاد کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی۔"

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو متحد ہونے اور فرقہ بندی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا حکم دتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾[ال عمران:۱۰۳]

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بازی نہ کرو اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو اس نے تم پر کی جب تم دشمن تھے' پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [آل عمران:۱۰۵]

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ یہی لوگ ہیں جنہیں بہت عذاب ہوگا" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انَّ اللّٰهَ اَوْحَى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَبْغِىَ اَحَدٌ عَلَى اَحَدٍ وَلَا يَفْخَرُ اَحَدٌ عَلَى اَحَدٍ))[1]

---

[1] صحيح مسلم۔ كتاب الجنة ونعيمها' باب الصفات التى يصرف بها فى الدنيا اهل الجنة واهل النار (٦٤/ ٢٨٦٥) سنن ابى داؤد۔ (٤٨٩٥)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ نے میری طرف وحی کی کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ انکساری کرو کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا))[1]

''مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے جس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ بِحَسْبِ الْمُسْلِمِ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ))[2]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے' مسلمان کے لیے اتنا ہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون' مال اور عزت حرام ہے۔''

اس اسلامی اخوت کے لوازمات میں سے یہ ہے کہ مسلمان بھائی کا حال چال پوچھا جائے۔ اللہ کی رضا کی خاطر اس سے ملاقات کی جائے۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کی جائے۔ ملاقات کے وقت اسے سلام کیا جائے۔ اس سے ملاقات کرتے وقت خندہ پیشانی کا مظاہرہ کیا جائے جب اسے چھینک آئے تو اس کا جواب دیتے ہوئے ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' کہا جائے۔ اس کی دعوت قبول کی جائے' اس کے جنازے میں شرکت کی جائے' اس کی غیر حاضری میں اس کے لئے دعا کی جائے' اس کی عزت کا دفاع کیا جائے' اس کی

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ' باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ (۴۸۱) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ' باب تراحم المومنین وتعاطفھم وتعاضدھم (۵۶/ ۲۵۵۸)

[2] صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ' باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ (۳۲/ ۲۵۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کو پورا کیا جائے اور اس کو سہارا دیا جائے۔ مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جائے اور اس کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کیا جائے۔ غرضیکہ اس قسم کے جملہ حقوق کا خیال رکھا جائے روئے زمین کا ہر مسلمان تیرا ایمانی' قرآنی اور شرعی بھائی ہے یہ رشتہ اللہ نے قائم کیا ہے۔ اور سیدنا محمد ﷺ نے اس کی خوبی بیان کی ہے

الٰہی! ہمارے دلوں کو جوڑ دے۔ الٰہی! ہمارے شیرازے کو اکٹھا کر دے۔
الٰہی! ہمارے کاموں کو ایک کر دے۔ اے اَکْرَمُ الْاَکْرِمِیْنَ ہم پر رحم فرما۔

آمین یا رب العالمین۔

رمضان دعوت اسلامیہ کے لیے مبارک موسم

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ:

دعوت اسلامیہ' انبیاء ورسل علیہم السلام کا اہم ترین فریضہ تھا ہر نبی نے داعی اور معلم کا فریضہ سرانجام دیا۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم سے یہ کہا:
((اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ))
''تم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

اور ہر داعی نے اپنی قوم سے یہ کہا:
((وَمَا أَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ أَجْرٍ))
''اس پر میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔''

اس حوالے سے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے:
﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ [سورۃ النحل:۱۲۵]
''اے نبی! آپ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف عمدہ نصیحتوں کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② جس کی دعوت دی جائے اس پر عمل کیا جائے۔قول وعمل کا تضاد بہت بڑا عیب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

''تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بالکل بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔؟

③ ''دعوت وارشاد میں نرم لہجہ اختیار کرنا۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾

''تم دونوں اس سے نرم بات کرو شاید کہ وہ نصیحت پکڑ لے یا وہ ڈر جائے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

''اللہ کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا))[1]

''آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا نہ کرو خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔''

④ دعوت وتبلیغ کا کام بتدریج کیا جائے۔جو مسئلہ اہم ہو اس سے آغاز کیا جائے اور پھر ترتیب وار بتدریج مسائل بیان کیے جائیں۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے کہا: جس طرح کہ آپ ﷺ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب العلم۔ باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا (۶۹)

صحیح مسلم۔ کتاب الجھاد، باب فی الامر بالتیسیر وترك التنفیر (۶/ ۱۷۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② جس کی دعوت دی جائے اس پر عمل کیا جائے۔قول و عمل کا تضاد بہت بڑا عیب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾

''تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بالکل بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔؟

③ ''دعوت وارشاد میں نرم لہجہ اختیار کرنا۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾

''تم دونوں اس سے نرم بات کرو شاید کہ وہ نصیحت پکڑ لے یا وہ ڈر جائے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ [آل عمران:۱۵۹]

''اللہ کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اگر آپ تندخو اور سنگدل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا))[1]

''آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا نہ کرو خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔''

④ دعوت و تبلیغ کا کام بتدریج کیا جائے۔جو مسئلہ اہم ہو اس سے آغاز کیا جائے اور پھر ترتیب وار بتدریج مسائل بیان کئے جائیں۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے کہا: جس طرح کہ آپ ﷺ

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب العلم۔ باب ما کان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظة والعلم کی لا ینفروا (۶۹)

صحیح مسلم۔ کتاب الجھاد، باب فی الامر بالتیسیر وترك التنفیر (۶/ ۱۷۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو داعی بنا کر یمن بھیجتے وقت کہا:

((اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا اَھْلَ كِتَابٍ فَلْیَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنَّ هُمْ اَجَابُوْكَ لِذَالِكَ فَأَخْبِرْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ))[1]

''تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جاؤ گے پہلے تم انہیں یہ دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔''

⑤ ہر قوم سے ان کی مناسبت اور ان کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر خطاب کیا جائے۔ شہریوں' دیہاتیوں اور بدریوں کے لئے خطاب ان کی مناسبت سے کیا جائے۔ یاد رہے! ہر ایک کی طبیعت' صلاحیت اور ذوق مختلف ہوتا ہے۔

طالب علم کا ایک مقام ہوتا ہے اور جاہل کا ایک مختلف مقام ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ کرنے والے کا ایک اسلوب ہوتا ہے۔ اور محقق کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾

''جسے حکمت و دانائی عطا کی گئی تو اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔''

دعوت و تبلیغ کے مسائل بھی پانچ ہیں

① انفرادی دعوت اور اس میں لوگوں سے الگ تھلگ صرف ایک فرد کو دعوت دی جاتی ہے اس صورت میں کہ مسئلہ اس کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔

② دعوت عام لیکچر کی صورت میں یا ایسی نصیحت کی صورت میں ہو جس کا عام لوگوں اور جمہور مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب المغازی۔ باب بعث ابی موسی و معاذ ابی الیمن قبل حجة الواع (۴۳۴۷)

صحیح مسلم کتاب الایمان' باب الدعاء الی الشهادتین و شرائع الاسلام (۱۹۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ طالب علموں کو خاص درس کی صورت میں یہ مہم ان علماء کے سپرد ہوتی ہے جو اپنے فن میں ماہر ہوتے ہیں

④ خط و کتاب، تصنیف و تالیف اور تحفے تحائف کی صورت میں دعوت کا کام سرانجام دینا کہ اس کا مدعو کو فائدہ پہنچتا ہے۔

⑤ حق کی بات بلند کرنے اور پھیلانے کے جدید وسائل کو استعمال کرنا۔

دعوت و تبلیغ کے پانچ ہی نتائج ہیں

① انبیاء علیہم السلام کی وراثت کو سنبھالنا کیونکہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں پہلے بلند روشن مینارو ہی تھے۔

② ساری مخلوقات لوگوں کی خیر و بھلائی کی تعلیم دینے والے کے حق میں استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں ان کے لیے دعا گو ہیں۔

③ داعی الی اللہ کے نامہ اعمال میں بہت بڑا اجر و ثواب درج کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی دعوت سے متاثر ہو کر جو لوگ نیکی کے کام کرتے ہیں اسے ان کے اجر و ثواب میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا اِلٰی سُنَّۃٍ حَسَنَۃٍ کَانَ لَہُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَہُ دُوْنَ یَنْقُصُ مِنْ أُجُوْرِھِمْ شَیْئًا))[1]

"جس نے کسی اچھے راستے کی طرف دعوت دی اسے اتنا اجر ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا علاوہ اس کے کہ ان کے اجر و ثواب میں کمی کی جائے۔"

④ بسا اوقات مدعو دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر بلند یہ مقام و مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔

⑤ داعی لوگوں میں امامت کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے اور لوگ اس کی اقتدا کرتے ہیں۔

[1] صحیح مسلم۔ کتاب العلم' باب من سن سنة حسنة او سيئة ومن دعا الى مصدى او ضلالة ١٥/ ١٠١٧) بلفظ "من فى الاسلام سنة حسنة......الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے صالحین کا وصف بیان کرتے ہوئے ان کی دعا کا تذکرہ کیا ہے۔

﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ [الفرقان:۷۴]

''اور ہمیں متقین کا امام بنا۔''

رمضان میں مبلغین کے احساسات بے دار ہوتے ہیں ان کی زبانیں چلتی ہیں انکے قلم رواں ہوتے ہیں اور منبران کی باتیں اور دعوت سننے کے لئے خوش آمدید کہتے ہیں۔

کیا ہے کوئی مبلغ؟ جو اس مہینے میں اپنے علم کی سخاوت کرے تا کہ اس کے ذریعے سے اللہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

الٰہی! ہمارے مفید علم میں اضافہ کردے نیز ہمارے لئے نیک عمل اور دینی سمجھ میں اضافہ فرما۔ (آمین)

روزے دار کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لِلصَّائِمِ دَعْوَةٌ لَا تَرُدُّ))[1]

''روزے دار کی دعا کو مسترد نہیں کیا جاتا۔''

کیوں! اس لئے کہ روزے دار کے دل میں انکساری اور عاجزی ہوتی ہے اس کی طبیعت میں فروتنی ہوتی ہے۔

وہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے اور مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے۔ اس نے کھانا اللہ رب العالمین کے ڈر سے چھوڑا ہوتا ہے اور اس نے ارض و سماء کے رب کی اطاعت کی خاطر خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کی ہوتی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجہ۔ کتاب الصیام' باب فی الصیام لا ترد دعوته (۱۷۵۳) المستدرك للحاكم ۱/ ۴۲۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ))[۱] ''دعا ہی عبادت ہے۔''

جب آپ کسی ایسے بندے کو دیکھیں جو گڑگڑا کر دعا مانگ رہا ہو تو جان لیں کہ وہ اللہ کے قریب ہے اور اسے اپنے رب پر بڑا اعتماد ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہمارا رب قریب ہے اگر ایسا ہے تو اس سے مناجات کریں یا وہ دور ہے اگر ایسا ہے تو ہم آواز بلند اسے بلائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔[۲]

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِفَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ [البقرہ:۱۸۶]

''جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو (کہیے) میں قریب ہوں، جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں، لہٰذا انہیں چاہیے کہ میرے احکام بجالائیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَاِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا اَقْرَبَ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ))[۳]

''تم بہرے کو نہیں پکارتے اور نہ ہی غیر حاضر کو پکارتے ہو بے شک! تم سننے والے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔''

---

۱ سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر، باب الدعاء (۱۴۷۹)
سنن الترمذی۔ تفسیر القرآن۔ باب ومن سورۃ المومن (۳۲۴۷)

۲ تفسیر الطبری ۲/ ۱۶۴۔۱۶۵) (۲۹۱۲) اس کی سند میں الصلت بن حکیم مجہول ہے دیکھیں ''تفسیر ابن کثیر'' ۱/ ۴۴۵ (۷۸۴) بتحقیق عبدالرزاق مہدی

۳ صحیح البخاری۔کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ وکان اللہ سمیعا بصیرا (۷۳۸۶)
صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حفض الصوات بالذکر...... (۴۴/ ۲۷۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ایک لمبی رسی' مضبوط کڑا اور ربانی رابطہ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ))[1]

''دعا کے ساتھ ہرگز کوئی تباہ نہیں ہوگا۔''

اللہ ہمیں آواز دیتا ہے کہ ہم اسے پکاریں وہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اس سے مانگیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾

''اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ [المومن:٦٠]

''آپ کے رب نے کہا: ''مجھے پکارو' میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم رسید ہوں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُوْلُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ' هَلْ مِنْ دَاعٍ فَأُجِيْبُهُ' هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَلَهُ))[2]

''ہمارا رب آسمان دنیا پر اترتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کو دوں' ہے کوئی دعا کرنے والا

---

[1] موارد الظمآن ۸/۳۶ (۲۳۹۸) اس کی سند میں عمر بن محمد بن صہبان ضعیف ہے۔

[2] صحیح البخاری۔ کتاب التهجد' باب الدعاء والصلاة وآخر الليل (۱۱۴۵) صحیح مسلم۔ صلاة المسافرین۔ باب الترغیب فی الدعاء والزکر فی آخر اللیل والاجابة فیه (۱۶۸/ ۷۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اس کو قبول کروں' ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں۔''

رمضان کا مہینہ دعاء' اجابت' توبہ اور قبولیت کا مہینہ ہے۔

اے وہ روزے دار! جس کے ہونٹ روزے سے خشک ہو گئے جس کا جگر پیاس سے سکڑ گیا جس کا پیٹ بھوکا رہا۔ تو کثرت سے دعا کر اور گڑگڑا کر مانگ اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کا وصف بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ﴾ [الانبیاء:۹۰]

''یہ سب لوگ بھلائی کے کاموں کی طرف لپکتے تھے' اور ہمیں شوق اور خوف سے پکارتے تھے اور یہ سب ہمارے آگے جھک جانے والے تھے۔''

اے روزے دار! دعا کے بھی آداب ہوتے ہیں جن کا جاننا روزے دار کے لئے بہت ضروری ہے۔

دعا کے آداب:

① دعا مانگنے والے کے دل میں عزم اور اعتماد وثوق ہو تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا اور اس پر اپنا فضل وکرم کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي اِنْ شِئْتَ' وَلٰكِنْ لِيَعْزِمَ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ))[1]

''تم میں سے کوئی ایک یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے لیکن وہ پختہ ارادے سے مانگے اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔''

② دعا مانگنے والا دعا کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور رسول اللہ ﷺ پر درود

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب التوحید باب فی المشیئۃ والارادۃ (۷۴۷۷) مسند احمد ۲/ ۳۱۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام بھیجے۔

③ دعا کی قبولیت کے اوقات کو پیش نظر رکھے۔ مثلاً' رات کا آخری ثلث' سجدوں میں' اذان اور تکبیر کے درمیانی وقت' فرض نمازوں کے بعد' جمعہ کے دن آخری گھڑی' نماز عصر کے بعد اور عرفہ کے دن' یہ دعا قبولیت کے اوقات ہیں۔ ان اوقات میں دعا مانگی جائے۔

④ دعا میں مُسَجَّع و مُقَفّٰی عبارتیں استعمال نہ کی جائیں۔ تکلف نہ کیا جائے اور نہ ہی اپنی حدود سے تجاوز کیا جائے۔

⑤ گناہ اور قطع رحمی کی دعا مانگنے سے قطعی اجتناب کیا جائے۔

مندرجہ بالا دعا کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہر دعا مانگنے والے کے لئے ضروری ہے۔

اے روزے دار! غروب آفتاب سے پہلے تیرے لیے سب سے بڑھ کر غنیمت گھڑی ہے' افطار سے پہلے جبکہ تجھے سخت بھوک و پیاس لگی ہو تو تو اس وقت گڑگڑا کر اللہ سے دعائیں اور التجائیں کر اور خوب دل لگا کر اللہ سے مانگ' اس طرح سحری کے وقت پوری توجہ سے اللہ حی و قیوم کی بارگاہ میں التجائیں کر۔ کیونکہ تو فقیر ہے اور اللہ غنی ہے تو کمزور ہے اللہ قوی ہے' تو فانی ہے اور وہ باقی رہنے والا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو کہا:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم:۴۱،۴۰]

''اے میرے رب! مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی قائم رکھنے والے بنا۔ ہمارے رب! میری یہ دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے' میرے والدین اور جملہ مومنوں کو معاف فرمانا جب حساب لیا جائے گا۔''

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو کہا:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي﴾ [طه:۲۵]

''اے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے۔''

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تو کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ [صٓ:۳۵]

''میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو اور بلاشبہ تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔''

سیدنا محمد ﷺ نے دعا کی جو حدیث میں اس طرح وارد ہوئی ہے

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ، وَاِسْرَافِیْلَ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ، مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ))[1]

''اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کو جاننے والے، تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ مجھے اختلافی مسائل میں حق کی ہدایت دے اپنے حکم سے بے شک تو جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔''

دعا کے چار فائدے ہیں:

① دعا کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے اللہ کی بندگی، اس کے حضور انکساری اور اس پر اعتماد کا اظہار ہوتا ہے اور یہی عبادت کا مقصود و مطلوب اور ثمرہ ہے۔

② دعا کے ذریعے: خیر و بھلائی کے حصول کا مطالبہ اور نقصان و خسارے سے بچاؤ۔ اللہ کی بارگاہ سے طلب کیے جاتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اس کا کوئی مالک نہیں۔

③ دعا کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر دنیا میں دعا قبول نہ ہو تو اسے اجر و ثواب کی صورت میں آخرت کا توشہ بنا دیا جاتا ہے۔

④ دعا کے ذریعے خالص توحید میسر آتی ہے۔ لوگوں سے علائق ختم ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اس کا طمع دل میں نہیں رہتا۔

---

[1] صحیح مسلم۔ صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ ودعائه باللیل (۷۷۰/۲۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں اچھائی عطا فرما۔ ہمیں عذاب سے بچا لینا اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہدایت عطاء فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ کرنا۔ الٰہی تو ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بلاشبہ تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

روزے داروں کے لئے تحائف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَبَعْدُ:

روزے دار کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بڑھ کر کوئی اور تحفہ مجھے دیکھائی نہ دیا اس لئے میں روزے دار کی خدمت میں چند ایسی احادیث رسول ﷺ پیش کر رہا ہوں جو دنیا و آخرت میں خیر و بھلائی کے راستے اور سعادت کے دروازے ہیں۔

اے روزے دار! ان احادیث کو پیش نظر رکھ اور ان پر عمل پیرا ہو۔

① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((مَنْ قَالَ: اِذَا أَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ: كَانَ لَهُ عَدْلاً رَقَبَةٌ مِنْ وَّلَدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَكُتِبَتْ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِذَا قَالَهَا اِذَا اَمْسٰى كَانَ لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ))[1]

''جس نے صبح کے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ کہا۔'' اسے اولادِ اسماعیل میں سے ایک

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده (۳۲۹۳) سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۷۷) سنن ابن ماجه۔ کتاب الدعاء باب ما یدعو به الرجل اذا اصبح وامی (۳۸۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردن آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔ نیز اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے جب وہ یہی کلمہ شام کو پڑھتا تو وہ صبح تک محفوظ ہو جاتا ہے اور اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا پہلے بتایا جا چکا ہے۔''

تیری نعمت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ وہ اس دن یا رات کو فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ أَوْ حِيْنَ يُمْسِي' اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ اَوْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))[1]

''جس نے یہ کلمات کہے جب وہ صبح کرتا ہے یا شام کرتا ہے۔ الٰہی! تو میرا رب ہے، نہیں کوئی معبود حقیقی مگر تو ہی۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں میں تیرے عہد اور وعدے کے مطابق حسب استطاعت عمل پیرا ہوں۔ جو میں نے برائی کی اس سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اپنے اوپر تیری نعمت کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ وہ اس دن یا رات کو فوت ہو گیا تو جنت میں داخل ہو گا۔''

جس نے صبح کے وقت یا شام کے وقت یہ کہا:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ' اَعُوْذُبِكَ مِن شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ

[1] سنن ابی داؤد۔ ایضاً (۵۰۷۰) مسند احمد ۵/ ۳۵۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ)) [1]

وہ دن کو فوت ہو یا رات کو جنت میں داخل ہوگا۔

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَ حِيْنَ يُمْسِيْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ وَزَادَ عَلَيْهِ)) [2]

''جس نے صبح کے وقت یا شام کے وقت: سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ'' کہا قیامت کے دن اس سے افضل کوئی نہ ہوگا الا یہ کہ وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا ہو یا اس سے زیادہ کہا ہو۔''

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) [3]

جس نے یہ کہا: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، وَّبِمحمد نَبِيًّا کہا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

⑤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) [4]

---

[1] سنن ابی داؤد۔ ایضاً (۵۰۷۰) مسند احمد ۵/ ۳۵۶

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء باب فضل التهليل والتبيع والدعاء (۲۹/ ۲۶۹۲) بلفظ لا من قال حین یصبح ویمسی سبحان الله وبحمده مائة مرة...... سنن ابی داؤد۔ ایضاً (۵۰۹۱)

[3] سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر۔ باب فی الاستغفار (۱۵۲۹) مسند احمد ۴/ ۳۳۷

[4] سنن الترمذی الدعوات، باب فی فضائل سبحان الله وبحمده...... (۳۴۶۴، ۳۴۶۵) المستدرك للحاکم ۱/ ۵۰۱-۵۰۲۔ عمل اليوم والليلة للنسائی (۸۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جس نے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کیا اس کے لئے ایک کھجور کا درخت جنت میں لگا دیا جاتا ہے۔‘‘

⑥ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))[1]

’’جس نے سبحان اللہ وبحمدہ۔ دن میں سو مرتبہ کہا اس کے سارے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہو۔‘‘

⑦ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَّمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطَرِيْنَ))[2]

’’جس نے دس آیات کے ساتھ قیام کیا اسے غافلوں سے نہیں لکھا جائے گا۔ اور جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا اسے فرمانبرداروں میں سے لکھا جائے گا اور جس نے ایک ہزار آیات سے قیام کیا اسے خزانہ جمع کرنے والوں سے لکھا جائے گا۔‘‘

⑧ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِي، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يُصِبْهُ فَجَاةُ بَلَاءٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ يُصِبْهُ فُجَاةَ بَلَاءٌ حَتّٰى يُمْسِيَ))[3]

جس نے شام کے وقت

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح (۶۴۰۵)
صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء باب التهلیل والتسبیح (۲۹/ ۲۶۹۲)

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب شهر رمضان، باب تحزیب القرآن (۱۳۹۸) صحیح ابن خزیمة (۱۱۴۴) موارد الظمان ۲/ ۴۰۶ (۶۶۲)

[3] سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۸۸) موارد الظمان ۷/ ۳۷۴ (۲۳۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ)) [۱]

کہا' اسے صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی اور جس نے صبح کے وقت یہ کلمات کہے اسے شام تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِیْنَ یُمْسِی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ' لَمْ یَضُرُّهُ لَدْغَةُ حَیَّةٍ فِی تِلْكَ اللَّیْلَةِ)) [۲]

''جس نے شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

((اعوذ بکلمات الله التامات من شرّ ما خلق))

اسے اس رات سانپ کا ڈسنا نقصان نہیں دے گا۔

⑩ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یُقَالُ لَهٗ کُفِیْتَ وَ وُقِیْتَ وَتَنَحّٰی عَنْهُ الشَّیْطَانُ)) [۳]

جس نے اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہا:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

اسے کہہ دیا جاتا ہے تجھے کفایت میسر آ گئی' تجھے بچا لیا گیا اور شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے۔

⑪ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

---

[۱] سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب ما یقول اذا اصبح (۵۰۸۸) موارد الظمان ۷/ ۳۷۴ (۲۳۵۲)

[۲] سنن الترمذی۔ الدعوات (۳۶۰۴) مسند احمد ۲/ ۲۹۰

[۳] سنن الترمذی۔ الدعوات' باب ما جاء ما یقول اذا خرج من بیته (۳۴۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَّبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ))[1]

''جس نے مؤذن کی زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ سن کر کہا:

((رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا))

''اس کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

⑫ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَءَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ یَبْنِی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ))[2]

جس نے دس مرتبہ ''قل ھو اللہ احد'' یعنی سورہ اخلاص پڑھی اللہ جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنا دیتا ہے۔

⑬ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَضَاءَ لَہٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ))[3]

''جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کی دو جمعوں کے درمیان اس کے لئے نور روشن ہو جاتا ہے۔''

⑭ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ آیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنْ

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ' باب استحباب القول مثل قول الموذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی ﷺ ...... (۱۳/ ۳۸۶) سنن الترمذی الصلاۃ (۲۱۰)

[2] مسند احمد ۳/ ۴۳۷ اس کی سند میں زبان بن فائد اور رشدین بن سعد ضعیف ہیں۔

[3] سنن الکبری للبیھقی ۳/ ۲۴۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ))[1]

جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی: اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکے گی تا آنکہ وہ فوت ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ))[2]

''جس نے ''قل هو الله احد'' یعنی ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھ لیا۔''

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ))[3]

جس نے ایک رات میں سو آیت پڑھی۔ اس کے لئے رات کا قنوت لکھ دیا گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہر روزے دار کے لئے بطور خاص اور ہر مسلمان کے لئے بطور عام نہایت خوشبودار قیمتی تحائف ہیں۔ جن کو قدر کی نگاہ سے قبول کیا جائے اور انہیں دل و جان سے عزیز رکھا جائے ان سے بڑھ کر کوئی بڑا اور قیمتی تحفہ نہیں پیش کیا جا سکتا۔ آخر میں ہم یہ بارگاہ رب العالمین میں مؤدبانہ انداز میں دعا کرتے ہیں۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِنَّا عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ))

(آمین یا رب العالمین)

کل عید ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰه وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِه

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة للالباني رحمه الله (۹۷۲) (اس کی حدیث کی نسبت صحیح ابن حبان کی طرف درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صحیح ابن حبان میں نہیں ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے۔)

[2] صحيح البخارى۔ كتاب فضائل القرآن' باب فضل " قل هو الله احد" (۵۰۱۵)

[3] مسند احمد ۴/ ۱۰۳ و اللفظ له سنن ابى داوٗد۔ (۱۳۹۸) ابن خزيمه (۱۴۴) بمعناه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَصَحْبِهٖ وَبَعْدُ:

کل عید ہوگی اور عید کل ہے' عید کا مطلب کیا ہے اور عید کیسے ہوتی ہے؟ عید اس کی نہیں جس نے نیا لباس پہن لیا اور نہ ہی اس کی عید ہے جس نے بڑے کروفر سے اس کی تیاری کی۔ حقیقی عید تو اس کی ہے جو قیامت کے دن سے ڈر گیا اور جو بزرگ عرش والے سے ڈر گیا۔

عید گانے بجانے کا نام نہیں اور نہ ہی اچھل کود' خوش گپی لگانے اور شور وغل مچانے کا نام عید ہے۔ بلکہ عید تو منعم حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالانے کا نام ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم کے اعتراف اور اس کی نعمتوں کے اظہار کا نام عید ہے۔ عید کا تو یہ پیغام ہے کہ دین الٰہی کے غلبے کے لئے اہل ایمان کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلا جائے تاکہ مسلمانوں کے دشمن کبیدہ خاطر ہوں۔ مسلمانوں کو عید کے حوالے سے درج ذیل افعال سرانجام دینے ہوتے ہیں۔

① عید الفطر کے دن صبح کے وقت نماز سے پہلے کچھ کھانا پینا' اس سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ چند ایک کھجوریں نوش جان کر لی جائیں تاکہ روزوں میں افطاری کے ساتھ مماثلت پیدا ہو سکے۔[1]

② صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔ یہ صدقہ روزے دار کی غلطیوں کا مداوی بن جاتا ہے اور فقیر محتاج کی خوشی کا باعث بنتا ہے۔[2] اس سے مسلمانوں کے اندر باہمی تعاون' شفقت اور رحم دلی کی روح زندہ ہوتی ہے اور بخل کا خاتمہ ہوتا ہے۔

③ عید کے روز نیا لباس زیب تن کرنا' اور خوشبو لگانا اس کے آداب میں شامل ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے جمال کا زبان حال سے اعتراف ہوتا ہے اللہ خود بھی جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند بھی کرتا ہے۔[3]

---

[1] سنن الترمذی۔ الجمعۃ' باب ما جاء فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج۔ (۵۴۲۔۵۴۳) سنن ابن ماجه (۱۷۵۶)

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الزکاۃ۔ باب زکاۃ الفطر (۱۶۰۹) سنن ابن ماجه۔ (۱۸۲۷) دار قطنی (۱/ ۲۱۹)

[3] صحیح مسلم۔ کتاب الایمان' باب تحریم الکبر وبیانه (۱۴۷/ ۹۱) مسند احمد ۴/ ۱۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیا لباس پہننے سے اللہ تعالیٰ کی نعمت، کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

ایک حدیث حسن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ))[1]

''اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔''

④ عید کے دن ہم مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں اور ہم باہمی طور پر اخلاص اور محبت کے ساتھ پیش آئیں۔

⑤ عید کے روز صلہ رحمی کا انداز اپنایا جائے' والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ فقیر اور مسکین کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا جائے اور پڑوسی کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کیا جائے۔

⑥ عید کے روز مسلمانوں میں ایسی ایمانی خوشیاں آشکار ہوتی ہیں۔ جو شرعی ضوابط کی پابند ہوتی ہیں جن میں ادب واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔ عید میں باوقار خوش مزاجی' لطافت آمیز کھیل' شفقت بھری مسکراہٹیں' جائز سیر و سیاحت اور محفل میں عمدہ نوعیت کے قصے کہانیاں سنانے میں کوئی شرعی مضائقہ نہیں۔

⑦ عید اس بڑے دن کی یاد دلاتی ہے جس میں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا مجمع ہوگا۔ جن میں غنی' فقیر' چھوٹے' بڑے' امیر مامور' خوش بخت' بے ایمان بد بخت' خوش اور غمگین سبھی قسم کے لوگ ہوں گے۔

⑧ عید ان لوگوں کے لئے انعام کا دن ہے جنہوں نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزے رکھے اور راتوں کا قیام کیا۔ انکے لئے بڑے انعام' بڑی کامیابی اور بڑے ثواب کی خوشخبری ہے۔ اور جس نے روزے چھوڑے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں سستی کی اور اس کی حدود کو پامال کیا۔ اس کے لئے شرمندگی' افسوس اور حسرت کے سوا کچھ نہی۔ لوگ جب عیدگاہ سے واپس آتے ہیں تو دو گروہوں میں بٹ جاتے ہیں۔ ان میں ایک گروہ کو اجر و ثواب نصیب ہوتا۔ اور اس کی محنت کو قدر کی

---

[1] سنن الترمذی۔ الادب' باب ما جاء۔ان الله تعالیٰ يحب ان يرى اثر نعمته على عبده (۲۸۱۹) سنن الكبرى للبيهقي ص ۳/ ۲۷۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
تم گھر کو لوٹ جاؤ تم بخشے گئے تم نے مجھے راضی کیا اور میں نے تمہیں راضی کیا۔اور دوسرا گروہ ناکام ہوتا ہے وہ شرمندہ' خسارے میں' افسردہ اور محروم لوٹتا ہے۔

ایک بزرگ عید کے دن ان لوگوں کے پاس سے گزرے جو غل غپاڑا کر رہے تھے وہ ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔اگر تم نے رمضان میں نیکی کی تو یہ نیکی کا شکر بجالانے کا طریقہ نہیں اور اگر تم نے برائی کی تو جو رحمان کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے وہ اس طرح نہیں کیا کرتا۔

اے مسلمان یاد کر ان لوگوں کو جنہوں نے زمانہ ماضی میں تمہارے ساتھ مل کر نماز عید ادا کی وہ تمہارے باپ دادا' احباب اور ساتھی تھے۔وہ کہاں گئے؟ وہ کہاں کوچ کر گئے۔؟
کل تم انعام پاؤ گے۔کل تمہیں وہ پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا۔جو تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جا چکا ہے۔تم اس کی تمنا کرو کہ تمہارے نامۂ اعمال میں خیر و بھلائی لکھی جائے۔

تم بڑی عید کا انتظار کرو جس دن تمہیں ان شاء اللہ اللہ کی رضا اور معافی کی کامیابی نصیب ہوگی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۚ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ [آل عمران: ۱۸۵]

''پھر جو شخص جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا۔تو وہ کامیاب ہو گیا۔اور یہ دنیا کی زندگی محض دھوکہ ہے۔''

آیئے آخر میں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔

((رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ' وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)) آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم گزارش

روزہ کے متعلق سے سب سے اہم مسئلہ اس کی حفاظت ہے' روزہ کی حالت میں اگر گناہوں سے یکسر پرہیز ہوگی تو فائدہ ہوگا وگرنہ نہیں' چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((اَلصَّلٰوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ مَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ))[1]

''پانچوں نمازوں' ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک' اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے وقفات گناہوں کا کفارہ ہیں' بشرطیکہ کبائر سے بچا جائے۔''

دوسرے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ))[2]

''جو شخص حالت روزہ میں قول زور (یعنی خلاف شریعت بات) یا عمل زور (خلاف شریعت کام) نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

صحیح بخاری میں ایک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موجود ہے:

((وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ))[3]

---

1. صحیح مسلم' رقم: ۵۰۲
2. صحیح بخاری: ۳/ ۳۳' مسند احمد: ۲/ ۴۵۲
3. صحیح الجامع الصغیر' رقم: ۳۸۷۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”روزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے۔جس دن بھی تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو وہ کسی فسق و فجور کا ارتکاب نہ کرے نہ ہی چیخے و چلائے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا لڑائی کرے تو اسے کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهٗ وَ تَحَفَّظَ مَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّتَحَفَّظَ كُفِّرَ مَاقَبْلَهٗ))[1]

”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے، اور اس کی حدود کو پہچانا اور جتنی ہو سکی اس نے اس رمضان کی حدود کی حفاظت کی، تو اس کے سابقہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔“

حالت روزہ میں ہر قسم کے گناہ سے احتراز ہماری ضرورت ہے تا کہ ہمارے روزے کا ثواب مرتب ہو، اور نتیجتاً ہمارے گناہ معاف ہو جائیں، اگر ایسا نہ ہو سکا تو جبرائیل علیہ السلام کی بد عا اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین ایک انتہائی خطرناک وعید کو متضمن ہے۔سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب تم روزہ رکھو تو ضروری ہے کہ تمہارے کان، آنکھ اور زبان سب کا روزہ ہو۔ پڑوسیوں کو تکلیف نہ دو اور تم پر ایک خاص قسم کا سکون اور وقار ہو اور تمہارے روزے اور افطار کا دن برابر نہ ہوں۔

محمد بن المنکدر رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ”روزہ دار جب کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کے روزے میں ایک سوراخ پڑ جاتا ہے، اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ اس سوراخ کو رفو کر دیتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: وہ روزہ جہنم سے ڈھال بنتا ہے جس میں سوراخ نہ ہو، لوگوں نے پوچھا، سوراخ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا! ہر قسم کے جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے پاک ہونا۔“

قارئین کرام! یہ ماہ غفران یعنی جو مہینہ ہر لمحہ گناہوں کی بخشش کا باعث بن سکتا ہے اگر ہم یوں ہی گزار دیں، اس مبارک مہینہ کو پالینے کے باوجود، جوں کے توں گناہوں میں

---

[1] صحیح ابن حبان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لت رہیں تو احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں ہم ہر چیز سے محروم ہو کر اللہ رب العزت کی رحمت سے دھتکار دیئے جائیں گے' تو پھر ضروری ہے کہ اس ماہ مقدس سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں' اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق کے طالب بن جائیں کہ اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی ممکن نہیں ہے' اور نہ ہی اس کی توفیق کے بغیر کسی برائی سے بچا جا سکتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عید

علیم ناصری۔ ایم اے

دادی اماں اوپر آئیں آپ کو عید کا چاند دکھائیں
اچھا میرے چاند آتی ہوں اپنی عینک بھی لاتی ہوں
ہاں دکھلاؤ چاند کہاں ہے وہ دیکھیں بادل ساجہاں ہے
میرے دائیں ہاتھ بھی دیکھیں اس مینار کے ساتھ بھی دیکھیں
وہ پتلا سا چمکیلا سا وہ پیارا سا شرمیلا سا
پتلی سی اک نور کی دھاری روشن' پیاری پیاری
ہاں بیٹا ہاں دیکھ لیا ہے ہم پرواجب شکر خدا ہے
شکر کریں ہم اس کا سارے خیر سے روزے جس نے گزارے
عید کا یہ پیغام آیا ہے اللہ کا انعام آیا ہے
کل تم شوق سے عید منانا کپڑے نئے پہن کر جانا
عیدگاہ میں شوق سے جانا پڑھ کر عید سویاں کھانا
خوش رکھے اللہ تبارک سب سے کہہ دو عید مبارک
دادی اماں عید مبارک اور امی جاں عید مبارک

ہاں ابا جی عید مبارک
بہنو! بھائیو! عید مبارک
تم سب کو ہو عید مبارک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مطبوعات حدیبیہ پبلیکیشنز

کتاب	مصنف و مترجم	قیمت
تفسیر ابن کثیر (عام) تفسیر ابن کثیر (اعلیٰ)	حافظ عماد الدین الفداء ابن کثیر ترجمہ: مولانا محمد جوناگڈھی	1400/- 1550/-
الجامع الفرید شرح کتاب التوحید سوالاً و جواباً	تالیف: امام محمد بن عبدالوہابؒ	160روپے
فقہ السنۃ کتاب الصلوٰۃ (نماز کے مسائل)	فضیلۃ الشیخ السید سابق مصریؒ	180روپے
فقہ السنہ (نظام الاسرۃ) خاندانی نظام	فضیلۃ الشیخ السید سابقمصریؒ	180روپے
فقہ السنہ کتاب الطہارۃ (طہارت کے مسائل)	فضیلۃ الشیخ السید سابق مصریؒ	94روپے
مبشر صحابہؓ	تالیف: محمود احمد غضنفر	200روپے
کبیرہ گناہ	علامہ شمس الدین الذہبیؒ	180روپے
رمضان ماہ غفران	عائض عبداللہ القرنی مترجم: محمود احمد غضنفر	150روپے
اہم دینی معلومات	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	90روپے
جنت کے وارث	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	110
اسلامی طرز معاشرت	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	140روپے
بچوں کی تعلیم و تربیت	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	120روپے
صحیح قصص النبی ﷺ	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	70روپے
اجازت لینے کے احکام (دوسرے کے گھروں میں)	احمد سلیمان العرینی ابوعثمان خبیب محمد سلیم	46روپے
زبان کی ہلاکتیں	الشیخ سعید بن علی وھف القحطانی	70روپے
سود کی اقسام اور اس کے متعلق اہم فتویٰ	فضیلۃ الشیخ جسٹس علی بن قاسم سلیمان الفیفی	36روپے
تمباکونوشی	سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم الشیخ رحمہ اللہ	30روپے
کرامات صحابہؓ	اسعد محمد الطیب	44روپے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاش میری قوم جان لے	عبدالحسن بن عبدالرحمٰن	52روپے
چہرے کا پردہ کیوں کروں؟	ام عبداللہ	50روپے
آداب سفر	ام عبداللہ	38روپے
جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات	عبداللہ بن جار اللہ	48روپے
اطاعت کے تقاضے	امام ابن تیمیہؒ	40روپے
اسلام میں تصویر کا حکم	عبدالعزیز بن بازؒ	20روپے
صفات رب العالمین	علامہ شمس الدین الذہبیؒ	40روپے
احکام سوگ	احمد بن عبداللہ السلیمی	40روپے
اصول دین	شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ	24روپے
دعوت الی اللہ اور مبلغین کے اوصاف	فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ	24روپے
خواتین کی برزخی زندگی	فضیلۃ الشیخ مجدی فتی السید	54 روپے
نبی کریم ﷺ کے لیل ونہار	امام حسین بن مسعود البغویؒ	300 روپے
فتاوی رسول اللہ ﷺ	امام ابن قیم الجوزیؒ	200روپے
پیارے نبی کی پیاری دعائیں	امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ	110روپے
اسلامی طرز زندگی	ڈاکٹر محمد علی ہاشمی	210روپے
اغاثۃ اللفھان (شیطانی پھندے)	امام ابن قیمؒ	
حیات صحابہؓ کے سنہرے واقعات	فضیلۃ الشیخ محمد صدیق المنشاوی	
فقہ العبادات	شیخ محمد صالح العثیمینؒ	
تحفہ برائے مومنات	ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبدالفوزان	
صالحین کے آنسو	ابوفداء محمد عارف محمد عزت	
توبہ کرنے والے	امام ابن قدامہ للقدسیؒ	
احکام و مسائل برائے خواتین	علامہ ابن جوزیؒ	

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رمضان
ماہِ غفران

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

رمضان المبارک اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں قرآن حکیم کا نزول با سعود ہوا، اس ماہ مبارک میں جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم الشان معرکے بپا ہوئے اور میدان کارزار سجائے گئے۔ اور مجاہدین بڑی سج دھج کے ساتھ سوئے مقتل روانہ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بدر کا یوم فرقان عطا کیا، مکہ معظمہ کی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی، خالد بن ولیدؓ سیف من سیوف اللہ کے ہاتھوں بنو کنانہ کا بت عزیٰ پاش پاش کرا دیا۔ عمرو بن العاصؓ کے ہاتھوں قبیلہ بنو حذیل کا بت کدہ سواع ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ سعد بن زیدؓ نے اوس وخزرج کا طاغوت منات زمین بوس کر دیا۔ فتح مکہ کے ہوتے ہی ام القریٰ کی چابیاں امت مسلمہ کے حوالے کر دی گئی۔ الغرض رمضان المبارک کی برکات وانوارات اس قدر ہیں کہ ان سے جتنا بھی فائدہ اٹھایا جائے کم ہے۔ اس طرح فرد مسلم اپنی اپنی ہمت وبساط کے مطابق اپنی بخشش کا ساماں پیدا کر لیتا ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت، قیام اللیل، ذکر واذکار جیسے انمول موتیوں سے اپنا دامن بھر لیتا ہے۔ اور مالک الملک کے دروازے پر کاسہ گدائی لیے دست سوال دراز کر کے مالک حقیقی کو راضی کر لیتا ہے۔ اور اپنے رب سے کیے ہوئے عہد بندگی کو وفاداری کے ساتھ نباہ لیتا ہے۔ اور کروڑوں گناہ گار اپنے رب کے حضور بیت اللہ میں حاضری دیکر گناہوں سے ایسے صاف ستھرے اور طیب وطاہر ہو جاتے ہیں جیسے انہوں نے ذلالت وگمراہی کے عمیق گڑھوں میں قدم ہی نہ رکھا تھا۔ اس ماہ مبارک کی برکات اور انوارات کو سمیٹنے کے لیے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لیے زیر تبصرہ کتاب "رمضان ماہ غفران" پیش خدمت ہے۔ تاکہ گم گشتگان راہ اور جویان حق وصداقت اپنے دل کی بنجر زمین کو ایمان کی لہلہاتی اور سرسبز وشاداب کھیتی سے منور کر سکیں، اور دعا ہے کہ اللہ خارستان کفر وشرک وخاشاکستان ضلالت وہلاکت کو گلستان رحمت و دبستان برکت سے کما حقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یہ کتاب عائض بن عبداللہ القرنی کی مرتب کردہ ہے اور اسے اردو کے قالب میں معروف ومشہور قلمکار، مئولف کتب کثیرہ مولانا محمود احمد غضنفر صاحب نے ڈھالا ہے اور اسکی تخریج وتصحیح میرے ارشد تلامذہ میں سے شمس الرحمان الحسام حفظہ اللہ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان علمائے عظام اور تلامذہ کرام کے علم وعمل میں برکت نازل فرمائے اور دن رات دین حق کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور کتاب کے ناشر اور طابع کی عمر میں برکت نازل فرمائے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کے لیے مشعل راہ بنا دے۔ آمین یارب العالمین

فضیلۃ الشیخ ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

خدیبیہ پبلیکیشنز
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Ph:+92-42-7242604